...رام ہتولی ...

نے حکومت سے درخواست کی تھی۔ مگر ان کی مناسب
آباد کاری کا انتظام کیا جاسکے۔ ستمبر ۱۹۴۹ء میں جب
حکومت نے ایسے لوگوں سے جن کے گزارہ کی کوئی
صورت نہیں۔ ... درخواستیں یا طلب کی تھیں۔ ان
درخواستوں کے دینے والوں میں سے ...
کیمپ کالونی کی کچھ ایسی دیویاں بھی ہیں۔ جن کے لئے
سرکار نے دس روپیہ ماہوار کی رقم بطور گزارہ الاؤنس
منظور کی ہے۔ اس امداد سے ساری کالونی کی ایسی
بے آسرا دیویوں میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ کل ان کا
ایک وفد جو تیس عورتوں پر مشتمل تھا صبح گنگا نگر سے
کیمپ سے پیدل چل کر پردھان منتری کے بنگلہ پر
۱۲ بجے دن کو پہنچا۔ ... پنڈت نہرو تک اپنی فریاد پہنچانی
چاہی۔ بلکہ جب وقت پنڈت جی گاڑی میں سوار ہو
کر باہر جانے لگے۔ تو اس جتھے کی لیڈر شریمتی ہتولی
نے پنڈت جی کی گاڑی بھی روکنا چاہی۔ لیکن پہریداروں
نے منع کر دیا۔ موصوفہ نے کہا کہ اس وقت گنگا نگر
کالونی میں ۹ سو دیویاں ودھوا ہیں۔ اور یہ سو مانتر
ہیں جن کے پتی ورد ہونے کے کارن وہ روٹی
کمانے سے بھی قاصر ہیں۔ مسز رام ہتولی نے کہا۔ کہ اگر
تین دن کے اندر حکومت کی طرف سے
آباد کاری کا انتظام نہ کیا گیا۔ تو وہ سب
تقریباً ۱۲ سو کے ... پردھان منتری کے
دفتر پر دھرنا شروع کر دیں گی۔ انہیں اس بستی
تقریباً ۳ سال ہوگئے ہیں لیکن اب
آباد کاری کا کوئی مناسب انتظام نہیں ...
کے بچوں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ...
ان دیویوں کی ترجمان مسز رام ...
کہا کہ ہاؤس بلڈنگ کنسٹرکشن والوں نے اب ...
دیویوں کو نوٹس دے دیا ہے۔ کہ
روپیہ بطور بھاڑا ... کرایہ کا ادا کریں
جس کے لئے تشخیص کیا گیا ہے جس ...
ایک ایک کمرہ کا کرایہ دس روپیہ ماہوار
جب ایک عورت کو ۲ روپیہ سے دیگر صرف
تک گزارہ کی صورت میں ملتا ہے۔ تو وہ
کیسے ادا کر سکتی ہیں۔ مسز رام ہتولی نے کہا
تک حکام نے ہماری شکایات پر دھیان ...
ستیہ گرہ کے لئے مجبور ہو جائیں گی

اتحادی سبھا کا نیا سکریٹری جنرل مقرر کرنے پر ممبران ...

(روس کی جانب سے مسٹر ٹرگولی کو مسترد کر دینے کے بعد عجیب صورت حال)

میکسیکو کے نمائندہ ڈاکٹر نروس کی کامیابی کا زبردست ...

ہندوستانی نمائندہ شری بی این راؤ نے سکریٹری جنرل بننے سے انکار کر ...

نیویارک ۲۵ اکتوبر۔ سرم دار کو اتحادی سبھا کی سکیورٹی کونسل کے پانچ مستقل ممبران کی خفیہ میٹنگ
کے سکریٹری جنرل مسٹر ٹرگولی کی بجائے کسی دوسرے کو سکریٹری جنرل بنانے کے لئے ... جن کے نام
حسب ذیل ہیں۔ شری ... راما سوامی مدلیار۔ شری بینیگل نرسنگھ راؤ (ہند) مسٹر کارلس ... (فلپائن)
لوئی پاڈیلا نروو (میکسیکو) آج (بدھوار) کو پانچ بڑوں کی ایک اور خفیہ میٹنگ ہوگی جس میں ان کے ناموں
پر مزید غور و خوض ہوگا۔ اس کے بعد سکیورٹی کونسل
غور کرے گی کہ کیا وہ کسی "ایک" کو سکریٹری جنرل
بنانے کے متعلق سفارش کر سکتی ہے یا نہیں۔
یقین کیا جاتا ہے کہ ہندوستانی نمائندہ کے نام
روسی نمائندہ مسٹر ملک نے کل کی خفیہ میٹنگ میں
پیش کئے تھے۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ شری راؤ نے
فیصلہ کیا ہے کہ سکیورٹی کونسل کا اجلاس منعقد ہونے ...

اس لئے وہ ماسوائے ٹرگولی ... کسی
کو بھی سکریٹری جنرل بنانا منظور ...
وفد مسٹر ٹرگولی کے سکریٹری جنرل بحال ...
برطانیہ کے متعلق بھی یہ معلوم ہوا ...
سا اور کسی بھی نمائندہ کی حمایت ...
ٹرگو سلاویہ امریکہ اور برطانیہ ...

بمضمون جامع [illegible]

نتیجہ طبع گہربار ملا حسین واعظ کاشفی [illegible]

اخلاق محسنی

بحسن اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نول کشور لکھنؤ بطبع مزین مطبوع جہانیان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت پادشاہ علی الاطلاق عزت[1] کلمتہ وجلت عظمتہ منشور دولت سلطان المرسلین وہم
اخلاق المحسنین محمد النبی الامی الامین صلوات[2] اللہ وسلامہ علیہ وآلہ اجمعین بطغراے
غرّاے وانک[3] لعلی خلق عظیم موقّع ومزیّن گردانید زیرا کہ حسن خلق نوریست از انوار حکمت
الٰہی وسرّی از اسرار عزت بادشاہی (توقیع یافتہ ۱۲) کہ بدان نور شریف چشم بصیرت منوّر گردد واز ان سر
عزیز معرفت حسن صفات میسر شود واز مضمون حدیث بزرگوار بعثت[4] لاتمم مکارم الاخلاق
مفہوم میشود کہ فائدہ بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تتمیم مکارم اخلاق وتکمیل محاسن
اوصاف ست لاجرم زبان معجز بیان آن حضرت بکلمہ تخلّقوا[5] باخلاق اللہ ناطق شدہ تا
امت عالی نہمت دانند کہ تحقق بدین تخلق امریست لازم وارتقا بدین درجہ علیا فرضیست
متحتم (واجب ۱۲) واوّل چیزیکہ در میزان قیامت سنجیدہ شود اخلاق حسنہ باشد بعد ازان اعمال حسنہ
ودر حدیث آمدہ کہ بدرستی کہ مومن بواسطہ خلق نیکو در می یابد درجہ کسانی را کہ
قائم اللیل[6] وصائم الدہر باشند وحکما گفتہ اند کہ تہذیب اخلاق راہیست روشن کہ

---

[1] غالب ہے کلمہ اُسکا اور بڑی ہے عظمت اُسکی ۱۲ [2] درود وسلام بھیجے خدا اُسپر اور اُسکی سب اولاد پر ۱۲ [3] البتہ تو بڑے خلق پر ہے ۱۲ [4] بھیجا گیا ہوں میں کہ پوری کردوں خوبیاں اخلاق کی ۱۲ [5] عادت ڈالو اخلاق خدا کی ۱۲ [6] رات بھر کے جاگنے والے اور ہمیشہ کے روزہ رکھنے والے ۱۲

جز بانتهاج آن منہاج بسر منزل شرف سرورے نتوان رسید و جز بسلوک آن طریق رخت[رفتن ۱۲] از بادیہ حیوانیت بدار الملک انسانیت نتوان کشید مثنوی

ہر کہ در روے سیرتِ نیکو بود	آدمے از آدمیان او بود
نیکے مردم نہ نکو روئیست	خوے نکو مایۂ نیکوئیست

و اخلاق ستودہ و اوصاف پسندیدہ از ہمہ افراد آدمیان زیبا و مستحسن مے نماید خصوص از جماعتی کہ بحکم وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ[۱] زمام اختیار بقبضۂ اقتدار از ایشان باز دادہ و بمفتاح عنایت بغایت تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ[۲] ابواب سلطنت بر روے ایشان کشادہ بیت

خوبی اخلاق کان دنیا و دین را زیور ست	یا فقیری خوش بود یا پادشاہی خوشتر ست

و الحمد للہ کہ حضرت پادشاہ دین پناہ مظہر انوار السلطان ظل اللہ[۳] دارا ے جمشید فر فریدون خورشید منظر صاحبقران اسکندر مکان مرکز دائرۂ امن و امان مُمَهِّدِ[۴] قَوَاعِدِ السَّلْطَنَةِ الْبَاهِرَةِ مُشَیِّدِ مَعَاقِدِ الْخِلَافَةِ الزَّاهِرَةِ مثنوی

ابو الغازی آن شاہ صاحبقران	کہ دادست دوران بدستش عنان
جہاندار جم قدر گیتی پناہ	کہ خورشید ملک ست و ظل اللہ
مُعِزُّ[۵] الوری مالک الخافقین	شہنشاہ آفاق سلطان حسین

خَلَّدَ[۶] اللّٰہُ تَعَالیٰ ظِلَالَ خِلَافَتِهٖ وَاَبَّدَ نَوَالَ عَاطِفَتِهٖ وَرَافَتِهٖ بَیْنَ الْاَنَامِ اِلیٰ قِیَامِ السَّاعَةِ و

[۱] اور تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور چن لیتا ہے ۱۲ [۲] تو دیتا ہے ملک جسکو چاہتا ہے ۱۲ [۳] بادشاہ سایہ خدا کا ہو ۱۲ [۴] قواعد سلطنت کے پھیلانے والے اور خلافت روشن کے مشکل کامون کو آسان کرنے والے ۱۲ [۵] عزت دینے والا خلق کا بادشاہ دونون طرف یعنی مشرق و مغرب کا ۱۲ [۶] ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ سایۂ خلافت اُسکا اور ہمیشہ رکھے بخشش اور

ساعة القيام واولاد امجاد کامگار نامدار آن حضرت که هر یک مهر سپهر دولت و جهانبانی وسیارهٔ اوج سلطنت وکشورستانی اند واز اخلاق سنیه واوصاف رضیهٔ مرضیه بقسمی اجزل وسهمی اشمل بهره یافته اند وعنان عاطفت عالی بصوب اکتساب محامد ومعالی تافته فرد

هر یکی در مکارم اخلاق	شده چون آفتاب عالمگیر

علی الخصوص حضرت شاهزادهٔ عالمیان نقاوهٔ زمرهٔ آدمیان گوهر یکتای دریای عظمت وبختیاری اختر نور افزای سمای ابهت وشهریاری فرازندهٔ اعلام دین ودولت فروزندهٔ رخسار ملک وملت مثنوی

شاه قوی طالع وفیروز جنگ	گلبن این روضهٔ فیروزه رنگ
داغ نه ناصیهٔ سرکشان	تیغ زن تارک لشکر کشان

خلاصة اعاظم السلاطین زبدة اماجد الملوک والخواقین قطعه

شاه بو المحسن معین ملک وملت کافتاب	در مقام احترام از زمرهٔ خدام اوست
شهسوار عرصهٔ رفعت که در میدان قدر	ابلق ایام رام رائض احکام اوست
چون نشان دل بتوقیع انابت زد رقم	لاجرم امروز منشور شرف بر نام اوست

خلد الله تعالی ملکه واجری فی بحار السلطنة فلکه آوازهٔ توبه وانابت وانصاف وعدالت او باستماع اقاصی وادانی رسیده وصیت مکارم اخلاقش در اطراف آفاق شایع گشته ع بهر طرف که نهی گوش مدح او شنوی * واز جمله صورتے که موجب سرفرازی و

روشن ۱۲ — خوب وپسندیده ۱۲ — طرف ۱۲ — بڑا ۱۲ — حصہ ۱۲ — بزرگان ۱۲ — دوانندہ — عیب ۱۲

ا خلاصه بڑے بادشاہوں کا ۱۲ ۲ برگزیدہ بزرگ بادشاہون اور خاقانون کا ۱۲ ۳ ہمیشہ رکھے اللہ ملک اسکا اور جاری کرے سلطنت کے دریاؤن مین کشتی اسکی ۱۲ ۴ بزرگان ۱۲ ۵ خردان ۱۲

نیکنامی دنیا و سبب ازدیاد کرامت و سعادت عقبی تواند بود استرضای جانب
حضرت سلطنت پناهی ست که بوقتیکه موجبات وحشت و اسباب رعب و
دهشت بجهت وقوع بعضی وقائع و حالات قائم بود وصول او بملازمت بارگاه
عالم پناه حضرت اعلیٰ را بالغایت مستبعد می نمود بمجرد اشارتی که از حضرت جم جاهی
ظل الٰهی شرف صدور یافت آن حضرت از دار الملک مرو که مستقر عزّ و جلال بود
توجه نموده باندکی از خواص خدم بی دهشتی و وحشتی عازم پایه سریر خلافت مصیر
گشت و سخن جمعی که در صدد ابا و امتناع[انحراف ۱۲] بوده باشد بسمع قبول اصغا نانموده
اطاعت والد بزرگوار رفیع المقدار را که بحکم اَنِ[۱] اشْکُرْ لِی وَ لِوَالِدَیْکَ مقترن[سینا ۱۲]
بفرمان برداری حضرت باری ست بر همه اختیار فرمود و بعد از مدت متمادی[دراز ۱۲] مفارقت
چون دیدهٔ یعقوب کنعان کمال بنور جمال آن یوسف مصر عزت و جلال روشن شد
صدای تهنیت[۲] و ندای مبارکباد از هر گوشه بگوش گردون رسیدن گرفت رباعی

فیاض ازل ز فیض بی اندازه شد باغ مراد از آن بشارت خرم	تاریخ	انداخت ز مقدمش بشهر آوازه شد گشت امید از آن رسیدن تازه

چون شاهزاده بدین صفت از سائر اقران[۳] سمت[۴] امتیاز یافته با نظار عواطف
سلطانی ملحوظ و از آثار مراحم بیکرانهٔ خاقانی محتظی[۵] و محظوظ گشت مژدهٔ امن و امان
بمسامع عالمیان رسیده و نسیم بهجت و مسرت از ریاض نشاط و راحت بر
صدور آدمیان وزیده قطعه[سینها ۱۲]

[۱] یعنی که شکر کن مرا و مادر و پدر را ۱۲ [۲] مبارکباد ۱۲ [۳] نزدیکان و امثال ۱۲ [۴] علامت و نقش ۱۲ [۵] بهره مند ۱۲

شکر خدا که شام امید زمانه را	صبح طرب ز مطلع عز و شرف دمید
هر ناوک دعا که کشادند اهل راز	از بازوی نیاز همه بر هدف رسید

اصاغر و اکابر زبان بدعای جانفزای آن سرو چمن سرفرازی کشودند و خواص و
عوام بادای ثنا و آفرین آن مهر فلک عز و تمکین توجه نمودند فقیر حقیر حسین الکاشفی
المشتهر بحسین الواعظ نیز احرام طواف حریم بارگاه سدره اشتباه آنحضرت بسته
بسعادت تقبیل انامل دریا فواضل مستسعد گشت و بعد از عرض دعا چون لمعات
اخلاق ربانی که از صفحات احوال آن زبدهٔ نوع انسانی لامع و ساطع بود بنظر
تحقیق و تدقیق مشاهده نمود خواست که بطریق دعاگوئی و دولتخواهی دو کلمه از
اخلاق ستوده و اوصاف حمیدهٔ ملازمان آنحضرت بر ورق بیان مسطور گرداند تا
دستور العمل اولاد سلاطین و ابنای خواقین باشد پس بتحریر این رساله که باخلاق محسنی
مسمی گشته اقدام نمود والتوفیق من الملک المعبود و قبل از شروع بموقف عرض
میرساند که چون آدمیان مدنی بالطبع اند یعنی ایشان را از اجتماع و ائتلاف
بایکدیگر چاره نیست و امزجه و طباع مختلف اند هر مزاجی را اقتضای و هر طبعی
را مقتضائیست پس درمیان ایشان قانونی باید که بران قانون بایکدیگر معاش
کنند بطریقی که بر هیچکس حیفی نرود و آن قانون شریعت ست که تعیین اوضاع آن
بوحی الهی باشد و واضع آن را پیغامبر گویند و چون پیغامبر قانونی و قاعده بنهد
کسی باید که آن قانون را بقدرت و شوکت خود محافظت نماید و نگذارد که کسی

۱؎ گرد اگرد خانه ۱۲ ۲؎ اور توفیق بادشاه معبود کی طرف سے ہو ۱۲ ۳؎ مدنی الطبع اسے کہتے ہین کہ اسباب معیشت مین اوروں کا محتاج ہو ۱۲

ازحد و دآن تجاوز کند و این کس را پادشاه خوانند پس درجهٔ پادشاهی نبوت ست چه نبی واضع شریعت ست و پادشاه حامی و حافظ آن و ازینجا گفته اند الملک والدین توامان درین معنی واقع شده نظم

نزد خرد شاهی و پیغمبری	چون دو نگینند و یک انگشتری
گفته آنها ست که آزاده اند	کاین دو ز یک اصل و نسب زاده اند

لهذا حق سبحانه تعالی بعد از امر بطاعت خود و اطاعت پیغمبر خود بفرمان برداری ملوک و سلاطین فرموده که اَطِیعُوا اللهَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُم پس پادشاه باید که متخلق باخلاق صاحب شریعت باشد تا حفظ حدود شرع بشرائط آن تواند کرد و دیگر باید که تامل فرماید که چون حق تعالے در بارهٔ وے اینچنین کرامتی ارزانی داشته او را برطائفهٔ از بندگان خود حاکم ساخته و رایت عظمت او را در ساحت تعز من تشاء برافراخته و ارادت ازلی افسر اختیار بر فرق اقتدار او نهاده و مشیت لم یزلی زمام امر و نهی جمعی از آفریدگان بقبضهٔ تصرف او باز داده هر آئینه باید که ذات عالی خود را بصفات ستوده و سمات پسندیده موسوم و موصوف گرداند و پادشاه را رعایت چهل صفت لازم ست که بعضے از ان میان وی و حق سبحانه و تعالے باشد و برخی میان وی و خلق و این چهل صفت در چهل باب آورده شد بعبارت فارسی خالی از تکلف منشیان و تصلف مترسلان و در هر باب از روایات و حکایات انچه وقت اقتضا فرموده زبان بدان مسامحت نمود و رقم ثبت یافت

ل پادشاهی اور دین دو بچے ایک پیٹ کے ہین ۱۲ ےؔ فرمانبرداری کرو خدا کی اور حکم مانو پیغمبر کا اور حاکمون کا کہ تم مین سے ہین ۱۲ سےؔ عزت دیتا ہے تو جسے چاہے ۱۲ لاف زنی ۱۲

و من الله الاعانة و التوفیق

له اور خدا کی طرف سے مدد اور توفیق ہے ۱۲

باب اول در عبادت

و آن پرستش حق سبحانه تعالی باشد باداء فرائض و واجبات و ترک قبائح و (برائیان ۱۲)

محرمات (حرام چیزین ۱۲) وانقیاد اوامر ونواہے واتباع سنن حضرت رسالت پناہے (صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲) ومقرر ست

عبادت حق سبحانہ وتعالے در دنیا واسطہ سلامت ست ودر عقبے (پیروی ۱۲) رابطۂ نجات و

کرامت بیت

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت ست	پیرایۂ کرامت عقبی عبادت ست

پس پادشاہ را[1] باید کہ صفحۂ احوال خود را برقم عبادت بیاراید تا خداوند تعالے بدہد او را انچہ در دنیا و آخرت شاید بکار آید و فرمان برداری خدای بر حسب فرمان نہی خود لازم باید شناخت و روزہا بکار مردم و شبہا بکار خود باید پرداخت آوردہ اند کہ حضرت مرتضے علی رضی اللہ عنہ در زمان خلافت روزہا بساختن (درست کرنا ۱۲) مہمات خلائق مشغول بودی و شبہا بعبادت و طاعت خالق اشتغال نمودی گفتند اے امیر چرا این ہمہ رنج و محنت بر خود روا میداری نہ بروز آسایشے و نہ بشب آرام فرمود کہ اگر در روز بیاسایم رعیت ضائع ماند و اگر در شب بیارامم (آرام ۱۲) فردائے قیامت من ضائع مانم پس روز مہم مردم می سازم و شب بکار حق می پردازم یکی از سلاطین ہرات از شاہ سبحان قدس[2] سرہ التماس نمود کہ مرا وصیتے کن شاہ گفت اگر نجات دنیا و درجات آخرت میخواہی شبہا بدرگاہ الہی داد گدائی میدہ و روزہا در بارگاہ خود بداد گدایان میرس قطعہ

چون بندگان حق ہمہ فرمان بر تو اند	تو نیز بندگی کن و فرمان حق ببر
ہر پادشہ کہ خدمت حق را کمر ببست	بندند خلق ہم ز پئے خدمتش کمر

[1] خوش رہے اللہ انسے ۱۲ [2] پاک کیا جاوے راز اسکا ۱۲

وچون خوی رعیت تابع خوی بادشاہست کہ اَلنّاسُ[1] علیٰ دِینِ مُلُوکِہم پس ہرگاہ بادشاہ میل طاعت وعبادت کند رعیت نیز بدان کار راغب[2] و مائل شوند وبرکات عبادات رعایا نیز بروزگار او واصل[3] ومتواصل[4] گردد

باب دوم در اخلاص

وآن پاک ساختن عمل ست از ریا[5] وغرض وسائر علل[6] وراست کردن نیت با خدای عزوجل

بیت

ہرکہ با خلاص قدم میزند	عیسی وقتست کہ دم میزند

پس باید در ہرکارے کہ سازد نیت او طلب خوشنودی حق سبحانہ باشد نفس خود را دران دخل ندہد کہ غرضہای نفسانی عملہای حقانی را تباہ کند آوردہ اند کہ یکے از خلفای خراسان فرمودہ اند تا بے ادبے را در موقف سیاست داشتہ تازیانہ میزدند آن شخص در اثنای آن حال زبان وقاحت (یارے بدحدیثی ۱۲) بکشاد وخلیفہ را دشنام داد خلیفہ امر کرد تا دست از وباز داشتند (یعنی خدام ۱۲) واورا آزاد کردند (بے شرمی ۱۲) یکے از خواص بارگاہ خلافت پرسید در محلے کہ تادیب آن شوخ چشم بے شرم زیادت بایستے سبب بخشیدن وآزاد کردن چہ بود خلیفہ گفت من اورا برای خدا ادب میکردم چون مرا ناسزا گفت نفس من ازان متغیر ومتاثر (اثر پذیر ۱۲) شد ودر صدد انتقام آمد نخواستم کہ درکار حق سبحانہ نفس را دخل دہم کہ این صورت از شیوۂ (بدلہ لینا ۱۲) اخلاص دورست (بے ۱۲) وصاحب عمل غرض آمیز از فضیلت ثواب محروم ومہجور

نظم

[1] آدمی اپنے بادشاہ کی راہ پر ہیں ۱۲ [2] شوقین [3] پہونچنے والے ۱۲ [4] پیہم پہونچنے والے ۱۲ [5] دکھانے کو کام کرنا ۱۲ [6] جمع علت ۱۲

از سخنش آتش من تیز شد	کار الٰہی غرض آمیز شد
داعیۂ نفس چو بنمود رو	معنی اخلاص نماند اندرو
کار کز اخلاص نشد بہرہ ور	ترک چنان کار سزاوار تر

باب سوم در دعا

و آن عرض نیاز ست بدرگاه الٰہی و درخواستن مرادات از فیض و فضل نامتناہی و ہر صاحب دولتی را که کلید دعا بدست آمد ہر آئینہ بوعدۂ اُدْعُونِی أَسْتَجِبْ لَكُمْ[1] در اجابت بروی وی کشاده میشود و دعا یا برای تحصیل منفعت است یا برای دفع مضرت و سلاطین را از ہر دو نوع چاره نیست یکی جلب منافع که نظام ملک و قوام سلطنت ست ہر آینہ آنرا بزاری و نیاز از حضرت غنی کارساز درخواست باید نمود تا بفراغت بر سر آن مہمات متمکن تواند بود بیت

بر مسند ناز سے نشیند بمراد	آن کس که ره نیاز بر دل نکشاد

دوم دفع مکاره و مضار[2] که آن ہجوم خصم و غلبۂ دشمن باشد یا بلاہای دیگر چون آلام و اسقام و آن نیز جز بتضرع و بکا و زاری و دعا منع نگردد چنانچه حضرت مولوی رومی قدس سره در مثنوی فرموده **نظم**

ای که خواہی کز بلا جان و اخری	جان خود را در تضرع آوری
با تضرع باش تا شادان شوی	گریه کن تا بے دہان خندان شوی
کین تضرع را بحق قدر ہاست	وان بہا کانجاست زاری را کجاست

[1] دعا مانگو مجھ سے که قبول کرون مین تمہاری دعا ۱۲ [2] جمع مضر یعنی نقصانہا ۱۲ [3] مول لے تو یعنی چھڑا لے تو۔

ای خوشا چشمی که آن گریان اوست	وی همایون دل که آن بریان اوست
آخر هر گریهٔ ما خنده ایست	مرد آخربین مبارک بنده ایست

در اخبار آمده که دعای پادشاه عادل مستجاب ست هر تیر دعا که سلطان عدالت شعار بر کمان امکان نهاده بشست درست اخلاص بگشاید بیشک بهدف اجابت و نشانهٔ استجابت میرسد آورده اند که در شهری از بلاد اسلام چند شبانه روز متصل باران بارید بمثابه که کارها بر مردمان دشوار شد و راه آمد و شد فرو بسته گشت معمورها روی بویرانی نهاد و دغدغه در خاطر خرد و بزرگ افتاد جمعی از اهل تنجیم میگفتند که از نظرات فلکی استدلال میتوان کرد [خلش ۱۲] که تمام این شهر بواسطهٔ کثرت آب خراب خواهد شد مردم دل از خان و مان برداشتند و جزع و فزع در خلایق افتاد چون کار از حد گذشت و طاقت طاق شد رجوع بسلطان کردند [بیقراری ۱۲] و او مرد عادل و پاکیزه سیرت بود اهل شهر را تسلی داد و خود بخلوت در آمد و روی نیاز بر خاک نهاد وگفت بار خدایا همه خلق بر خرابی این شهر اتفاق کرده اند تو قادری که تصور ایشان را باطل کنی و آثار قدرت خود بخلاف آنچه در خیالها میگذرد ظاهر گردانی فی الحال باران منقطع شد و آفتاب بر آمد و این دلیل روشن است که چون پادشاه پاک اعتقاد بود و دل او با رعیت راست باشد هر دعا که در بارهٔ خود و ایشان کند بشرف اجابت اقتران می یابد قطعه

پادشاهی که نهاد از ره لطف	بر سرت افسر شاهنشاهی
هر چه میخواهی از و خواه که او	دهدت هر چه از و می خواهی

باب چهارم در شکر

و آن سپاس و ستائش باشد مر منعم را بانعام او و چون نعمت سلطنت بزرگترین
نعمتهاست پس سلطان باید که بشکر گذاری و سپاس داری این نعمت قیام نماید
و شکر هم بدل باشد و هم بزبان و هم باعضا و جوارح[۱] اما شکر بدل آنست که منعم
حقیقی را بشناسد و داند که هر نعمتی که بدو رسیده از فیض بیغایت و لطف
بی نهایت اوست اما شکر بزبان آنست که پیوسته حق را یاد کند و کلمهٔ الحمد لله
بسیار گوید که گفتن این کلمه وفاست بشکر نعمت اما شکر بجوارح آنست که قوت
آن نعمت را در طاعت منعم صرف کند و هر عضوی را از اعضا بطاعتی که بدان
عضو مخصوص ست مشغول گرداند مثلاً طاعت چشم آنست که نظر در مخلوقات
بعبرت[۲] کند و در علما و صلحا بنظر عزت بنگرد و در ضعفا و زیردستان بشفقت نگاه
کند و طاعت گوش استماع کلام الٰهی و اخبار[۳] حضرت نبوی علیه[۴] الصلوٰة والسلام
و قصص اکابر دین و پند و نصائح مشائخ و اهل یقین ست و طاعت دست
احسان با فقیران و محتاجان و طاعت پای رفتن بمساجد و معابد و مزارات
اولیا و تفقد (جویائی ۱۲) درویشان خالص و گوشه نشینان بی طمع و زیارت علماء علی هذا
چون بحکم لئن شکرتم لازیدنکم[۶] (بیرون قیاس ۱۲) شکرگزاری سبب زیادتی نعمت ست حق سبحانه
ملک و مال و جاه و جلال او را زیادت گرداند بیت

۱ یعنی اعضا ۱۲ ۲ پند پذیری ۱۲ ۳ حدیث ۱۲ ۴ اس پر درود و سلام ۱۲ ۶ مقرر اگر شکر کروگے زیادہ دونگا میں تمکو ۱۲

شکر سو شهر سعادت برد	هر که کند شکر زیادت برد

آورده اند که سلطان سنجر ماضی انار الله برهانه در رسمی میگذشت خرقه پوشی بر سر راه او ایستاده بود سلام کرد و سلطان چیزی میخواند سر در جنبانید و بزبان جواب وی نگفت درویش گفت ای شاه سلام کردن سنت ست و جواب سلام باز دادن فرض من سنت بجای آوردم تو چرا ترک فریضه کردی سلطان از روی انصاف وصلات اسلام عنان باز کشید و باعتذار در آمده فرمود که ای درویش بشکر گزاری مشغول بودم از جواب سلام تو غافل گشتم درویش گفت کرا شکر میگفتی گفت خدای را که منعم مطلق است و همه نعمتها داده اوست و همه عطاها فرستاده او **فرد**

از ماه تا بماهی و از عرش تا بفرش	هر ذره از و شده مستغرق نعم

درویش پرسید که بچه نوع شکر میگفتی سلطان جواب داد که بکلمهٔ الحمد لله رب العالمین که شکر جمیع نعمتها درین کلمه مندرج ست درویش گفت ای سلطان تو طریقهٔ سپاسداری نمیدانی و وظیفهٔ شکر گزاری بجای نمی آری شکر تو باید که بقدر فیضان نعمت الهی و ترادف موهبت نامتناهی باشد که روزگار دولت ترا حاصل و ایام شوکت ترا شامل ست و شکر نه همین باشد که یک نفس عندلیب نغمه سرای زبان را بر گلبن الحمد لله مترنم داری پس شکر سلاطین که در حضرت مالک الملک موقع قبول یابد و بدرجهٔ الشاکر یستحق المزید مترقی شود آنست که بر هر چه داری شکری که مناسب آنست بجای آری سلطان سنجر التماس نمود که مرا بران مطلع گردان درویش گفت شکر سلطنت

ـــــــــــــــ

له روشن کرے الله دلیل اسکی ۱۲ ـ سب تعریف خدا کو کہ رب سارے جہان کا ہے ۱۲ ـ شکر کرنیوالا لائق زیادتی کے ہے ۱۲

عدل ست بر عموم عالمیان واحسان بر جمیع آدمیان وشکر فسحت (کشادگی ۱۲) مملکت وسعت
عرصهٔ ولایت طمع ناکردن در املاک رعیت وشکر فرمان روائی حق خدمت فرمان بران
شناختن وشکر بلندی بخت وبسیاری اقبال بر افتادگان خاک مذلت وادبار رحم
کردن وشکر معموری خزانهٔ صدقات وخیرات را جهت اهل استحقاق مقرر داشتن و
شکر قدرت وقوت بر عاجزان وضعیفان بخشودن وخوشنودی کردن وشکر صحت
بیماران ستم رسیده را از قانون عدل شفای کلی ارزانی فرمودن وشکر بسیاری لشکر
وسپاه آسیب ایشان از مسلمانان دور ساختن وشکر عمارتهای عالی وباغهای
بهشت آئین مساکن ومنازل رعیت را از نزول خدم وحشم معاف داشتن و
خلاصهٔ شکرگزاری آنست که در خشم ورضا جانب حق فرونگذاری وآسایش
خلق را بر آسایش خود مقدم داری **بیت**

نیاساید اندر دیار تو کس	چو آسایش خویش خواهی وبس

سلطان ذوق سخنان درویش دریافته خواست که از مرکب فرود آید و وی را زیارت
کند چون درنگریست هیچ جا درویش را ندید وهیچکس از وی نشان نداد بفرمود تا این کلمات
را بآب زر نوشتند ودستور العمل روزگار خود ساخت **شعر**

پند حکیم صیقل آئینهٔ دل ست	مقصود هر دو عالم از آن پند حاصل ست

باب پنجم در صبر

وآن شکیبائی باشد بر مکاره وبلیاتے که از حق تعالے به بنده میرسد وصبر صفتے بغایت

مقبول و مرضی ست و منقبت صبر همین بس ست که بمضمون اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِینَ عون الٰهی در دنیا با ایشان باشد و بفحوای اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ مزد ایشان در عقبے بسیار و بے پایان در اخبار آمده است که حق سبحانه وحی فرستاد بحضرت داؤد علی نبینا و علیه السلام که اے داؤد تخلق نمای تا اخلاق مرا پیرایهٔ روزگار خود سازی و از جملهٔ صفات کبریای من یکے آنست که صبورم بیت

صبر بهتر مرد را از هر چه هست	تا بیابد بر مرادِ خویش دست

هر که در تیر باران حوادث سپر صبر در سر روے کشد هر آئینه خواهد زود تیر خدنگ امیدش بهدف مراد برسد زیرا که صبر مفتاح فرج ست و در خانهٔ راحت جز بدین کلید نکشاید قطعه

کلید درِ گنج مقصود صبر ست	در بسته آن کس که بکشود صبر ست
چو خاراے کوه و چو دیبای گردون	لباسے که هرگز نفرسود صبر ست

در کلمات ملوک ترکستان آورده اند که افراسیاب به اُمراے خود گفت که بهیئت و هیکل مردان خود و اُبهت و شوکت ایشان فریفته مشوید و بلافے که زنند و دعوی که کنند مغرور مگردید تا وقتیکه ایشان را بیازمائید بصبر و پایداری که اگر بر محک صبر تمام عیار رند ایشان را بمردی و مردانگی اعتبار نمائید بیت

نه بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرد صبر باید کرد

آورده اند که روزی یکی از اُمرا پیش پادشاه ایستاده بود و شاه با او در مهمے مشاورت میفرمود قضارا کژدمے در پیراهن وی افتاده بود و هر ساعت او را نیشے میزد

ے البتہ اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہی ۱۲ ے پورا ہی دئے جائینگے صبر کرنے والے اجر اپنا بیحساب ۱۲ ے ہمارے نبی اور اُن پر سلام ۱۲ ے
تیر باران باضافت مقلوب ہی باران تیر یعنی بسیار رختن سہام بکثرت ۱۲ ے یعنی لبیا مه جلد ۱۲ ے یعنی تیر ۱۲

وبه نیش زهرآلود خود برنج وشدت بدو میرسانید چندانکه نیش کژدم انکار بنفیاد و هر زخمی
که داشت بکار برد وآن امیر مطلقاً دران مشاورت قطع سخن و تغیر احوال خود نکرد و سخنش از
از قانون عقل وقاعدهٔ حکمت انحراف نیافت تا بخانهٔ خود آمد وآن کژدم را از جامه خود
بیرون کرد این خبر بپادشاه رسید متعجب[۱۲ بھکرنا] شد و متحیر گشت چون روز دیگر آن امیر بملازمت
آمد سلطان فرمود که دفع ضرر از نفس واجب ست تو چرا دیرو تر آزار و رنج کژدم را از خود
مندفع نساختی جواب داد که من آن نیم که شرف مکالمهٔ چون تو پادشاهی را بسبب[۱۲ کھو] الم زهر
کژدمی قطع کنم واگر امروز در مجلس بزم بر نیش کژدمی صبر نتوانم کرد فردا در معرکهٔ رزم
به تیغ زهرآب دادهٔ دشمن چگونه صبر توانم کرد پادشاه را سخن او خوش آمد و مرتبه و رتبهٔ
او را بلندتر گردانید و بدان مقدار صبر که کرد بمراد و مقصود کلی رسید بیت

گرت[۱] چو نوح نبی هست صبر بر طوفان
بلا بگردد و کار هزار ساله بر آید

باب ششم در رضا

وآن خوشنودی باشد بهر چه از قضای خداوند سبحانه به بنده رسد و بباید دانست
که تیر قضا را هیچ سپری شایسته تر[۱۲ حکم] از رضا نیست هر که سر بر آستانهٔ رضا و تسلیم نهاد زود
بر صدر مسند سروری و سرافرازی تواند نشست قول او تعالی رَضِیَ[۲] اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
مؤید این حال ست و منقبت اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ[۳] بَابُ اللّٰهِ الْاَعْظَم حسب مؤکد این مقال شعر

تقدیر چو سابق ست تعلیم چه سود
جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود

آورده اند که یکی از انبیای کرام علیٰ نبینا وعلیه السلام در مناجات خویش

---

[۱] از بحر مجتث مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن ۱۲ [۲] خوش ہوا اللہ اُنسے اور خوش ہوے وہ اللہ سے ۱۲ [۳] رضی رہنا قضا سے بڑا دروازہ خدا کا ہے ۱۲

میگفت الٰہی راہ نمای مرا بعلمے کہ سبب خوشنودی تو باشد خطاب رسید کہ خوشنودی من از تو موقوفست بخوشنودی تو از قضای من چون تو از قضاے من راضی باشی من ہم از تو راضی باشم بیت

ہر کہ راضی شد از قضاے خدا	بہرہ مے یابد از رضاے خدا

دلی کہ بنور رضا روشن شد از مقدرات الٰہی روے نہ پیچد و با مقتضیات قضا الفت گیرد و ہر چہ از اقتضای قدر بدو رسد بخوشدلی و رغبت تمام در پذیرد و ہر آئینہ بدین سبب اندوہ و ملال پیرامن[۱۲] خاطر او نگردد و ہموارہ شادکام و خوشدل گذراند نظم

ہر عزیزے کہ با رضا خو کرد	فرح و عیش روے با او کرد
خوش در آمیز از صفاے ضمیر	با قضا و قدر چو شکر و شیر

باب ہفتم در توکل

و آن دل بر داشتن ست از اسباب و بحضرت مسبب الاسباب توجہ نمودن و کفایت کارہای خود را از حق سبحانہ طلبیدن و ہر کہ کار خود بخدای تعالےٰ تفویض نماید و در ہر چہ پیش آید اعتماد بر کرم الٰہی کند ہمہ کارہاے او بر وفق دلخواہ ساختہ و پرداختہ[۱۲] گردد مصرع

تو با خدای خود انداز کار دل خوش دار + و پادشاہ را لازم ست کہ در ہمہ حال رسم توکل فرو نگذارد تا عنایت الٰہی کارہای او را چنانچہ باید و شاید بر آوردہ گرداند آوردہ اند کہ روزے پادشاہے از عالمے پرسید کہ تقرب مرتبت اہل ایمان در چند چیز ست گفت در دو چیز یکی در اداے نماز دیگرے توکل بر کرم کارساز حقیقی پادشاہ بنای کار خود برین دو چیز نہاد و این دو خصلت را عادت کرد ناگاہ او را دشمنی پدید آمد با لشکر گران و سپاہ بے پایان وی بدار الملک

دی آورد او نیز با سپاہی کہ داشت متوجہ خصم شد چون نزدیک یکدیگر رسیدند و مہم بر حرب قرار گرفت شبی کہ فردای روز آن مصاف مقرر بود آن بادشاہ ہمہ شب نماز میکرد یکی از ارکان دولت گفت ای ملک بیاسای کہ فردا روز مصاف ست گفت من امشب کار خدا میکنم و فردا کار ما بدست خداست ہر چہ خواہد بکند مرا بآن ہیچ کاری نیست گفت پس تہیہ با اسباب حرب کن و معرکہ قتال را آمادہ باش گفت زرہ توکل پوشیدہ ام و کار خود را بلطف و کرم پروردگار باز گذاشتہ فرد

ما کار خویش را بخداوند کار ساز	بگذاشتیم تا کرم او چہا کند

علی الصباح کہ مصاف راست شد و ہر دو لشکر در برابر یکدیگر صف کشیدند مدد الہی از عرصہ و انزل جنوداً لم تروہا در رسید شعر

لشکر تائید حق از ملک غیب آمد برون	رایت اعدای او فی الفور گشتہ سرنگون

فی الحال کہ چشم سپاہ خصم بر چتر و رایت پادشاہ با توکل افتاد عنان اختیار از قبضہ اقتدار ایشان بیرون رفتہ و ہیبتے و صلابتے در دل ایشان پدید شد کہ ہزیمت را غنیمت شمردند و بی آنکہ حربے واقع شود و کارزارے دست دہد روی بگریز نہادند و از شر دشمن خلاص شد بیت

صبح ظفر از مشرق امید بر آمد	اصحاب غرض را شب سودا بسر آمد

باب ہشتم در حیا

و آن خصلتے شریف و سیرتے مقبول ست و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ لڑائی ۱۲ ۲ صف آرائی ۱۲ ۳ آمادگی ۱۲ ۴ اور اتارے لشکر کہ نہ دیکھا تم نے انکو ۱۲ ۵ بھاگنا ۱۲

حیا را شاخی از درخت ایمان گفته که اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ و حیا از شرائط نظم عالم ست اگر صفت شرم از میان برافتد و هیچکس را از هیچکس شرم نباشد مناظم جهان خلل پذیرد و مصالح خلائق از یکدیگر فروریزد امّا صفت حیا نمیگذارد که هرکس هرچه خواهد بکند بیت

صف شکن قلب مناهی حیاست	راهزن خیل ملاهی حیاست

پس معلوم شد که خاص و عام را از حیا فائدهٔ تمام ست و بی تاب آفتاب حیا ثمرات اخلاق نارسیده و خام شعر

گر حیا نبود برافتد رسم عصمت از میان	در حجاب درمیان ست از تقاضای حیات

و یکی از اقسام حیا حیای جنایت ست یعنی گنهگار از کردار خود شرم دارد چنانچه حضرت آدم صفی علی نبینا و علیه السلام چون در بهشت گندم تناول نمود و لباسهایی که پوشیده بود از تن او فرو ریخت او چپ و راست میگریخت و در پس هر درخت پنهان می شد خطاب رسید که ای آدم از ما میگریزی گفت نی بار خدایا از تو چگونه گریزم و کجا توان گریخت اما از خطای خود شرم میدارم مصرع که گر گناه بخشند شرمساری هست ٭ قسمی دیگر حیای کرم ست که کریم شرم دارد که خواهنده از درگاه او خجل بازگردد و در حدیث آمده که حضرت حق سبحانه و تعالی بصفت حیای کرم موصوف ست چون یکی از بندگان هر دو دست خود را در دعا بحضرت او رفع کند شرم دارد که دستهای او را از فضل و رحمت خود تهی بازگرداند بلکه نقد مراد بر کف آرزوی وی نهد بیت

محال ست اگر سر برین در نهی	که باز آیدت دست حاجت تهی

لہ شرم ایک شاخ ہی ایمان سے ۱۲ ؎ میانہ لشکر ۱۲ ؎ کھیل تماشا ۱۲ ؎ بچانا برائی سے ۱۲ ؎ برگزیدہ ۱۲ ؎ ہمارے نبی پر اور انپر سلام ۱۲

ونهایت کرم آنست که سائل را از نزد خود شرمسار و منفعل باز نگرداند چنانچه در اخبار آمده که در عهد مامون خلیفه اعرابی بود که در شوره زاری نشو و نما یافته و جز آب شور و تلخ ندیده و نچشیده بیت

مرغی که خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد همه سال

وقتی در قبیلهٔ اعرابی قحط افتاد و بضرورت جهت تحصیل توشه از وطن مالوف[1] و مسکن معهود[2] بیرون آمده چون از شورستان در گذشت گذرش بر موضعی افتاد که خاک پاکش صالح زراعت بود و غدیری دید که مقداری آب باران در وی جمع شده و هبوب[3] ریاح[4] خس و خاشاک از وی دور ساخته آبی در غایت صفا و لطافت[5] بنظر وی در آمد عرب هیچ بار آب بر روی زمین ندیده بود متعجب شده و پیش آمده و قدری ازان آب بچشید در مذاقش بسی شیرین و خوشگوار نمود با خود گفت که من شنیده ام که حق سبحانه و تعالی در بهشت آبی دارد شیرین که طعم آن هرگز متغیر نگردد چنانچه در قرآن آمده فیها[6] انهارٌ من ماءٍ غیر آسنٍ اگر غلط نکنم حق تعالی بر فقر و فاقه من بخشوده و بر درماندگی و بیچارگی من این آب از بهشت بدنیا فرستاده حالا مصلحت در آنست که قدری ازین آب برداشته نزد خلیفهٔ روزگار ببرم و او هر آئینه در مقابله این خدمت درباره من احسانی فرماید و من و اهل بیت من ببرکت انعام خلیفه از بلای قحط باز رهیم پس مشکی که همراه داشت ازان آب پر ساخته راه بغداد پیش گرفت و روی بدار الخلافت نهاد و هنوز میان اعرابی و بغداد مسافتی مانده بود که

[1] الفت کرده شده ۱۲ [2] معین ۱۲ [3] هوا کا چلنا ۱۲ [4] جمع ریح هوا ۱۲ [5] پاکیزگی ۱۲ [6] بهشت مین ایسی نهرین هین که جنکا پانی نهین سڑتا ۱۲

کوکبه حشمت و دبدبه عظمت مامون برسید اعرابی معلوم کرد که این خلیفه است و عزم شکار
دارد فی الحال بر سر راه آمد و زبان بدعاگوئی و ثناخوانی بگشاد مامون بدو متوجه شده پرسید
که ای اعرابی از کجا می آئی گفت از فلان بادیه که اهل آن بغصه قحط و بلای غلا[1] درمانده اند گفت
بکجا میروی گفت بدرگاه تو آمده ام و دست تهی نیستم بلکه تحفه دارم و هدیه آورده ام که دست
آرزوی هیچ کس در دنیا بدامن وصال او نرسیده و دیده تمنای هیچ مخلوقی جلوهٔ جمال او
مشاهده نکرده خلیفه متعجب شد و گفت بیار تا چه داری اعرابی مشک پیش آورد و گفت
هذا ماءُ الجنّة[2] این آب بهشت ست که درین عالم کسی ندیده و نچشیده بیت

آب مگو شیرهٔ شاخ نبات	در مزه همشیرهٔ آب حیات

مامون رکابدار را فرمود تا قدحی ازان آب بر وی آورد آبی دید متغیر[3] اللون
و کریه[4] الرائحه و دسومت مشک اعرابی در وی اثر کرده و رنگ و بوی آن تغیری عجب
یافته خلیفه قدری ازان بچشید و بفراست دریافت که صورت واقعه چیست شرم کرم
رخصت نداد که پرده از روی کار وی بردارد و گفت ای اعرابی راست گفتی این عجب
آبی لطیف و شربتی غریب ست این را بهر کس نتوان داد پس رکابدار را فرمود
تا قدح آب را در مطهره[5] خاصه ریخت و مشک را در زاویه انداخت و در محافظت
آن آب مبالغه زیاده از حد نمود پس روی باعرابی کرد که یا وجه العرب تبرکی پسندیده
و تحفهٔ زیبا که آوردهٔ بگو که حاجت تو چیست و چه مدعا داری گفت یا خلیفة المسلمین مردم
من از فاقه و بینوائی در معرض تلف اند امید بفضل خدا و کرم تو دارم خلیفه فرمود تا

[1] قحط گرانی ۱۲ [2] یہ پانی جنت کا ہے ۱۲ [3] بدلا ہوا رنگ ۱۲ [4] بدبو ۱۲ [5] چکنائی ۱۲ [6] یعنی برتن پانی کا ۱۲

هزار دینار بدو دادند و گفت ای اعرابی این زرها را بگیر و از همین جا باز گرد و در وسے بوطن خود دِه اعرابی زر گرفته فی الفور باز گشت یکی از خواص پرسید که حکمت درین چه بود که ازین آب کسی را نچشانیدی و اعرابی را از همین موضع باز گردانیدی مامون فرمود که آن آبے بود ناخوش بد طعم اما بہ نسبت آبی که اعرابی بدان پرورش یافته بود او را آب بهشت می نمود شایستی[1] که چون یکی از شما قدری ازان آب بخوردی و بسر[2] کار نارسیده اعرابی را بران کار ملامت کردی و طعنه زدے و آن بیچاره منفعل شدے و اگر او را ازهمین جا باز نگردانیدمے شاید پیشتر رفتے و آب دجله[3] را بدیدے و ازان آب عذب[4] لطیف بچشیدے از کرده و آورده خود خجالت[5] زده گشتے ما شرم داشتیم که یکی نزد ما آید بوسیله از کرم ما توقعے نماید و گرد خجالت بر صفحه احوال او نشسته باز گردد شعر

سخی را شرم مے آید که سائل		خجل[6] از درگه او باز گردد	

قسمے دیگر حیای ادبست یعنی با آنکه عملی باشد که بحسب شرع و عقل ارتکاب آن ممنوع نبود حیای ادب او را ازان اشتغال مانع شود چنانچه نوشیروان در خانه که گل نرگس بودی بازنان و کنیزکان خود مباشرت نکردی و گفتی که گل نرگس چشمهای نگرنده مے ماند و بحقیقت این صورت که از نوشیروان واقع شده حیا نیست زیرا که حیا آنست که ناشی[7] از ایمان باشد و او آتش پرست بوده بلکه این صورت ادبیست که رعایت میکرد و چون ملوک اسلام مثل این صورتی مرعی دارند آن حیاے ادب کامل باشد نظم

دل که پُر از وصف حیا مے شود		آئینه نور خدا مے شود	

[1] ہو سکتا تھا ۱۲ [2] باضافت و فتح سین و تخفیف را یا بالکسر و تشدید را ۱۲ [3] نام نہر بغداد ۱۲ [4] شیرین ۱۲ [5] شرمندگی ۱۲ [6] شرمندہ ۱۲ [7] پیدا ہونے والی ۱۲

دیدهٔ بی‌شرم پسندیده نیست	در نظر عقل خود آن دیده نیست

باب نهم در عفت

و آن احتراز باشد از ارتکاب[1] محرمات خصوصاً از شهوت حرام و این از جملهٔ مکارم اخلاق ست و بزرگان گفته‌اند آدمی دو نسبت دارد یکی با ملائکه که بدان نسبت مائل است بعلم و عمل و زهد و تقوی و دیگری با بهائم[2] که بآن مناسبت حریص ست باکل[کھانا ۱۲] و شرب[پینا ۱۲] و وقاع[جماع ۱۲] و شرط عقل آنست که تا میتواند نسبت ملکی را قوت دهد و بجانب نسبت بهیمی میل ننماید بیت

از ملائک بهره داری و ز بهائم نیز هم	بگذر از حظ[حصّہ ۱۲] بهائم گز ملائک بگذری

پس هر گاه که حرص خوردن مستولی[غالب ۱۲] شود آدمی میان حلال و حرام فرق نکند همچنین بوقت غلبهٔ شهوت نیز میان نکاح و سفاح[زنا ۱۲] امتیاز ننماید پس عفت عبارت از انست که بوقت آنکه شهوت غالب گردد عنان[باگ ۱۲] نفس باز کشیده دامن همت را از لوث[آلودگی ۱۲] حرام پاک دارد و جز بوجه شرع برین صورت اقدام ننماید و نظر از عملهای ناشایست فرو بندد تا درهای خیر و صلاح و فیروزی و فلاح بروی کشاده گردد و چون بادشاه بصفت عفت[پارسائی ۱۲] آراسته باشد هر آئینه ظلم و فسق و فجور از عرصهٔ مملکت او دور شود و غائله[آمیزش ۱۲] عار و بدنامی بزن و فرزند مردم نرسد نظم

عفت آنجا که رایت افرازد	دل و دین را تمام بنوازد
نفس از و نیک خوار و زار شود	روح مقبول کردگار شود

الحمد[3] لله و المنة که این شاهزادهٔ کامگار عالی مقدار که از بخت و دولت برخوردار باد فرد

[1] ارتکاب: دلیری کرنا ۱۲
[2] بهائم: جمع بهیمه چارپایہ ۱۲
[3] شکر خدا کا اور احسان ۱۲

باب دہم

روی خوب ست وکمال ہنر و دامن پاک	لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

باب دہم در ادب

و آن صیانت نفس ست از قول ناپسندیدہ و فعل ناستودہ و خود را و مردم را در پایۂ حرمت نگاہداشتن و آبروے خود را و دیگران را نا ریختن حفاظت ۱۲ و حقیقت ادب آنست کہ در جمیع احوال متابعت حضرت رسالت پناہ علیہ صلوات اللہ نمایند کہ ادیب کامل اوست چہ در مکتب خانۂ اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَادِیْبِی[۱] کسے مانند او مؤدب و مہذب نشدہ نظم

ادب آموز زان ادیب کہ او	ادب از حضرت خدا آموخت
بر کسی خوان سبق کہ در ہمہ حال	سبق از لوح کبریا آموخت

و ادب از ہمہ کس نیکو می نماید خصوصاً از ملوک جہاندار و سلاطین بزرگوار چہ ہرگاہ کہ ایشان بر جادۂ ادب استقامت ورزند ملازمان ایشان را نیز رعایت ادب لازم باشد و بدین واسطہ رعایا ہم نتوانند کہ از طریق ادب انحراف برگشتگی ۱۲ ورزند پس امور مملکت منتظم گردد و مصالح اہل عالم بر وفق حکمت مہیا شود فی المثنوی المعنوی مثنوی معنوی میں ہے ۱۲ نظم

از خدا خواہیم توفیق ادب	بی ادب محروم گشت از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
از ادب پرنور گشت ست این فلک	وز ادب معصوم بیگناہ ۱۲ و پاک آمد ملک

و اکابر گفتہ اند بہترین سرمایہ و خوشترین پیرایہ زیور ۱۲ مراد لاد آدم را تخصیص پادشاہان عالم را ادب ست در اخبار آمدہ کہ سلطان مصر با پادشاہ روم طرح مواصلت

[۱] اے امیر ہوں رحمتیں خدا کی ۱۲ [۲] ادب سکھایا مجھے میرے رب نے سو اچھی طرح ادب سکھایا ۱۲

انداخته دختر او را از بهر پسر خود خطبه[1] کرد و هم دختر خود را در عقد پسر وی در آورد
بسبب این وصلت رسل و رسائل از جانبین متواصل گشت و باتفاق این دو
صاحب دولت هر دو مملکت با یکدیگر آراستگی پذیرفت و در امور کلی و جزئی
مراجعت برای یکدیگر نمودندی و بی مشورت و تدبیر هم در هیچ مهم شروع نفرمودندی
روزی ملک عرب مصر بقیصر روم پیغام فرستاد که پسران زبدهٔ حیات و عمدهٔ زندگانی اند
نام ما بعد از وفات جز بحیات ایشان باقی نمی ماند **بیت**

زنده است کسی که در دیارش	ماند خلفی بیادگارش

پس همت بر انتظام حال و فراغ بال ایشان مصروف باید داشت و عنان عنایت
بصوب جمعیت و وسعت معیشت ایشان معطوف باید ساخت و من بجهت پسر خود
چندین ذخائر و نفائس و برده و ستور و ضیاع و عقار مهیا کرده ام از ان طرف رای
جهان آرای آن حضرت در حسن اهتمام بحال پسر خود چه اقتضا فرموده است چون
این پیغام بسمع قیصر رسید تبسمی فرمود و گفت مال یار بیوفا و محبوب ناپائدار ست
از و حسابی نباید گرفت و بر متاع فانی دنیای دنی فریفته نباید شد من پسر خود را
بحلیهٔ ادب بیاراسته ام و خزانهای مکارم اخلاق برای او ذخیره نهاده ام مال در
معرض فنا و زوال ست و ادب ایمن از تغیر و انتقال چون این خبر بملک عرب
رسید گفت راست میگوید که بزرگان گفته اند الادب[2] خیر من الذهب **نظم**

ادب بهتر از گنج قارون بود	فزون تر ز ملک فریدون بود

[1] خواستگاری پیغام ۱۲ [2] ادب سونے سے بہتر ہے ۱۲

بزرگان نکردند پرواے مال	که اموال[1] را هست رو در زوال
عنان سوی علم و ادب تافتند	که نام نکو از ادب یافتند

باب یازدهم در علو همت

در خبر آمده است که ان[2] الله یحب معالی الهمم حق سبحانه و تعالی مردم بلند همت را دوست میدارد و اعمال بزرگ را به نظر قبول مشرف می سازد و رفعت ارجمند با همت بلند پیوندی دارد که جدائی ایشان از یکدیگر محال ست نظم

مرغ همت چو بال بگشاید	عز و اقبال آشیان باشد
پیش چوگان همت عالی	کمترین گوے آسمان باشد

سلاطین را همت عالی پیشکاری ست کافی و مددگاری ست وافی (دفاد هنده ۱۲) هر کرا از ایشان همت بیشتر ست بقدوم شوکت از دیگران بیشتر ست بیت

همت بلند دار که نزد خدا و خلق	باشد بقدر همت تو اعتبار تو

یعقوب لیث را در مبدء جوانی یکی از پیران قبیله گفت که به خاطرم از طرف تو نگرانی است چه درین سن که تو هستی هنگام استیلای (غلبه ۱۲) شهوت ست و غلبهٔ همت ست پیمانے راست کن تا از برلے تو کریمهٔ از خانوادهٔ بزرگ بخواهم گفت عروسی که من خوش (یعنی پسند ۱۲) کرده ام دست پیمان او آماده است پیر گفت آن را بر من عرض کن تا به بینم که چیست و از عروس نشان ده که کیست یعقوب بخانه در آمد و شمشیرے بیرون آورد و گفت من عروس ممالک شرق و غرب را خطبه خواهم کرد و چون دست پیمان

---

[1] لطافت اینکه روے اموال الف ست و آن اندرون لفظ زوال ست ۱۲
[2] موجه مظهر خدا دوست رکھتا ہے بلند همتوں کو ۱۲

من این تیغ جوهردار این شمشیر جوشن گذارست بیت

با بخت نیک هیچ کسی راستیز نیست	مهر عروس ملک به از تیغ تیز نیست

وهم درین معنی گفته اند فرد

عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت	که اول از گهر تیغ داد کابینش

و در همین معنی این بیت مشهورست فرد

عروس ملک کسی در کنار گیرد و چیست	که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

آورده اند که دران ایام که اسکندر میخواست که رایت جهانگیری از سرحد روم برعزیمت ضبط ممالک عرب و عجم برافرازد و رکاب همایون بجهت تسخیر بر و بحر عالم حرکت دهد بغایت اندیشه ناک و ملول خاطر بود ارسطاطالیس حکیم که وزیر آن حضرت بود چون علامت فکرت و نشان حیرت بر جبههٔ حال و ناصیهٔ احوال او ظاهر دید گفت ای شاهجهان همه اسباب دولت مهیا و آماده و خدم و حشم در موقف بندگی و فرمانبرداری استاده خزانه معمور و مملکت موفور بخت بصفت استدامت آراسته و نهال دولت بشرف استقامت پیراسته و اقبال کمر موافقت بسته [همیشگی ۱۲] و جاه و جلال بر آستانه عالی بخدمتگاری نشسته [پائداری ۱۲] توزع ضمیر انور و تفرق خاطر [پریشان ۱۲] [روشن ۱۲] [پریشان ۱۲] از هر را سبب چیست اسکندر جواب داد که تامل میکنم که عرصهٔ جهان بغایت محقرست و ساحت ممالک هفت اقلیم بسیار مختصر شرم میدارم از برای این مقدار ملک [میدان ۱۲] سوار شدن و توجه بتصرف و تسخیر آن نمودن قطعه

گرای آن نکند طول و عرض هفت اقلیم	که من به نیت تسخیر آن سوار شوم

هزار عالم ازین گر بود گم ست هنوز	که من بغرض تصرف بدان قیاس شوم

ارسطو فرمود که شک نیست که ایالت و حکومت این مایه جهان نه لائق همت بلند و نه درخور نهمت ارجمند تست عرصه مملکت ابدی[۱۲] را با آن ضم کن تا همچنانچه بضرب تیغ جهان سوز ساحت سرای فانی را در قید ضبط می آری ببرکت عدل عالم افروز ملک سعادت باقی هم در قبضه استحقاق آید تا این نقصان ببرکت آن بکمال تلافی پذیرد و این اندک بزیب آن بسیار رونق گیرد نظم

ملک عقبی بخواه کان خرم بود	ذره آن ملک صد عالم بود
جهد کن تا درمیان این نشست	عرصهٔ آن عالمت آید بدست

اسکندر بدین سخن تسلی یافته بر حکیم آفرین فراوان کرد و امروز شاهباز عقل هر کاملے در هوای ثنای اسکندر جهت آن پرواز میکند که همای همتش باستخوان ریزهٔ دنیا سر فرو د نیاورده بیت

تو باز ساعد شاهی باستخوان منگر	همای همت خود را بلند ده پرواز

باب دوازدهم در عزم

و آن پیشرو قوافل مرادات و کفایت کننده امور و مهمات ست هیچکس را از سلاطین بی مدد عزم درست زمام تسخیر ممالک بقبضهٔ اقتدار در نیامده و بی تگاپوی سعی بلیغ بر سریر شهریاری و مسند جهانداری نرسیده بیت

بی عزم درست وسعے کامل	کس را نشود مراد حاصل

و عزیمت درست آنست که چون بقصد کاری کمر بندد و ساختن مهمی اشتغال نماید

بمنع ہیچ مانعی ممتنع نگردد و قصور و فتور بعزم خود راہ ندہد از حکیمے پرسیدند کہ عزم ملوک در چہ محل نیکومی نماید و در چہ وقت بکار می آید فرمود کہ در دفع اعادی مملکت بغایت پسندیدہ است چہ ہرگاہ کہ پادشاہ از روی توکل فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ پاے عزیمت در رکاب توکل آرد وہر آئینہ لشکر فتح وظفر دو اسپہ باستقبال او متوجہ میشوند زیرا کہ عزم درست نشانہ غلبہ و نصرت ست بیت

(حواشی: بازرہنے والا ۱۲ — سستی ۱۲ — دشمنان ۱۲ — جلدی کاکنایہ ہے ۱۲)

شہ چو بعزم درست پاے کند در رکاب	دل شکند خصم را و ز کفش افتد عنان

آوردہ اند کہ یکی از ملوک بخوردن گل عادت کردہ چنانکہ حکما و اطبا منع میکردند و مضرت آن را باز می نمودند ازان کار باز نمی آمد روزے یکی از اہل اللہ بدیدن وے آمدہ او را بغایت زار و نزار یافت رخسارہ ارغوانی او را زعفرانی دید و تن با تاب و توان او را در بند ناتوانی گرفتار یافت صورت حال استفسار نمود سلطان حقیقت واقعہ باز گفت کہ مرا از جہت خوردن گل پای حیرت در گل ست و دست حسرت بر دل درویش فرمود کہ چون میدانی کہ ازین مضرت بتو میرسد چرا ترک آن نمی کنی گفت چندانکہ جہد می نمایم با خود بس نمی آیم درویش گفت این عزیمۃ من عزمات الملوک کجاست آن عزم کہ پادشاہان را میباشد کہ ہیچ نوع ایشان را ازان باز نمی توان داشت سلطان چون این سخن بشنید متاثر شد و عزم کرد برآنکہ دیگر گل نخورد و ببرکت آن عزمیت ازان مہلکہ خلاص یافت قطعہ

(حواشی: بکار ۱۲ — اثر پذیر ۱۲ — جاے ہلاکت ۱۲)

عنان عزم بہر جانبے کہ برتابی	مکن بدست تر و عنان خود راست

سلہ پھر جب قصد کیا تو نے تو خدا پر بھروسا کر ۱۲ سلہ کہاں ہے عزم پادشاہوں کے عزموں سے ۱۲

که کس بمنزل مقصود ره نمی یابد	مگر بسعی تمام و دگر بعزم درست
هر آنکه پای طلب در طریق عزم نهاد	به تختگاه بزرگی رسید بگام نخست

باب سیزدهم در جد و جهد

جد سعی کردن ست در تحصیل مطالب و جهد رنج بردن (کوشش ۱۲) ست در اکتساب مقاصد و مآرب جد و جهد از اخلاق ملوک جهانگیر و سلاطین کشورستان ست و این صفت تابع همت می باشد هر چند همت عالی تر بود جد و جهد در طلب مقصود (حاجات ۱۲) بیشتر واقع میشود و باید که مرد بلند همت از تحمل محنت و مشقت نترسد چه حال از دو مقال بیرون نیست اگر بجهد دامن مقصود بدست آید فهو المراد و اگر در حجاب توقف بماند عذر او نزد عقلا و اصح (سیست) و علو همت او در طلب معالی (بزرگی ۱۲) امور (خوبیان ۱۲) و مآثر (نوشتن ۱۲) بر همه ضمائر هویدا و لائح بیت

در طلب میکوشم ار یابم زهی بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگان را پسند

در امثال حکمای هند مذکور ست که موری کمر جهد بر بسته بود و از تودهٔ خاکی که نقل آن آدمیان را به تکلف میسر شدی ذره ذره می برد و بطرف دیگر می ریخت مرغی بر و گذر کرد و شخصی دید ضعیف و نحیف که بنشاط تمام دست و پای میزد و در نقل کردن آن خاک جدی تمام و جهدی (یعنی بدن ۱۲) ما لا کلام بجای می آورد گفت ای ضعیف (لاغر ۱۲) بنیه (بنیاد ۱۲) و نحیف پیکر این چه کار ست که پیش گرفته و این چه مهم ست که در ان خوض کرده مور گفت مرا یکی از قوم خود نظیری (هیچ ۱۲) نیست و چون طلب وصال او کردم او این شرط بیش آورد که اگر سر وصل (یعنی عشق ۱۲) ما داری قدم در نه و این تودهٔ خاک را ازین رهگذر بردار حالا مستعد این کار شده ام (خیال ۱۲) و میخواهم که بدان شرط اقدام نموده از عهدهٔ عهد بیرون آیم

مرغ گفت این گمان که می بری بقدر آرزوے تو نیست واین کمان که میکشی بقوت بازوی توئے مور گفت من عزم این کار کرده ام وقدم جد وجهد پیش نهاده اگر پیش برم فهو المراد والّا معذورم خواهند داشت نظم

من طریق سعی مے آرم بجا	لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰے
دامن مقصود اگر آرم بکف	از غم واندوه مانم بر طرف
ور نشد از جهد من کارے بکام	من در ان معذور باشم والسلام

افریدون را در مبادی ایام سلطنت که ریاحین دولت در ریاض سعادت دمیدن گرفت وریاح شادمانی از مهب کامرانی وزیدن اندیشه تسخیر بعضے از ممالک که در تصرف جمعی از متغلبان بود پدید آمد فرد

کفاف نفس اگر چند اندکے ست ولی	جهان بہ تیغ گرفتن زهمت عالی

این معنی را بارکان دولت مشاورت کرد جمعی گفتند ای ملک ملکی داری آراسته و مبالغی تحمل وخواسته بی ضرورت غبار فتنه انگیختن وآتش تشویر برافروختن صواب نمی نماید از انچه هست تمتعی بردار واز ارتکاب مخاطر فروگذار فرد

در فراغت کوش ودر لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانے پدید

افریدون گفت قناعت مقتضاے طبائع بهائم سر افگنده است ونشستن در کنجی از تقضاے دنائت همت عجائز از کار وامانده فرصت وقت را که چون خیال سحاب گذرنده است غنیمت باید شمرد ودر حصول آمال از زکوب اهوال اندیشه نباید کرد قطعه

گر سلطنت نباید بست	هر کرا رغبت تن آسانی ست

از مشقت کجا بیاساید		هر کرا همت جهانبانی ست	

آورده اند که ملکی پسر خود را بحرب خصمی فرستاده بود خبر آوردند که ملکزاده گاه گاهی در
راه زره از بر خود بیرون میکند و دو شب در یک منزل خیمهٔ اقامت میزند پدر رنجید و
نوشت ای پسر حق تعالی که عزت را آفرید [بمعنی ۱۲] کلفت و مشقت را با آن همقرین ساخت و مذلت
را که خلق کرد آرام و راحت را با وی رفیق گردانید آنکه عزت را بملوک داد و مذلت را برعایا
حظ پادشاه عز مملکت ست و قسم رعیت امن و امان و استراحت و این هر دو بخش یکجا
جمع نشود لاجرم باید که آسایش را وداع کند و راحت را با رعیت گذارد و اگر چنین نمیکند
با استراحت در می باید ساخت و از ملک اعراض میباید نمود فرد

لذت شاهی ترا بس راحت دیگر مجوی		با وجود سلطنت سرمایهٔ دیگر مخواه	

یعقوب لیث در بدایت حال خود را در مهالک فکندی و خطرهای کلی را ارتکاب
کردی و از آسایش نفس بر طرف بودی و از کشیدن مشقتها یک نفس نیاسودی او را گفتند
تو مرد روئین گری ترا باعث بر این همه جفا کشیدن و خود را در غرقابهٔ هلاک افکندن
چیست گفت [مستطیل ۱۲] مرا دریغ می آید عمر عزیز خود را در اصلاح روئین و مس صرف کردن
و روی توجه به پیشه که دران شریک بسیار باشند آوردن جد من [کاسه ۱۲] در آن سنت و جد من
برای آن که خود را بمرتبهٔ رسانم که از ابنای جنس من کسی با من شریک نباشد گفتند
این مهمی ست بغایت صعب و کاری بسیار مشکل ست گفت من دانسته ام که شربت
مرگ چشیدنیست و بار رفاه و فوات [سختی ۱۲] کشیدنی آنکه در کار بلند تلف شوم به که در کار پست
بمیرم لاجرم بدین جد و جهد [جاننا رنجا ۱۲] رسید بدان منصب که رسید مثنوی

می باش بجد و جهد در کار هر چیز که دل بران گراید	دامان طلب ز دست مگذار گر جهد کنی بدستت آید

و چنانچه بجد و جهد بنای بزرگی تمهید می یابد بضد این صفت که بطالت و کسالت ست اساس شوکت و دولت درهم می شکنند یکی را از آل طاهر سوال کردند که سبب زوال ایالت و انتقال دولت شما چه بود جواب داد که شراب شب و خواب بامداد یعنی از کاهلی بکار ملک نپرداختیم و از کسالت رسم جلادت برانداختیم لاجرم سفینه اختیار ما در گرداب زوال غرقه گشت و کشتی امید ما بساحل مراد نرسید شعر

بنای دولت خویش آن کسی خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند

باب چهاردهم در ثبات و استقامت

و آن پائداری باشد در کفایت مهمات و مداومت بر دفع مکاره و بلیات و فی الحقیقة ثبات مثمر میامن و برکات ست و منتج فوائد و فلاح و نجات و هیچ زمره را از طوائف خلق بصفت ثبات آن وابستگی نیست که ملوک را چه تا ثبات پادشاه بر رعایت فرمانبرداران و دفع و قمع متمردان و بدکرداران نزدیک خاص و عام روشن نگردد حشم و خدم سر بر خط اطاعت او ننهند و اهل بغی و فساد از مواد عصیان و عناد احتراز ننمایند پس ملک را به ثبات استظهار ست و ملوک را از وستمداد و استبشار بیت

هر سر که یافت افسرے از گوهر ثبات	در اقتدار بگذرد از چرخ تا ثبات

حکیمی گفته است هر که خواهد که اساس سلطنت او از انهدام ایمن باشد باید که بنای کار خود بر ثبات و وقار نهد فرد

بنای کار بنه بر ثبات وایمن باش	که هر بنا که بر اصل ست پایدار بود

مرد ثابت قدم آنست که از راه و روش خود بد غدغهٔ هیچ موسوس روی برنگرداند واز رسم وطریق خود بوسوسهٔ هیچ مهوس انحراف نورزد که مدد رفیق نجات جز بطریق ثبات روی نمی نماید چنانکه حکیم الٰهی میفرماید نظم

در تردد در رهِ نجات مدان	هیچ خصلت به از ثبات مدان
میل داری بر رفعتِ درجات	در معالی ثبات ورز ثبات

ونشانهٔ ثبات دو چیز ست یکی آنکه در هر کاری که شروع می نماید اتمام آن بر ذمهٔ اهتمام لازم داند آورده اند که قیصر روم از نوشیروان پرسید که بقاے پادشاهی در چیست گفت من هرگز کار بیهوده نفرمایم و هر مهمی که بدان امر کنم با تمام رسانم قیصر فرمود که همه حکمای یونان هم همین گفته اند نظم

هر طرح که افگنی چو مردان	جهدے بکن و تمام گردان
یعنی سے علمے که برفرازی	باید که دگر نگون نسازی

وعلامت دوم آنست که سخنی که بر زبان او جاری شود بنقیض آن تا ممکن باشد تکلم نکند چنانچه در تاریخ مذکورست که سلطان رضی روزے از میدان غزنین میگذشت حمالی را دید سنگے گران بر دوش نهاده بجهت عمارت او می برد و در بردن آن سنگ رنج بسیار میکشد سلطان چون مشقت او مشاهده کرد از روے رافت جبلی و عاطفت فطری که داشت فرمود که ای حمال این سنگ را بنه حمال آن سنگ را در میان میدان بینداخت مدتی آن سنگ دران میدان بود واسپان چون آنجا

می رسید بدچشمی میکردند و می رسیدند جمعی از خواص بوقت فرصت آن حال بعرض سلطان رسانیدند که فلان روز حمالے بنا بر امر عالی و فرمان همایون سنگے که بر پشت داشت در میان میدان بینداخت و اسپان ازان راه بکلفت میگذرند و کسے غیر آن حمال آن سنگ را بر نمیتواند گرفت اگر حکم شود آن سنگ را ازانجا بردارد و راه را خالی سازد مناسب می نماید سلطان فرمود که بزبان ما گذشته است که آنرا بینداز اگر الحال بگویم که بردار مردم آنرا بر بے ثباتی حرف ما حمل کنند گو آن سنگ همانجا باشد نقل است که آن سنگ تا آخر عمر سلطان دران میدان افتاده بود بعد از وفات او نیز جهت مراعات سخن او هیچ کس از اولاد او آن سنگ را از میدان برنداشته قطعه

سخن شاه شاه هر سخن است	بهمه حال پاس باید داشت
تا نگردد نقیض آن ظاهر	باید آن را بلوح دل بنگاشت

باب پانزدهم در عدالت

عدل شحنه ایست ملک آرای و لمعه ایست نور افزای ظلمت زدای و حق سبحانه و تعالے بندگان را بدین صفت میفرماید اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ عدل آنست که داد مظلومان دهند و احسان آنکه مرهم راحت بر جراحت مجروحان نهند و در خبر آمده که یک ساعت عدل پادشاه در پله میزان طاعت راجح تر است از عبادت شصت ساله زیرا که نتیجه عبادت جز بعامل نرسد و فائده عدل بخاص و عام و خرد و بزرگ واصل گردد و مناهج ارباب دین و دولت و مصالح اصحاب ملک و ملت ببرکت آن قائم و منتظم شود و ثواب عدل از حد حساب افزون ست

یعنی بھڑکتے تھے ۱۲ — خلاف ۱۲ — غالب ۱۲ — حاجت روائیان ۱۲ — بیان میں اس کے کہ عمل داحسان کا ۱۲ — باب پانزدهم

باب پانزدهم

وازجیز قیاس بیرون آورده اند که یکی از سلاطین را داعیهٔ (خواهش ۱۲) آن شد که حج خانهٔ خدا بگزارد و بقدم حرمت طواف حریم عزت بجای آرد و بمزید صفا و اجابت دعا از اشباه و اکفا ممتاز و سرفراز گردد بیت

هست طواف حرم کردگار (اشال ۱۲ / همجنس ۱۲)	در دو جهان واسطهٔ اقتدار

اشراف مملکت و ارکان دولت بموقف عرض رسانیدند که ای ملک شرط ادای حج امنیت طریق ست و سلاطین را دشمن بسیار باشد اگر با خیل و حشم عزیمت نمائی تهیهٔ ایشان درین راه دور و دراز تعذری تمام دارد و اگر باندک ملازمی توجه فرمائی خطرات کلی متصورست و دیگر سلطان دربلد حکم جان دارد در جسد وقتیکه سایهٔ دولت آنحضرت از مفارق رعایا دور شود هرج و مرج در ملک پدید آید و زمام مهام خواص و عوام از سلک انتظام (سر ۱۲) بیرون رود سلطان فرمود که چون این سفر میسر نمیشود پس چون کنم که ثواب حج دریابم و از میمنت (برکت ۱۲) این طاعت بهره مند گردم گفتند درین ولایت درویشی ست که مدتها مجاورت حرم کرده و شصت حج با شرائط آن بجای آورده حالا در گوشهٔ عزلت نشسته است و در آمد و شد بر خلق بسته بیت

گشته زغوغای خلائق ستوه (عاجز ۱۲)	پای کشیدست بدامان کوه

شاید که ثواب حجی از وتوان خرید و از مثوبت (ثواب ۱۲) آن بخطی کامل توان رسید پادشاه از صدق عقیدتی که با اهل الله داشت بخدمت درویش (بهره ۱۲) رفت و در اثنای سخن فرمود

ا از توابع ست در محلی گویند که جمعی ناموافق و بی اتفاق برخلاف هم کاری کنند و هر کرا آنچه از دست آید کند ۱۲

که مرا آرزوی حج از ضمیر سر بر زده است و ارکان ملک و ملت صلاح در توقف آن می بینند
و استماع افتاد که ترا حج بسیارست چه شود که ثواب یک حج بمن فروشی تا تو بنوائی رسی
و من بثوابی درویش گفت من ثواب همه حجها را بتو میفروشم پادشاه پرسید که هر حج بچند
میفروشی گفت هر گامیکه برداشته ام در هر حجی بتمام دنیا و هر چه در دنیاست سلطان
گفت از دنیا و متاع دنیا مقداراندکی بیش در تصرف من نیست و این بهای یک قدم
نمی شاید پس حجی چگونه توانم خرید و برین تقدیر بهائی همه حجها در خیال چون توان گذرانید
درویش گفت شاها بهاے همه حجهائی من پیش تو آسان ست شاه گفت چگونه گفت چون
در قضیهٔ مظلومے عدل کنی و یک ساعت بهم دادخواهی پردازی ثواب آن بمن بخشش
تا من ثواب شصت حج بتو بخشم و هنوز صرفه برده باشم و درین سودا سودی فراوان بهم
آورده پس معلوم شد که سلطان را بعد از اقامت فرائض و سنن هیچ طاعت واجب تر
از اشتغال بمصالح بندگان خدا نیست و بصفت نصفت زیستن و بنظر عدالت و حمایت
در رعایا نگریستن چه اگر حمایت عدلت نباشد ارباب قوت و شوکت و مار از ضعفا
خلق بر آرند و چون ضعیف حالان هلاک شوند اقویا نیز بر جاے نمانند چه معیشت
خلائق بیکدیگر باز بسته است و انتظام احوال مردم جز بعدل ممکن نیست قطعه

عدل نوریست کز و ملک منور گردد	وز نسیمش همه آفاق معطر گردد
عدل پیش آرو مراد دل درویش بر آر	تا ترا هر چه مرادست میسّر گردد

و از فضیلت عدالت همین نکته بس که عادل محبوب همه مردمان ست اگرچه از عدل او
فائده بدیشان نرسیده باشد و ظالم مبغوض جمیع جهانیان ست اگرچه از ظلم او ضرری

بدیشان لاحق نشده باشد و مصداق این حال و مقیاس این مقال قصهٔ نوشیروان عادل و حجاج ظالم ست با آنکه نوشیروان کافری بود و آتش پرست و حجاج بر فراش اسلام نزاد صحابه و تابعین را دیده هرگاه که نوشیروان را یاد کنند بر و آفرین گویند بسبب عدل او و چون ذکر حجاج گذرد بر و نفرین فرستند بواسطهٔ ظلم او مثنوی

داد گری شرط جهانداری ست	دولت باقی ز کم آزاری ست
مملکت از عدل شود پایدار	کار تو از عدل تو گیرد قرار
هر که درین خانه شبی داد کرد	خانهٔ فردای خود آباد کرد
عدل تو قندیل شب افروز تست	مونس فردائے و امروز تست

عبد الله طاهر روزی پسر خود را گفت که آیا دولت در خاندان ما تا بکے بماند پسر جواب داد که مادام که بساط عدل و فراش انصاف درین ایوان گسترده باشد قطعه

تا پای پادشاه بود بر بساط عدل	بر فرق او نهاده بود تاج سروری
چون دست آستین تغلب برون کند	باشد نصیب گردن او طوق ثم بری

در اخبار وارد ست که پادشاه عادل سایهٔ لطف خداست در زمین که پناه میگیرد بوی هر مظلومی و مقرر ست که هر کرا از تاب آفتاب رنجی رسد جهت استراحت پناه بسایه می برد تا رنج او براحت مبدل گردد و همچنین مظلوم نیز که از تاب آفتاب ستم و حرارت شرارت ظلم به تنگ آید پناه بسایهٔ الله که عبارت از پادشاه است التجا نماید تا از کلفت بیداد ظالمان ببرکت آن ظل ظلیل امن و امان آسایشی و آرامشی یابد و فی المثنوی المعنوی نظم

شاه عادل سایهٔ لطف حق ست	هر که دارد عدل لطف مطلق ست

خلق را در سایهٔ خود جای ده	وز شرف بر فرق گردون پای نه

حکما گفته اند که معنی عدل تسویت (برابری) نگاه داشتن ست میان خلق یعنی گروهی را بر گروهی مسلط نسازد و هر طائفه را در پایهٔ او نگهدارد و خدام سلاطین در اصل چهار گروه اند اول اهل شمشیر چون امرا و لشکریان و ایشان بمثابهٔ آتش اند دوم اهل قلم چون وزرا و کتاب و این گروه بمثابهٔ هوا اند سوم اهل معامله چون بازرگان و محرفات و ایشان بمنزلهٔ آب اند چهارم اهل زراعت و ایشان بمثابهٔ خاک اند پس همچنانکه از غلبهٔ یکی از ارکان چهارگانه بر دیگری مزاج خلق تباه شود بغلبهٔ یک گروه ازین اصناف چهارگانه مزاج ملک هم روی به تباهی آرد و صلاح عالم و نظام امور بنی آدم منقطع و نامنتظم ماند

قطعه

هر یکی را از خلق مرتبه ایست	پیش ازین دو دریافته تعیین
گر کس از حد خویش در گذرد	فتنها خیزد از یسار (چپ و راست ۱۲) و یمین
هر کسی را بجای او بنشان	پس بدولت بجای خود بنشین

و یکی از فضیلت عدل آنست که خاک در اجزای سلطان عادل تصرف نمی کند آورده اند که یکی از علما در مجلس مامون حدیثی روایت کرد که اعضای پادشاهان عادل در قبر متفرق نمیشود و اجزای ایشان از یکدیگر نمی ریزد مامون فرمود که مرا در صدق حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم شائبهٔ (آمیزش ۱۲) ریبی نیست اما داعیهٔ (خواهش ۱۲) دارم که لاش نوشیروان را ببینم که فی الواقع مظهر عدل بوده و بر زبان معجز نشان حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم گذشته که من متولد شدم در زمان ملک عادل پس مامون عزیمت مدائن کرد چون بدانجا رسید

فرمود تا دخمۀ نوشیروان بگشادند و آنجا در آمد دید تازه در خاک خفته چنانچه شخصے در خواب باشد و سه انگشتری در دست داشت بر نگین هر یکی پندی نوشته اول آنکه با دوست و دشمن مدارا کن دوم در کارها بی مشورت خردمندان شروع منمای سوم رعایت رعیت فرومگذار و در روایتی دیگر آمده که لوحی از زر بالای سر وے آویخته بود و دران لوح نوشته که هر که خواهد که خدای ملک او را بزرگوار گرداند گو که علماے زمان خود را بزرگ گردان و هر که خواهد که ملک او بسیار شود گو صفت عدل خود را بسیار ساز مامون بفرمود تا آن پندها را بنوشتند و آن خاک را بعطر آلوده سرش بپوشیدند و منقول ست که یکے از ندماے مامون دران مجلس اجازت سخن طلبید و بعد از رخصت فرمود که عدل را خاصیتے ست که بعد از وفات ضرر خاک از کافر عادل باز میدارد اگر عادل بسعادت اسلام مستسعد باشد چه عجب که در عقبے ضرر آتش نیز ازو باز دارند مامون این سخن را پسندید و فرمود تا در ذیل آن وصایا ثبت کردند مثنوی

عدل در دنیا نکونامت کند	در قیامت خوب فرجامت کند
اندرین عالم معظم سازدت	چون بدان عالم رسی بنوازدت

و از جمله ارکان سلطنت و دولت اصغای کلام داد خواه ست یعنی گوش بر سخن مظلومان کردن و بروی عاطفت بساختن[سنیدن ۱۲] مهم ایشان آوردن و از آن که سخن بسیار گویند ملول نباید شد و به تنگ نباید آمد زیرا که پادشاه حکم طبیب دارد[سنوارنا ۱۲] و مظلوم بمثابه[یعنی مانند] بیمارست و مریض میخواهد که تمام احوال خود را پیش طبیب باز گوید پس اگر طبیب تمام سخن بیمار گوش نکند بر حقیقت مرض وی مطلع نشود و بی اطلاع مرض و تشخیص آن علاج چگونه توان کرد بیت

[حاشیه: له دخمه سرداب که مردگان را در آن نهند ۱۲]

حال خود از تو چه پنهان دارم	توبطبیبی ومنت بیمارم

آورده اند که روزی شخصی یکی با بزرگی حال خود باز گفت التفات نفرمود دگر بار گفت گوش نکرد باز بار سوم مبالغه نمود گفت چند درد سر میدهی گفت سر توئی پس درد را کجا برم آن عزیز را سخن او خوش آمد و حاجتش روا کرد فرد

دسترس داده‌ات خدا افتادگان را دست گیر	سر برآوردی بدولت پا بمردی کن بلطف

یکی از سلاطین بزرگی را پرسید که میگویند هر چیزی را زکوٰتیست زکوٰة سلطنت چیست جواب داد که زکوٰة پادشاهی وجهانداری آنست که اگر مظلومی داد خواهی نماید و متظلمی حاجت خود را عرض کند سخن او را اصغا فرمایند و با او بمدارا و مواسا سخن گویند و جواب درشت باز ندهند و از سخن گفتن با ضعفا و فقرا عار ندارند که مکالمه با خردان از خصال بزرگان ست چه سلیمان علی نبینا و علیه السلام در موکب سلطنت با شرف نبوت سخن مور ضعیف استماع فرمود شعر

سلیمان با چنان حشمت نظرها بود با مورش	نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید

آورده اند که پادشاهی بود در دار الملک چین بزیور عدل آراسته و نهال حالش بصفت نصفت پیراسته بیت

خدا راضی و خلق خشنود ازو	ستم را زیان عدل را سود ازو

ناگاه آفتی بحس سامعهٔ او راه یافت و گرانی در گوش او پدید آمد ارکان دولت را جمع کرد و چنان زار بگریست که جملهٔ حاضران بر حال وی بگریه آمدند و از برای تسلی او تدبیرها انگیختند ملک فرمود که شما گمان می برید که من بر فوت حس سمع میگریم چه میدانم که

عاقبت کار فتور وقصور بقوی وحواس راه خواهد یافت پس بر بطلان چیزے ازان مرد خردمند چگونه اندوهگین[جمع قوت ۱۲] شود وگریهٔ من برای آنست که ناگاه مظلومی دادخواه بر در بارگاه فریاد کند وصدای استغاثهٔ او بگوش من نرسد واو محروم بازگردد ومن عند الله مواخذ باشم امّا درین باب فکری کرده ام بفرمائید تا درین دیار ندا کنند که کسی غیر از دادخواه جامهٔ سرخ نه پوشد تا بدان علامت بر حال مظلومان اطلاع یابم وبداد ایشان برسم بیت

داد مظلومان بده مقصود محرومان برآر	دین ودنیا را بدین داود هش معمور دار

وبسیار بوده که بیک داد که داده اند وبفریاد مظلومی که رسیده انداز عقوبت عقبی برأت نجات یافته اند چنانچه در اخبار آمده که سلطان ملک شاه سلجوقی روزی برکنارهٔ[خصوصاً ۱۲] زنده رود شکار میکرد زمانے جهت استراحت در مرغزاری فرود آمد از ملازمان او غلامیکه[ندی کا نام ہے ۱۲] حاجب خاص بود بدهی درآمد گاوی دید که برکنار جوے میچرید بفرمود تا آن گاؤ را گرفته بکشتند وقدرے گوشت ازان کباب کردند وآن گاؤ از آن عجوزهٔ بیوه بود[دربان ۱۲] که معیشت او با چهار یتیم که داشت از شیر آن گاؤ حاصل می شد چون ازان واقعه خبردار شد از خود بیخبر گشت بیامد وبر سر پلے که گذرگاه سلطان ازانجا بود منتظر نشست ناگاه کوکبهٔ دولت ملک شاهی برسید عجوزه برجست وعنان مرکب سلطان بگرفت همان غلام حاجب تازیانه برآورد وخواست که برآن عجوزه بزند ودور به کند سلطان گفت بگذار که مظلوم وبیچاره می نماید تا بنگرم که تظلم[بمعنی فریاد ۱۲] او چیست وداد او از دست کیست پس روے به پیرزن آورد که سخن گوی پیرزن بحکم آنکه گفته اند ع مظلوم دلیر باشد وچیره زبان عجوزه زبان بگشاد که ای پسر الپ ارسلان اگر امروز داد من

بر سر پل زنده رو و نهی بعزت و جلال احدیت که فردا بر سر پل صراط راه بگیرم و تا انصاف خود از تو نستانم دست مخاصمت از دامن تو کوتاه نکنم نیک اندیشه کن که ازین دو سر پل کدام اختیار میکنی فرد

انصاف خود و داد من امروز بده	آخر به از آن بود که بستانندت

سلطان از مهابت این سخن پیاده شد و گفت زنهار ای مادر من طاقت جواب آن سر پل ندارم بگوی تا بر تو که ستم کرده است تا داد تو از و بستانم پیرزن گفت ای ملک همین غلام که بحضور تو تازیانهٔ عقوبت بر سر من کشید چشمهٔ عیش مرا مکدر ساخته است و گاوی که معیشت من و یتیمان من از شیرش مهیا بودی بکشت و کباب کرد ملک شاه بفرمود تا غلام را سیاست کردند و عوض یک مادهٔ گاو هفتاد ماده گاو از حلال توجهی بدو دادند و بعد از چند گاه که سلطان وفات یافت پیرزن هنوز در قید حیات بود نیم شبی بر سر قبر وی آمد و روی نیاز بقبلهٔ دعا آورده گفت الهی این بندهٔ تو که درین خاک ست وقتیکه من درمانده بودم دست من بگرفت حالا او درمانده است تو بکرم دستگیری او کن چون من بیچاره بودم او آن وقت با عاجزی مخلوقیت خویش بر من بخشود این زمان او بیچاره است تو با قوت خالقیت خود ببخشای یکی از جملهٔ عبّاد ملک شاه را بخواب دید پرسید که خدای تعالی با تو چه کرد فرمود اگر دعای آن پیرزن دستگیر من نشدی از چنگال عقاب عقوبت خلاص ممکن نبودی نظم

گفت که بر رهگذر آن گنده پیر	گر بدعائم نشدی دستگیر
بی نظر مرحمت پادشاه	حال من غم زده بودی تباه

داد من او را بدعاره نمود	فیض دعایش در رحمت کشود

رکن دیگر محافظت حکم الهی ست یعنی دادی که وهد باید که موافق و مطابق احکام شرع باشد و در خشم و رضا جانب حق فرو نگذارد که حکم او بالای همه حکمها ست هر که سر از حکم حق به پیچید هیچکس نتواند که سر از حکم او بپیچد بیت

هر جا که پادشاه و سلاطین و سروریست	محکوم آستان در کبریای اوست

نقل ست که در ایام خلافت مامون کسی گناهی کرده بود و ازان شهر فرار نموده برادر او را گرفته پیش مامون حاضر کردند مامون حکم کرد که برادر خود را حاضر کند و گرنه او را بعوض برادرش بقتل رسانند آن شخص گفت ای خلیفه اگر عاملی تو خواهد که مرا بکشد و تو حکم فرستی که فلان را بگذار آن عامل را بگذارد یا نه گفت بلی بگذارد گفت پس من حکم آورده ام ازان پادشاهی که تو بعنایت او حاکمی که مرا بگذاری گفت نشان او کو گفت نشان من این ست که خدای تعالی جل جلاله فرماید که وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی[1] یعنی هیچکس را بگناه دیگری مگیرید مامون متاثر شد و بگریست و گفت او را بگذارید که حکم محکم و نشانی مبرم آورده است اَلَا لَهُ الْحُکْمُ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ[2] قطعه

حکمی که آن ز بارگه کبریا بود	بالاتر از مقوله چون و چرا بود
حکمی که صادر ست ز دیوان لم یزل	خود زهرهٔ مخالفت آن کرا بود

آورده اند که عمرو لیث یکی را به سخن صاحب غرضی محبوس ساخت مادر آن کس عرضه داشتی نوشته بر سر راه عمرو بایستاد چون عمرو برسید پیرزن به تعجیل کاغذ باز میکرد که

۱ اور نهین اٹھاتا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا گناہ ۱۲ ۲ آگاہ ہو کہ اسی کا حکم ہے اور وہ اچھا حاکم ہے ۱۲

بدست عمرو بدہد مرکب عمرو تند بود در رمید عمرو متغیر شد و بفرمود تا آن ضعیفه را دور کردند

از انجا در گذشت باز عجوزه بر سر راه آمد و بایستاد تا عمرو باز گشت دیگر بار پیش آمد و تظلّم

نمود عمرو پرسید کہ این عجوزه چه کس ست گفتند مادر فلان محبوس ست عمرو از و متغیر بود

روی بگردانید و بدو ملتفت نشد پیرزن گفت ای ملک حکم تو در بارهٔ پسر بیگناه من

چیست گفت آنکه او را صد چوب بزنند و رویش سیاه کنند و گرد شهر بگردانند و ندا

کنند که هر که در حضرت سلطان عاصی شود سزای وی اینست پیرزن گفت ای

ملک این حکم تو میکنی گفت آری من این حکم میکنم پیرزن گفت پس حکم خدا کجا باشد که هر حکم

که تو خواهی کنی از هیبت این سخن لرزه بر عمرو افتاد و بیهوش شد چون با خود آمد بفرمود

تا محبوس را از زندان بیرون آوردند و خلعت خاص بدو پوشانیده بر مرکب خاصه

سوار کردند و گفت او را در شهر و بازار بگردانید و منادی کنید که هر حکم که خدا کند عمرو لیث

که باشد خلاف آن در خاطر گذراند فرد

او حاکم ست و ما همه محکوم حکم او	ما را چه اعتبار بود حکم حکم اوست

رکنی دیگر خلوص نیت ست در باب رعیت و به نیک خواهی ایشان مائل بودن چه

نیت پادشاه را درین باب اثری تمام ست اگر نیت عدل کند برکت و جمعیت نتیجه

دهد و اگر نعوذ بالله بخلاف این باشد برکت از محصول برود و عقد جمعیت رعیت گسیخته

گردد شیخ مصلح الدین سعدی روّح الله روحه ایمعنی را در سلک نظم کشید مثنوی

دران کوش تا هر چه نیت کنی که سلطان اگر نیت بد کند	نظر در صلاح رعیت کنی مهمی جهانی بهم بر زند

ایضاً (margin note) له خوش گری الله روح اسمی ۱۲

آورده اند که پادشاه کیقباد روزی در شکار از لشکر جدا افتاد و هوا گرم شد و از تشنگی
بیطاقت گشته هر طرف می نگریست و سایه و سر چشمه مے طلبید از دور سیاهی بنظرش
در آمد مرکب بدان طرف راند خیمهٔ کهنه دید در میان بادیه زده و پیر زنے با دختر خود در
سایهٔ آن نشسته چون قباد برسید آن زن از خیمه بیرون دوید و عنانش گرفته فرود
آورد و ماحضری که داشت حاضر کرد قباد طعامی خورد و آبے بیاشامید خواب بر و غلبه
کرد لحظه بیارامید چون از خواب در آمد پگاه شده بود شب همانجا اقامت نمود بعد نماز
شام گاوی از صحرا بیامد و دخترک آن زال آن گاو را بدوشید شیر بسیار حاصل شد
چنانچه قباد را عجب آمد و با خود گفت این جماعت بجهت آن در صحرا نشسته اند تا کسی
بر سر ایشان اطلاع نیابد هر روز چندین شیر از گاوی میگیرند اگر در هفته یکروز بسلطان
دهند مال ایشان را خللے نمیرسد و خزانه را توفیری میشود نیت کرد که چون بدار الملک
برسد آن مواضعه را بر رعیت نهد چون صباح شد دخترک گاو را گرفت و بدوشید
اندکے شیر حاصل شد فریاد بر آورده پیش مادر دوید که اے مادر گاو ما امروز شیر کم داد مادرش
گفت عجب نبود که شاید پادشاه ما نیت ظلم کرده است قباد ازین معنی تعجب نمود و گفت از
چه دانستی گفت هر بامداد گاو ما بسیار شیر دادے امروز اندک شیر حاصل شد هرگاه که
پادشاه نیت خود را بد کند حق سبحانه برکت بردارد قباد گفت راست گفتی و آن نیت از دل
بیرون کرد و دخترک را گفت اکنون باز برو و بر سر گاو شو پس دختر برخاست و دیگر با
گاو را بدوشید به ضابطه اول شیر بسیار داد بارے دیگر پیش مادر دوید و مژدهٔ نیک نیتی
پادشاه بوی رسانید و ازینجا گفته اند که ملک عادل بهتر است از ابر بارنده و آفتاب تابنده

حکیم فردوسی فرماید نظم

هر آن نم کز ابر بهاران بود	در اندیشهٔ شهریاران بود
چو بد گردد اندیشهٔ پادشا	نیاید زمین نم بوقت از هوا
چو عادل بود شه ز سختی منال	که عدلش به است از فراخی سال

و در همین معنی نقل کرده اند از بهرام گور که وقتی در هوای گرم بدر باغی رسید پیری که باغبانی کردی آنجا حاضر بود بهرام پرسید ای پیر درین باغ انار هست گفت آری بهرام فرمود که قدحی پر آب انار بیار پیر برفت و فی الحال قدحی پر از آب انار کرده بیرون آورد و بدست بهرام داد بیاشامید و بعد از آن پرسید که ای پیر سالی ازین باغ چند حاصل میکنی گفت سه صد دینار گفت بدیوان خراج چه میدهی گفت پادشاه ما از درخت چیزی نمیگیرد و از زراعت عشر میگیرد بهرام با خود اندیشه کرد که در مملکت من باغ بسیار است و در هر باغی درخت بیشمار اگر از حاصل باغ نیز عشر بدیوان دهند مبلغی حاصل میشود و رعیت را هم چندان زیانی نمیرسد بعد ازین بفرمایم تا خراج از محصول باغات نیز بگیرند پس باغبان را گفت قدحی دیگر آب انار بیار باغبان برفت و پس از مدتی قدحی آب آورد بهرام گفت ای پیر نوبت اول رفتی و زود آمدی و این نوبت انتظار بسیار دادی و برابر آن آب نیاوردی پیر نه دانست که این سوار چه کس است گفت ای جوان گناه از من نبود از پادشاه بود که درین وقت نیت خود را تغیر داده و اندیشهٔ ظلم فرموده لاجرم برکت از میوه بیرون رفت من نوبت اول از یک انار آن همه آب گرفتم و درین کرت از ده انار برابر آن حاصل نشد بهرام ازین سخن متاثر گشت و آن اندیشه را

از دل بیرون کرد و گفت ای پیر یکبار دیگر مقداری آب انار بیار پیر بباغ رفت و بزودی بیرون آمد خندان و قدحی مالامال از آب انار آورده بدست بهرام داد و گفت ای سوار عجب حالیست که پادشاه ما آن نیت ظلم را تغییر داد و فی الحال اثر برکت ظاهر شد از یک انار این قدح پر آب شد بهرام تعجب نموده صورت حال با پیر در میان نهاد و قصهٔ نیت خود و تغییر آن باز گفت و این سخن از آن ملک دولتمند بر صفحهٔ روزگار یادگار ماند تا سلاطین ازین سخن پند پذیر شوند و نیت در صلاح حال رعیت مقصور دارند بیت

هر شاه که او نیت خود راست کند	یابد ز خدای آنچه درخواست کند

حکما فرموده اند که عدل خوب ترین فضیلت ست و ظلم زشت ترین رذیلتی و نتیجهٔ عدل بقای ملک و وسعت مملکت ست و معموری خزائن و آبادانی قریٰ و مدائن و ثمرهٔ ظلم زوال مملکت ست و خرابی ممالک در وصایای هوشنگ بن سیامک که پسر خود را فرموده مذکور ست که ای پسر باید که آیت ظلم را مطموس و رایت جور را منکوس داری و از ناوک آه مظلومان ستم رسیده و نالهٔ زار محرومان محنت کشیده پرهیزی که گفته اند بیت

آنچه یک پیرزن کند بسحر	نکند صد هزار تیر و تبر

و از سوء خاتمت و عاقبت ظلم و ستم اندیشه کن که جور سبب تغییر دولت و تبدیل نعمت ست و در طلب مال که پائمال هر کس و دست فرسود هر خس ست با رعیت مناقشه منمای که بی شائبهٔ شک و غائلهٔ شبهت بیت

از رعیت شهی که مایه ربود	بُن دیوار کند و بام اندود

ارباب حکمت درین باب مثلی پرداخته اند و اهل ظاهر آن را حکایتی ساخته که سلطان محمود با ارکان دولت خود گفت که ابله ترین مردمان پیدا کنید بزرگان درگاه حکما و ندما و زیرکان و خوش طبعان را باطراف و اکناف مملکت فرستادند و ایشان متوجه شده (اطراف ۱۲) و باستعلام این چنین کسی مشغول بودند و در استکشاف احوال جهال و احمقان مبالغه می نمودند (طلب علم ۱۲) و بآخر شخصی را دیدند که بر شاخ درختی برآمده بن آن شاخ را به تیر میزد تا گسیخته گردد و معلوم بود که اگر آن شاخ بگسلد هر آئینه آن کس از سر شاخ بلند بر زمین افتد و اگر فرضاً هزار جان داشته باشد یکی را بسلامت نبرد همه اتفاق کردند که این کس ابله ترین عالم ست و او را گرفته نزد سلطان بردند و صورت حال بموقف عرض رسانیدند سلطان فرمود که ازو ابله تری هم ست گفتند حضرت سلطان بیان فرمایند که آن کیست گفت حاکم ظالم که بجور و تعدی رعیت خود را برانداز د و خود را بدین واسطه منکوب (خسته ۱۲) و پریشان حال سازد نظم

رعیت چو بیخند و سلطان درخت	درخت ای پسر باشد از بیخ سخت
تبر بر بن آن درختی مزن	که بالای شاخش گرفتی وطن
که چون سست گردید بیخ درخت	ز پای اندر آید بیک باد سخت
کسی کو جفا و ستم می کند	یقین ست کو بیخ خود می کند

در امالی خواجۀ امام که خطیب مدنی گفتندی مذکور ست که در شهر سمرقند ظالمی بود خلائق از جفای او در عذاب و از تعدی بی نهایتش در شکنجۀ عقاب (زمین ۱۲) بودند چون شکایت ظلم و عدوان او بر درگاه آفریدگار غر اسمه بسیار شد شبی در غرفۀ خویش بر تخت خفته بود (غالب ست نام ۱۲)

تیری از هوا فرود آمد و بر سینهٔ وی خورد چنانچه از پشتش گذشت[1] و فی الحال هلاک شد صباح آن تیر از سینهٔ وی بیرون کشیدند بران نوشته بود **شعر**

تَبغِی[2] وَ لِلمُبغِی سِهَامٌ تَنتَظِر	اَنفَذُ فِی الاَضلَاعِ مِن وَخزِ الاِبَرِ

یعنی ستم میکنی و برای ستمگاران تیرها مقررست که در اعضا از وی ترا از سوزن فرو میرود بزرگی این معنی را برین سیاق نظم فرموده **قطعه**

هان ای نهاده تیر جفا بر کمان ظلم	اندیشه کن ز ناوک دلدوز در کمین
گر تیر تو ز جوشن فولاد بگذرد	پیکان آه بگذرد از کوه آهنین

و حکیم خاقانی چه زیبا گفته ست **نظم**

بترس از تیر باران ضعیفان در کمین شب	که هر گز ضعف نالان ترقوی تر زخم پیکانش
بترس از آه مظلومی که بیدارست و خون باران	تو خوش خفته ببالین تو آید سیل بارانش

الحمد لله که بدولت شاهزادهٔ کامگار برداشته حضرت (ای رفعت بخشیده ۱۲) پروردگار رجاء آن دارد که جهانیان بنازند و ساکنان دیار مرو بلکه تمامی اهالی خراسان از کمال شادمانی سرفرازند که آثار عدل و انوار فضلش باقطار (یعنی اطراف ۱۲) جهان رسیده و فراش اقبالش بساط شفقت و شادروان (شامیانه ۱۲) عاطفت در بسیط (کشادگی ۱۲) گیتی باز کشیده اعانی مملکت پایهٔ ارادی نازند و اعادی (جمع عدد ۱۲) از هیبت تیغ آبدارش میگدازند **قطعه**

[1] ای تراز و شده اینکه تمام بدر رفت ۱۲ [2] اے ظلم کرتا ہے تو اور مظلومونکے پاس تیر ہین جنکا انتظار ہوتا ہے بہت سمانے والے ہین اعضا مین سوئیون کے سمانے سے مراد تیرون سے تیر آہ ہین مصنف نے تبغی بصیغهٔ فاعل پڑھکر ستمگار کے معنی لئے اگر درست پہونچی ہو تو کلام نہین ورنہ بصیغهٔ مفعول مظلوم کے معنی مین اچھا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور بیت بحر رجز مطوی سے ہے مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم

معین دولت و ملت ابوالحسن شهنشاهی	که باشد رایت قدرش فراز قبهٔ خضرا[سبز ۱۲]
زمین از عدل او تازه زمان از فیض او خرم	رعیت شاد و ملک آباد خلق آسوده از غوغا[بالائے آسمان ۱۲]
زهی دارای دین پرور که بر منشور اقبالش	کشیده کاتب حکم ازل طغرای استعلا[بلندی ۱۲]
همیشه تا بود دوران همیشه تا بود گردون	بود گردون ترا تابع بود دوران ترا مولا[غلام ۱۲]

باب شانزدهم در عفو

و آن ترک عقوبت گنهگارست در حال قدرت برو و این خصلت در فضیلت بر جملهٔ خصال فائق ست و حق سبحانه پیغامبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم بدین صفت امر کرد که خذ العفو یعنی فراگیر[برتر ۱۲] سیرت عفو را و تجاوز نما از گناهی که بنسبت تو کرده باشند عادت کن و ازین بود که حضرت رسالت صلوات اللہ علیہ و سلامہ در روز فتح مکه همه صنادید قریش[سرداران ۱۲] را که انواع ایذا و آزار بدو رسانیده بودند آزاد کرد که انتم الطلقاء[۱] و دلهای ایشان را بمژدهٔ عفو شاد گردانید که لا تثریب علیکم رباعی

ما عادت خود بهانه جوئی نکنیم	جز نیکی خلق و نیک خوئی نکنیم
وانها که بجای ما بدیها کردند	ما با ایشان بجز نکوئی نکنیم

حکما گفته اند هر چند گناه بزرگترست فضیلت عفو کننده زیاده ترست آورده اند که یکی از گنهگاران نزدیک ملکی از ملوک عرب آمد و حال آنکه چند کس را از اقربای ملک کشته بود ملک گفت بسی جرأت ست که با وجود گناهان بزرگ که از تو بنسبت من و خویشان من صادر شده از عقوبت من نترسیدی و نزدیک من آمدی جواب

[۱] تم چھوڑے ہوئے ہو [۲] نہیں سرزنش تم پر ۱۲

داد که جرأت من در آمدن بحضرت تو و نا ترسیدن از عقوبت تو جهت آنست که میدانم
هر چند گناه من بزرگترست عفو تو ازان بزرگتر خواهد بود ملک سخن او را پسندیده
گناهان او را عفو فرموده بمواهب عنایتش مستظهر گردانید یکی از محرمان ملک سوال
کرد که بر چنین خصمی قادر شدی و از وی انتقام نکشیدی و بسخن او فریفته گشتی گفت نه چنین ست
با خود تامل کردم که اگر از وی انتقام کشم نفس من شاد شود و تشفی یابد و اگر عفو کنم دل او
شاد گردد و مرا نیکنامی دنیا و ثواب عقبی حاصل آید دانستم که مصرع

| در عفو لذتی ست که در انتقام نیست |

از مامون خلیفه منقول ست که اگر مردمان
بدانند که مارا چه لذتیست در عفو کردن و چه بهجت از سر گناه کسی در گذشتن هر آئینه تحفه
درگاه ما بجز گناه نیارند قطعه

مجرم گراین دقیقه بداند که دمبدم	مارا چه لذتیست ز عفو گناهگار
همواره ارتکاب جرائم کند بعمد[قصد]	پیوسته نزد ما گنه آرد باعتذار

اسکندر از ارسطو پرسید که درباب فلان گنهگار چه میگوئی حکیم گفت اے ملک اگر گناه
نبودی صفت عفو که بهترین فضیلتے ست از کسی ظاهر نشدی پس گناه آئینهٔ عفوست
و گنهگار سبب ظهور آن صفت شده درباره او بایدکه این معنی بظهور رسد شعر

گناه آئینهٔ عفو و رحمت ست اے شیخ	مبین بچشم حقارت گناهگاران را

اسکندر گفت عفو در چه وقت نیکوست گفت در وقت قدرت و ظفر بر خصم تا بدان عفو
شکرگذاری ظفر کرده باشد و در حکایات آمده که پادشاهے بر دشمن خود ظفر یافت
و او را اسیر کرده در معرض عتاب بازداشت پادشاه از وے پرسید که خود را چون

می بینی جواب داد که خدای چیزی دوست میدارد که آن عفوست و تو چیزی دوست میداشتی که آن ظفرست چون حضرت عزت ظفرے که تو دوست میداشتی بتو ارزانی فرمود عفوی که او دوست میدارد تو نیز بجاے آر پادشاه این سخن را پسندید و او را آزاد کرد پس ملوک جهاندار را باید که ترک مجازات بدی به نسبت مجرم بر دل تنگیل آسان سازند و بشکرانهٔ قدرت بر انتقام گناهگار خجالت زده را ببشارت عفو بنوازند که عادت سلاطین کشورکشاے و طریقهٔ ملوک عالم آراے چنین بود فرد

زابتداے دور عالم تا بعهد پادشاه		از بزرگان عفو بودست از فرودستان گناه

آورده اند که یکی از مقربان بادشاه جرمے کرده بود و در معرض تادیب و تعذیب افتاده آن پادشاه با یکی از خواص درباره آن مجرم مشاورت میکرد و آن شخص گفت اگر بنده بجاے پادشاه بودی حکم سیاست کردی شاه فرمود اکنون تو بجای من نیستی کردار من باید که بجاے کردار تو باشد من او را عفو کردم چه اگر گناه از و بد بنود عفو از من نیک می نماید فرد

گر عظیم ست از فرودستان گناه		عفو کردن از بزرگان اعظم ست

و هر گاه کسی در گناهی که از و صادر شد تامل کند و داند که بعفو خداے محتاج ست باید که عفو خود را از گناهگار دریغ ندارد تا خداے نیز عفو خود بوے ارزانی فرماید فرد

اگر توقع بخشایش خدا داری		ز روی عفو و کرم بر گناهگاران بخش

آورده اند که پادشاه یکی را بعملے فرستاده بود و از وی طوریکه پادشاه را ناپسندیده بود صادر شد پادشاه او را عزل کرده بفرمود تا بندش کردند و در پاے تخت آوردند عتاب و خطاب آغاز کرد آن بیچاره گفت ای شاه اندیشه کن که ترا هم فردا در موقف

عتاب نزد رب الارباب باز خواہند داشت تو در انوقت چه چیز دوست میداری گفت عفو آلہی گفت در حق من ہم عفو فرمائی که عفو آلہی باز بسته است بعفو پادشاہی فرد

من پیش تو مجرمم تو در پیش خداے	گر عفو کنی حق از تو ہم عفو کند

پادشاہ را این سخن پسند افتاد و او را بند برداشت و تربیت کرده باز بر سر عمل فرستاد نظم

عفو فرمودن مبارک خصلتی ست	ہر که دارد عفو صاحب دولتی ست
دل ز نور عفو روشن مے شود	وز نسیمش سینه گلشن مے شود
دوست دارد عفو را پروردگار	انچه ایزد دوست دارد دوست دار

عفو در حدے از حدود آلہی نشاید بلکه دران محل قہر و غضب بکار آید نظم

اگر آن جرم را حدیست شرعی	نباید داشت آنجا عفو مرعی
که عفو او دران اجرای حدست	بلا را حد شرعی ہمچو سدست

باب ہفدہم در حلم

یکے از اخلاق آلہی حلم ست کما قال الله تعالےٰ ان الله غفور حلیم و جملهٔ انبیا و اولیا را زین صفت نصیبے داده اند تا بقوت آن سورت غضب را که مفسد ایمان و پیش رو لشکر شیطان ست بشکسته اند و در حدیث آمده که قوی ترین شما نه آنکس باشد که مردمان را بیفگند و از پای در آرد قوی تر آنکس ست که در حال غضب خود را بیفگند و مالک نفس خود باشد بیت

مردی گمان مبر که بزور ست و پردلی	با خشم گر بر آئے دانم که کاملی

در کتاب انجیل مذکور ست که ملوک را واجب بود که نفس خود را ریاضت دہند

وبحلم رام سازند در فرمانبرداری تا هرچه بشنوند که خلاف رضای ایشان باشد در خشم نشوند زیرا که ایشان را قدرت و توانائی هست و زیردستان مطیع ایشانند اگر خشم زیردست حلم نباشد و در غضب بر محکوم بردباری نبود و بهر قولے و فعلے خشم گیرند هر آئینه مردم مستاصل شوند و ملک را رونق نماند و بس زیبا گفته اند نظم

بردباری خزینهٔ خردست دیو بندست حلم اگر دانے	هر کرا حلم نیست او چو ددست غضب از دست او ستدنه توانے

مرد حلیم آنست که سیلاب غضب او با آنکه کوه شامخ اگر در ممر او افتد بر جذرست او از جاے نتواند برد و نائرهٔ خشم با وجود آنکه کرهٔ اثیر از التهاب آن در خطرست در وی تصرف نتواند کرد و بی مدد حلم آتش غضب هیچ سلطانی تسکین نیابد و بے معاونت بردباری هیچ حاکمی بار گفت وگوی رعایا بر نتابد پس پادشاه عادل آنست که حلم را زیور روزگار خود سازد و بدستیاری او بنیاد خشم عالم سوز بر اندازد نظم

چو حلم اندر آمد غضب گشت پست ستون خرد بردباری بود	غضب را همین بردباری شکست سبک سر همیشه بخوارے بود

از سلیمان وزاق نقل کرده اند که گفت که روزی در خدمت مامون بودم نگینی از یاقوت دیدم که طول او چهار انگشت و عرض او دو انگشت و در صفا و روشنی چون خورشید تابان و ناهید درخشان بود پس زرگری را خواند و گفت خاتمے بساز که این یاقوت نگین آن تواند بود زرگر یاقوت برگرفت قضا را روزی دیگر هم در خدمت

ا جرڑ سے اوکھڑ جائیں یعنی اد جڑ جائیں ۱۲ ۲ یعنی آتش یا آسمان ۱۲ ۳ کاغذ برنده و نویسنده و بسیار درهم ۱۲

وی بودم که مامون ازان انگشتری یاد کرد و بفرمود تا زرگر را بیاوردند چون زرگر حاضر شد دیدم که رعشه بروی افتاده است و چون بید می لرزد مامون پرسید که سبب تغیر تو چیست گفت مرا امان ده تا بگویم مامون گفت امان دادم زرگر نگین بیرون کرد بچهار پاره شده گفت ای خلیفه انگشتری ساختم و خواستم که نگین را به نگین دان برم از دست من بر سندان افتاد و چهار پاره شد مامون تبسم کرد و گفت برو و این را چهار انگشتری ساز و ترا درین هیچ گناهی نیست و این صورت که از مامون صادر شده غایت حلم و بردباریست نظم

حلم سرمایهٔ کمال بود	سبب عزت و جلال بود
حلم شادی فزای هر خجل ست	مومیائی هر شکسته دل ست

نوشیروان از ابوزرجمهر پرسید که حلم چیست گفت نمک خوان اخلاق ست چه حروف آنرا چون برگردانند ملح میشود چنانکه هیچ طعامی بی ملح مزه ندهد هیچ خلقی بی حلم جمال ننماید نوشیروان گفت علامت[نمک ۱۲] حلیم کدام ست گفت حلیم را سه نشانه است یکی آنکه اگر ترش روی و سخت گوی با او سخن تلخ در میان آرد او در برابر آن جواب شیرین بر زبان راند و اگر بفعل نیز او را برنجاند بازای آن با او احسان نماید قطعه

با تو گویم که چیست غایت حلم	هر که زهرت دهد شکر[بمقابله ۱۲] بخشش
هر که بخراشدت جگر بجفا	همچو کان کریم زر بخشش
کم مباش از درخت سایه فگن	هر که سنگت زند ثمر بخشش

علامت دوم آنست که در عین آنکه آتش خشم زبانه زدن گیرد و صولت غضب و سطوت[غلبه ۱۲] آن بغایت رسد خاموش گردد و این دلیل اطمینان[شعله ۱۲] دل و تسکین[حمله ۱۲] روح ست و

درویشان سالک علاج غضب بدین نوع کرده اند نشانهٔ سوم فرو خوردن خشم است اگر کسی فی الواقع مستحق عقوبت بود آورده اند که روزی آن نوبادهٔ بوستان ولایت باکورهٔ باغستان هدایت سبط نبی نخل ولی حسین بن علی رضی الله عنهما با جمعی مهمانان از اشراف عرب بر سر خوانی نشسته بود خادمش با کاسهٔ آش گرم در آمد از غایت دهشت پایش بحاشیهٔ بساط در آمد و کاسه از دستش بر سر شاهزاده افتاد و آشها بر رخسارهٔ مبارکش فرو ریخت امام حسین ع از روی تادیب نه از راه تعذیب در وی نگریست بر زبان خادم جاری شد وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ گفت عفوت کردم خادم تتمهٔ آیت برخواند وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ حسین رض گفت از مال خود ت آزاد کردم و مؤنت معیشت تو بر ذمهٔ خود لازم گردانیدم مثنوی

بدی را مکافات کردن بدے	بر اہل صورت بود بخردے
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند	بدی دیدہ و نیکوئے کردہ اند

در اخبار آمده که از حضرت عیسی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ السَّلَامُ سوال کردند که سخت ترین همه چیز ها چیست جواب داد که خشم خدا گفتند بچه چیز از غضب الٰهی ایمن توان شد فرمود که ترک غضب خویش و حضرت مولوی معنوی در مثنوی اشارتے بدین معنی فرموده مثنوی

گفت عیسی را یکے هشیار سر	چیست در هستی ز جمله صعب تر
گفت ای جان صعب تر خشم خدا	که ازان دوزخ همی ترسد چو ما

له اور کھانے والے غصے کے ۱۲ سه اور معاف کرنیوالے آدمیون کے ۱۲ سه اور الله دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالون کو ۱۲

گفت زین خشم خدا چه بود امان	گفت ترک خشم خود اندر زمان
ترک خشم و شهوت و حرص آوری	هست مردے در رہ پیغمبری

و باید دانست که غضب در بسیار مواضع از حلم بهترست چه غضبی که از جهت حرص و طمع یا بواسطهٔ تکبر و خویشتن داری بود ندموم ست اما برای اعلام معالم دین متین و جهت حفظ مراسم شرع مبین بسیار ستوده و پسندیده است مثلاً اگر کسے از خیانت محرمان حرم خویش حلم ورزد عقلاً و شرعاً و عرفاً ندموم بود و از نظر اهل مروت ساقط شود و چون غیرت بے غضبی و خشونت دست دهد کمال مردے در آنست که محل حلم و موضع غضب را بنظر صحیح تمیز کند تا هر جا آنچه مناسب بود بکار برد فرد

قهر و لطف اندر محل خود نکوست	جاے گل گل باش و جاے خار خار

باب شردهم در خلق و رفق

مراد از خلق خوش خوئی ست و غرض از رفق نرمی و دلجوئی یعنی سازگاری باشد بملاطفت و یکی کارسازی بمدارا و ملائمت اما خلق نیکو ترین نعمتی و زیبا ترین خصلتی ست و چون حق تعالی ایمان را بیافرید ایمان گفت الٰهی مرا قوی گردان حضرت حق جلت عظمته او را به نیک خوئی و سخاوت قوی ساخت و چون کفر را بیافرید گفت خدایا مرا قوت ده حق سبحانه او را به تندخوئی و بخل قوت داد و در حدیث وارد ست که به بهشت در نیاید بخیل و بدخوے بیت

من ندیدم در جهان جستجو	هیچ اهلیت به از خلق نکو

روزی حضرت روح الله علی نبینا و علیه السلام میگذشت ابلهی با وے دو چار شد

واز حضرت عیسی سخنی پرسید بر سبیل تلطف و تخلق جوابش باز داد آن شخص مسلم
نداشت و آغاز عربده و سفاهت کرد چندانچه او نفرین میکرد عیسی تحسین میفرمود
هر چند وی از مجادله در می آمد عیسی طریق ملاطفت رعایت می نمود عزیزی بدآنجا
رسید گفت ای روح الله چرا زبون این کس شده هر چند او قهر میکند تو لطف مینمائی
و با آنکه جور و جفا بیش می برد تو مهر و وفا بیش می فرمائی حضرت عیسی گفت ای رفیق موافق
کل اناء یترشح بما فیه مصرع از کوزه همان برون تراود که درو ست هر آن و آن صفت
میزاید و از من این صورت می آید من از وی در غضب نمی شوم و او از من صاحب
ادب میشود من از سخن او جاهل نمیگردم و او از خلق و خوی من عاقل میگردد نظم

چون نشوم من ز وی افروخته	او شود از من ادب آموخته
من که ز دم مایهٔ ده جان شدم	این صفتم داد خدا زان شدم
خلق نکو وصف مسیحا بود	خصلت بد مرگ مفاجا بود

حکما گفته اند نشان خوش خوئی ده چیز ست اوّل با مردمان در کار نیکو مخالفت
ناکردن دوم از نفس خود انصاف دادن سوم عیب کسان نا جستن چهارم
چون از کسی زلتی در وجود آید آن را تاویل نیکو کردن پنجم چون گنهگار عذر خواهد آنرا
در پذیرفتن ششم حاجت محتاجان بر آوردن هفتم رنج مردمان کشیدن هشتم
عیب نفس خود دیدن نهم با خلق روی تازه داشتن دهم با مردمان سخن خوش گفتن فرد

بهمه خلق جهان خلق پسندیده نمای	که سوی خلد برین راه بدان خواهد بود

و چه زیبا گفته است هم درین معنی بیت

بدین مقام درآ گر بهشت میجوئی	خوش ست عالم آزادگی و خوشخوئی

اما رفق سازگاری و مدارا باشد و در خبر آمده که رفق بهیچ چیز نه پیوندد الا که آنرا زینت دهد و فنا سازگاری بهیچ کاری مقترن نشود الا که آن را برهم زند و ناخوش گرداند و حضرت عزت بدین صفت حبیب خود را صلی الله علیه وسلم تعریف میفرماید فبما رحمة من الله لنت لهم سخن درشت سبب قطعتست و نرمی و ملائمت وسیلهٔ مودت و صلت بیت

توانی که پیلی بموئی کشی	بشیرین زبانی و لطف و خوشی

اردشیر بابک که سر سلطنت را بزیور حکمت آراسته بود فرزند خود را دید جامهٔ قیمتی پوشیده گفت ای پسر سلاطین را جامهٔ باید پوشید که در هیچ خزانه نباشد و هیچکس مثل آن نتواند که بپوشد مثل این جامه که تو پوشیده یافت میشود و همه کس میتواند پوشید پسرش پرسید که اصل آن جامه از چه چیزست گفت تارش از نیکوخوئی و نیکوکاری و پودش از سازگاری و بردباری اگر کسے درین کلمه تامل کند داند که جامع اقسام خیرات ست قطعه

با همه آفریدگان خدای	پادشاهان و شهریاران را
سازگاری خوش ست در همه جائے	کارسازی نکوست در همه وقت

فریدون را پرسیدند که ملازمان را بچه چیز نگاه توان داشت گفت بملاطفت و بردباری گفتند مشکلها را بچه چیز حل توان کرد گفت بملائمت و سازگاری و درین باب گفته اند قطعه

برفق و مدارا توان ساختن	مهمے که بسیار مشکل بود

توان ساخت کاری بنرمی چنان	که نتوان به تیغ وسنان ساختن

جمشید از وزیر خود سوال فرمود که سلاطین را انصاف بکدام صفت از جمله ضروریات
گفت که برفق ونرم خوئی و ملائمت زیرا که رعیت بدین صفات دعاے پادشاه
گویند ولشکریان بدین خصلت رضای پادشاه جویند وسلطنت بدعاگوئی رعیت
ورضاجوئی سپاه انتظام می یابد ودیگر برفق گوشمال مجرم بروجهے میتوان داد که بعنف[سختی]
مثل آن میسر نشود چنانچه آورده اند که یکی از ملوک که بسمت رفق تلطف موسوم بود[علامت] [نشانند]
مطبخی خود را گفت که از برای وے فلان نوع از طعام بپزد ودران تکلف بسیار
بجاے آورد مطبخی آن طعام ترتیب داده بانواع دیگر از اطعمه بنظر درآورد سلطان
بران طعامے که خود فرموده بود نظر انداخت دید که مگسے دران طعام است برداشت و
بیفگند انگه لقمهٔ دیگر برداشت درو هم مگسے بود دست ازان طعام باز کشید واز طعام
دیگر تناول کرد چون خوان برداشتند مطبخی را طلبید وگفت این خوردنی که ساخته
بودے بغایت لذیذ بود فردا هم ازین بسازد اما بشرطی که مگس دروے بسیار نباشد
حاضران ازین معنی تعجب نمودند که مطبخی را شرمساری داد وتعذیبے بآن نمود بیت

چو در مقابلهٔ جرم لطف بیند کس	شود خجل زدهٔ واین خجالت او را بس

[شرمندگی]

باب نوزدهم در شفقت ومرحمت

شفقت برعامهٔ رعایا ومرحمت ورفق برکافهٔ برایا برملوک عظیم الشان وسلاطین
رفیع المکان لازم ست چه زیردستان ودائع حضرت آفریدگارند که با اهل اختیار[همه خلق] [امانتین]

واقتدار سپرده تا برعایت ایشان حال عجزه و درویشان بفراغت و رفاهیت مقترن بود و دلهای شکسته باهتمام رعیت پروری و مرحمت گستری از ہجوم بلاے جباران و ستمگاران فارغ و مطمئن گرد پس پادشاه را باید که بامید رحمت الٰہی که ازحم ترحم بر عاجزان به بخشاید و رخساره سلطنت را بخال زیباے الشفقة علی خلق الله بیاراید نظم

درشفقت ہرکه علم برفراخت	کار خود و جمله خلائق بساخت
از شفقت ہرکه سرافراز شد	دیده دولت برخش باز شد

سعادت آخرت وسلامت دنیا برحم واشفاق بازبسته ہست آورده اند که سبکتگین پدر سلطان محمود غازی دراوائل حال صیاد بود که یک سر اسپ بیش نداشت و اوقات او بغایت عسرت میگذشت ہر روز بعزم شکار بصحرا رفتی اگر صیدے بدست آمدی بدان گذرانیدی روزے آہوے دیده که با بچه خود درصحرا میچرید سبکتگین اسپ برانگیخت آہو بگریخت چون بچۀ او خرد بود با مادر نتوانست گریختن او را بگرفت و دست و پایش بربست و درپیش زین نہاده راه شہر برگرفت آہو که بچۀ خود گرفتار دید بازگشت و درپی میدوید و فریاد میکرد و می نالید سبکتگین را بران آہو رحم آمد دست و پای آہو بچه را بکشاد و سر بصحرا داد و مادر آمد و بچه را درپیش گرفت و روی بآسمان کرده بزبان بیزبانی مناجاتی کرد مصرع آنی که زبان بیزبانان دانے سبکتگین دست تہی بشہر باز آمد شبانه حضرت رسالت صلے الله علیه وسلم را بخواب دید که باوی میگوید که اے سبکتگین بواسطۀ آن شفقت و مرحمت که در حق آہو از

عاجزان ۱۲

زبردستان ۱۲

رحم کر رحم کیا جائے گا تو ۱۲

دشواری ۱۲

دعا ۱۲

مہربانی خلق پر خدا ۱۲

تو در وجود آمده بجهت آن کرم و مهربانی که در حق آن بیچاره و زبان بسته کردی بحضرت
حق تقرب تمام یافتی و ما نیز از تو خوشنود شدیم و حق سبحانه ترا شرف پادشاهی
کرامت کرد باید که به بندگان خدا همین نوع شفقت بجا آوری و در بارهٔ رعیت
خود طریق مرحمت فرونگذاری بزرگی فرموده که چون بواسطهٔ شفقت بر حیوانے
پادشاهی این جهان فانی مے یابند اگر بجهت مرحمت بر انسانے سلطنت ملک
باقی یابند هیچ عجیب و غریب نباشد نظم

دست رعایت ز رعیت مدار	کار رعیت برعایت سپار
مرحمتے کن که جگر خسته اند	در کرم و لطف تو دل بسته اند

حکما گفته اند که یکی از آثار شفقت سلطان آنست که چنان رعیت را دوست دارد
که پدر فرزند را و هرچه بر خود نه پسندد بر ایشان نه پسندد تا ایشان نیز مال و جان
خود را از وی دریغ ندارند و هرچه دارند فدای وی کنند و همه همت خود را بر درازی عمر
و زیادتی دولت او گمارند و چندانچه او را رحم و شفقت بر خلق بیشتر باشد حق سبحانه را
نظر رحمت بر و بیشتر بود مثنوی

بجشائی به بخشایند بر تو	درے از غیب بگشایند بر تو
اگر رحمت ز حق داری تمنا	تو هم بر دیگران رحمے بفرما

آردشیر بابک پسر خود را وصیت کرد که اے فرزند جهد کن تا بشفقت عام و
مرحمت مالا کلام رعیت را از مرتبهٔ رعیتی بدرجهٔ دوستی رسانی تا دلها از آن تو شود
که همه چیزهای دیگر تابع دل ست حکیمے را پرسیدند که بهترین شکار مر پادشاهان را

کدام ست فرمود که صید دلهای رعیت کردن خوب ترین شکاری ست زیرا که چون دلهای ایشان را بخود میل دادی دیگر همه چیز درپے دل میرود و چون دوستی پادشاه در دل رعیت جای گرفت در هیچ چیز باوے مضایقه نمیکنند بیت

ملک معنی طلبی پیروی دلها کن	لشکرت گر نبود ملک مسلم نبود

تنگی ۱۲

دیگر یکی از شفقتها آن ست که چندانچه تواند مردان را بزراعت و عمارت تحریص کند و در اجرای کاریزها و احداث جویبارها ایشان را مددگاری نماید آورده اند که نوشیروان بعامل خود فرمان نوشت که اگر در ولایت تو یک قطعهٔ زمین نامزروع ماند بفرمایم تا ترا بر دار کشند و حکمت درین آنست که فائدهٔ پادشاه از خراج باشد و خراج وقتی بسیار شود که مملکت آبادان بود و آبادانی نبود الا بزراعت و تا با رعیت مسامحت نکنند و آثار شفقت در حق ایشان بظهور نرسانند زراعت میسر نشود شعر

آسان گیری ۱۲

مملکت معمور خواهی خلق را معمور دار	وز سر ایشان بلای ظالمان را دور دار

آورده اند در زمان سلطان ابوسعید خدابنده امرای او بارعایا زیادتی میکردند و مصادرهٔ مال از ایشان میگرفتند روزی سلطان بامرا گفت که من تا امروز ملاحظهٔ جانب رعیت میکردم من بعد الیوم این رعایت را برطرف میکنم اگر مصلحت ست بیائید تا همه را غارت کنیم و هیچ چیز از امتعه و غیر آن بدیشان نگذاریم اما بشرط آنکه دیگر شما از من علوفه و مرسوم نطلبید و اگر بعد ازین یکی از شما این نوع التماس از من کند او را بسیاست رسانم امرا گفتند مابی علوفه و مرسوم چگونه توانیم بود و بے وظیفهٔ خدمت

تاوان ۱۲ جمع متاع ۱۲

بچه نوع بجای توانیم آوردن گفت ترتیب مجموع مصالح ما و شما از سعی رعایا باشد
در عمارت و زراعت و حرفه و تجارت چون ایشان را غارت کنیم آن زمان چنین
توقعات از که توان کرد و شما اندیشه کنید که اگر گاو و تخم از رعایا بستانید و غلات
ایشان بجور رید ایشان را بضرورت ترک زراعت باید کرد و بعد از انکه زراعت
نکنند محصول نباشد شما چه خواهید خورد امرا چون این سخنان استماع نمودند روی
بنوازش و رعایت رعیت آوردند مثنوی

شنیدم از بزرگان سخن سنج	که سلطان را رعیت بهتر از گنج
کزین خرج ار شود آخر سر آید	وزان هر لحظه دخلی نو در آید

و از جمله شفقتها آن است که هر روز باید که بار عام دهد و بخود تفحص حال داد خواه نماید
تا هر که سخنی داشته باشد خود بعرض رساند و او بنفس خود برکماهی احوال مظلوم وقوف
یابد حجاب و بواب نتوانند بغرض و طمع خود برکسی حکم کردن آورده اند که اکابر حرمین
بناصر خلیفه نوشتند که خلافت ترا زیبد و سلطنت ترا انشاید که نائبان و متعلقان
تو بر مردم ظلم میکنند و انواع جور و ستم از ایشان صادر میشود او در جواب نوشت که
من از ینکه شما میگوئید خبر ندارم ایشان دیگرباره پیغام فرستادند که عذر تو از گناه
بدتر است بزرگان گفته اند آنچه ترا جواب باید گفت بدیگری حواله مکن مهمات رعایا بر ذمه
خود گرفته ترا وقت سوال از عهدهٔ جواب بیرون باید آمد بی خبری و غفلت در میان چه
کار دارد و این عذر از تو که خواهد شنید و کی قبول خواهند کرد فاروق اعظم رضی الله
عنه فرموده که در ولایتی که تعلق بمن دارد اگر بلی و بیران شود در ذمهٔ گوسفندی بران

گذرد و پای یکی از گوسفندی بسوراخی فرو رود و المی بوی رسد فردای قیامت آن را از
من خواهند پرسید و مرا از عهدهٔ آن بیرون می باید آمد هر که منصب سلطنت قبول کند و پای
تمکن بر سریر حکومت نهد لاجرم باداء حقوق این امر قیام باید کرد و حفظ حدود و رسوم
آن از روی شفقت و مرحمت نیکو خواهی رعیت بجای باید آورد **قطعه**

فراز تخت حکومت نشستن آسان نیست	دران مقام بسی احتیاط باید کرد
مراد عاجز محنت رسیده باید داد	غم فقیر مشقت کشیده باید خورد

باب بستم در خیرات و مبرات

تمهید قواعد خیرات و تاسیس مبانی مبرات بر ذمهٔ همت هر صاحب دولتی
واجبست چه یکی ازان اعمال که بعد نشاء حیات آثار فیض و برکت او بروح عامل
رسد صدقهٔ جاریه است چون مساجد و معابد و مدارس و خوانق و رباطها و حوضها و
جسرها و امثال آن از ابواب البر که مادام که اثر آن باقی باشد هدیهٔ ثواب بروح
بانی آن واصل است **بیت**

هر که خیری کرد چون محمل بجان عالم کشید	روح او را هر زمان فیضی دگر خواهد رسید

و هر عاقل هوشیار که بصیقل انابت زنگ غفلت از آئینهٔ خاطر بزداید و بداند که جاه
دنیا و مال و متاع آن در معرض زوال و انتقال است هر آئینه این معنی را در
خواهد یافت که حاصل از آیندگان و روندگان این سرای فانی جز بیادگاری
باقی نخواهد ماند و هر عمارت عالی و موضع شریف که از طبقات ملوک و امرا

۱ بنا نهادن ۱۲ ۲ عبادت گاهها ۳ خانقاهها ۱۲ ۴ رجوع بخدا ۱۲

وارکان دولت و توانگران هر مملکت واقع شده اثر آن بر جرائد روزگار و صفحات ادوار لیل و نهار ثبت و مسطور ست و نام ایشان نزد هر ارباب عقل و نقل بلکه پیش اکثر اصاغر و اکابر عالم معروف و مشهور بیت

چون نمی ماند جهان بیقرار	نام نیکو به که ماند یادگار

خصوصاً رقم مبانی خیر بهیچ نوع از الواح ایام محو نمی شود و حدیث بقاع خیر که از متقدمان واقع شده به تسلسل و عنعنه بسمع متاخران میرسد اِنَّ آثَارَنَا تَدُلُّ عَلَیْنَا فرد

کسری نماند قصهٔ ایوان او بماند	نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست

بزرگان گفته اند که چون همای توفیق و تائید از ایشان وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ سایه دولت بر فرق کامگاری افگند و باز بلند پرواز مواهب ربانی از فضای فیض جاودانی جلوهٔ مساعدت فرموده بر ساعد سعادتمندی آرام گیر دلائق حال آنست که صحائف احوال خود بارقام اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ بیارایدو زاد سفر آخرت را از تقدیم خیرات مبرات و زینت باقیات صالحات که عبارت از خیر عام و صدقهٔ جاریه است مهیا کند تا ذکر نعم و شکر کرم او باطراف و اکناف عالم رسیده در هر زمانے بر هر زبانے ثنا و آفرین او جاری باشد قطعه

برین رواق زبرجد نوشته اند بزر	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند
تونگرا دل درویش رابدست آور	که مخزن زر و گنج و گهر نخواهد ماند

و در حدیث آمده که چون آدمی بمنزل آخرت رود همه عملها از و منقطع گردد الا سه چیز

ل خوردان ۱۲ ے بزرگان ۱۲ ے مقرر آثار ہمارے دلالت کرتے ہین ہمپر ۱۲ ے نام کو نیک ۱۲ ے اور ہمارے پاس زیادہ ہے ۱۲ ے اگر نیکی کروگے تو نیکی کروگے اپنے لیے ۱۲

یکی صدقۂ جاریہ دوم علمی کہ مردم بدان نفع گیرند سوم فرزند صالح کہ او را دعاے خیر کند و
صدقہ جاریہ عبارت از بقعۂ خیر باشد کہ مردم بدان منتفع شوند چون مسجد و مدرسہ و
خانقاہ و پل و رباط و حوض و مانند آن پس از والیان خطۂ سلطنت و تخت نشینان
بارگاہ خلافت چنان زیبد کہ معمار ہمت ایشان اولاً در تعمیر مساجد و تاسیس معابد کہ
اشارت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ در شان آن واقع شدہ سعی نمایند چہ در
حدیث آمدہ کہ ہر کہ برای خدا مسجدی بنا کند حق سبحانہ برای او خانۂ در بہشت بنا کند
و مساجد کہنہ نیز تجدید کردن ہمین حکم دارد و بعد از عمارت مسجد امام و مؤذن تعیین باید
فرمود و اسباب معیشت ایشان مہیا باید ساخت تا از روی فراغت بمہم خود قیام
توانند نمود و بجہت طلب قوت از اقامت این امر باز نمانند و دیگر مدارس مرتفع (بلند ١٢) بنا باید کرد
و مدرسان افادت (فیض پہونچانا ١٢) نصاب و علما و فضلای افاضت انتساب معین باید ساخت و تا نشر (پھیلانا ١٢)
علوم شرعیہ نمایند و برکات ثواب آن بروزگار دولت ایشان رسد و دیگر خوانق پاکیزہ
باصفا جہت صافی دلان ولایت پناہ و صوفیان صفۂ (چبوترہ) صفوت (برگزیدگی ١٢) انتمای (انتساب ١٢) أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ
ترتیب باید داد تا طالبان حقائق و قاصدان دقائق بمیامن (برکات ١٢) انفاس شریفۂ ایشان بمقاصد
و مطالب برسند و آثار انوار اوقات و احوال ایشان ضمیمۂ سعادت صوری و معنوی گردد
و وظائف و ادرارات (روزینہ ١٢) ارباب مدرسہ و خانقاہ نیز معین باید کرد تا طلبہ از مطالعہ
علوم و درویشان از اذکار و اوراد خود باز نمانند و دیگر احداث (بنانا ١٢) زاویہ (گوشہ ١٢) ہا کہ دران
برای فقیران و محتاجان راتبۂ چاشت و شام از قلیہ و نان مرتب و مہیا باشد

[1] سوائے اسکے نہین بناتا مسجدین اللہ کی مگر جو ایمان لایا خدا پر ١٢ [2] از نو بنا کردن ١٢ [3] یعنی فائدہ بخشنے مین پورے ١٢ [4] ہان البتہ نہ خوف ہے اولیاء اللہ کو اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین ١٢

که موجب جمعیت خاطر وصفای باطن میشود دیگر ابداع دار الشفا وتعیین طبیب حاذق کامل[۱۲] مشفق وترتیب ادویه واشربه[شربتہا] واغذیه وانچه ضروری باشد که وسیله صحت وسلامت ورابطهٔ عافیت وکرامت میگردد ودیگر ساختن رباطهای[مسافرخانے ۱۲] مرتبطه باستحکام تمام که ملجای مسافران ستم رسیده وپناه غریبان محنت کشیده باشد ثمرهٔ بسیار ونتیجهٔ بیشمار دارد دیگر بستن قنطرها[پل ۱۲] بر آبهای تند وبسیار که مسافران را مرور بران سهل وآسان باشد بغایت پسندیده است چه در اخبار آمده که هر که پلی بنا کند بر راهی تا مسلمانان بران بگذرند خدای عز وجل گذشتن صراط بروی آسان گرداند دیگر عمارت حوضهای بزرگ وحفر[ایجاد کرنا ۱۲] کردن چاهها در راهها ومحله ها که آب کمی میکند سبب ایمنی باشد از تشنگی قیامت ومنقول ست که یکی از صحابه بحضرت رسالت پناه صلوات الله علیه وآله عرض کرد که میخواهم که از برای روح مادر خود خیری کنم وصدقه بدهم مرادران چه میفرمایند حضرت فرمود که بهترین تصدقات آب ست که بر سر راهی چاهی بکنی آن صحابی چاهی بحفر کرد وبر مسلمانان وقف کرد وثواب آن بروح مادر خود بخشید دیگر تعمیر مشاهد مبارکه وترویج مزارات متبرکه سبب آن میشود که ارواح مقدسهٔ آسودگان آن مزارات ممد[مدد کننده ۱۲] روزگار سعادت آثار عامر تروج گردند واز جملهٔ خیرات کلیه آنست که موقوفات بقاع[جمع بقعه ۱۲] خیر وابواب البر را از دست مستاکله[ذرخفها ۱۲] ومتغلبان[تصرف کرنیوالا ۱۲][خوردبرد کرنیوالا ۱۲] انتزاع نموده بمردم امین ومتدین سپارند ومحصول آن را به ارباب وظائف واصحاب استحقاق[چھین لینا ۱۲] چنانچه شرط واقف[وقف کننده ۱۲] باشد برسانند وبر اعمال وقف عمال پاکیزه وبا دیانت ونیکو معاش تعیین نمایند وبران نیز اعتماد نفرموده بهر چند وقت خود تفحص امور مباشرت آن وقف

مهمات آن اوقاف مشغولی کنند و در مهم وقف اصلاً و قطعاً مسابله و مسامحه روا نیست چه تمشیت[جاری کرنا ۱۲] این معنی تقویت شریعت ست و هر که مهم وقف را بدستور شرع فیصل[سهل انگاری ۱۲] دهد بحکم الدّالُ علی الخیر کفاعله در اجر و ثواب با واقف شریک باشد **فرد**

خیر کن یا وکیل خیری باش	تا ترا هم دران ثواب دهند

و آنکه در باب خیر الطباع رفت نظر بر آنست که مثوبات[ثوابها ۱۲] صدقات جاریه بی پایان ست آورده اند که یکی از بزرگان را که ودیعت حیات بموکل[مطول ۱۲] اجل سپرده بود و رخت ازین مرحلهٔ فانی بسرای جاودانی برده در خواب دیدند و از حالتی که بعد از وفات وی را واقع شده بود پرسیدند فرمود که مدتی در شکنجهٔ عذاب گرفتار بودم و در چنگال عقاب عقوبت[عذاب ۱۲] میفرسودم ناگاه پروانهٔ نجات از دیوان کرم الٰهی برسید و حق سبحانه گناهان مرا بیامرزید سائل از وی استفسار نمود که هیچ[کچهری ۱۲] دانستی که سبب آمرزش چه بود و بچه وسیلت صورت خلاصی روی نمود جواب داد که آری در بیابانی رباطی ساخته بودم مگر درویشی در گرمگاه روز بسایهٔ آن رباط پناه آورد و زمانی استراحت کرده چون مشقت او براحت مبدل[دوپهر ۱۲] گشته بود از روی نیاز زبان بدعا کشاده و برین وجه گفته که خدایا بانی این موضع را بیامرز فی الحال تیر دعای او به نشانهٔ اجابت رسیده مرا بیامرزید و از حفرهٔ جحیم بروضهٔ نعیم رسانید **فرد**

هر چند بروی کار در سے نگرم[گزرتا ۱۲]	نیکی ست که نیک ست وگر باهمه هیچ

باب بیست و یکم در سخاوت و احسان

سخاوت سبب نیکنامی و احسان موجب دستکامی و خجسته فرجامی ست و هیچ

[Left margin note:] ۱۲ ... [illegible]

صفت آدمیان را خصوصاً اشراف وانجاد ایشان را به از جود و سخا نیست بیت

هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	شرف مرد بجود است و کرامت بسجود

(بزرگان ۱۲)

در خبر آمده که سخا درختیست در بهشت و بحقیقت نهالیست برکنار جویبار خوشنودی حق سبحانه تعالی رسته و شاخ او در سر افرازی باعلی علیین پیوسته شگوفهٔ او نیکنامی دنیاست و میوهٔ او کرامت و فضیلت عقبی بیت

وای او کین شاخ را از کف بهشت	این سخا شاخیست در باغ بهشت

(بگذاشت ۱۲)

از حکیمی پرسیدند که عیبی که مجموع هنرها بدو مخفی ماند چیست جواب داد که بخل باز سوال کردند که هنری که همه عیبها را بپوشد کدام ست گفت سخا فرد

اگر ترا بهر انگشت خویش صد هنرست	هنر سخاست دگر جمله دست افزارند

و یقین باید دانست که تا مال را از قید امساک مطلق نگردانند توسن مفاخر و معالی بقید در نیاید مثنوی

نیست نکوتر ز سخا پیشهٔ	تجربه کردم ز هر اندیشهٔ
برگذر ز قافیه اینک کرم	خاص ز بهر کرم آمد درم

اسکندر از ارسطو پرسید که سعادت دین و دنیا در چه چیزست گفت در جود و کرم اما سعادت دین آنست که حق سبحانه میفرماید مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا[۱] هر که یک حسنه بیارد او را ده حسنه کرامت کنیم نظم

از تو یکی خواهد و ده میدهد	آنکه ترا توشهٔ ره میدهد

[۱] جو کوئی ایک نیکی لائے اُسکو دس گنی جزا ہے مثل اُسکے ۱۲

بهتر ازین مایه ستانیت نیست	سود کن آخر که زیانیت نیست

اما سعادت دنیا آنست که مرغ دل خلق را بحکم الانسان عبید الاحسان بکرم صید
توان کرد چون دل که سلطان ست در قید کسی افتاد قالب به تبعیت قلب در دام
می افتد و چون کریم مالک الرقاب جمعی شد ابواب سعادت برو کشاده و اسباب
مرادات برای او آماده شود در اخبار آمده که خسرو پرویز را سپه سالاری بود به
لشکرکشی و دشمن کشی معروف و مذکور و بمتانت رای و قوت عزم در اطراف مملکت
موصوف و مشهور مقرب ملک و عمدهٔ ممالک بودی و خسرو پرویز از صواب دید او
عدل مینمودی بیت

ازو تازه بد گلشن خسروی	ببازوی او پشت دولت قوی

وقتی صاحب خبران بسمع ملک رسانیدند که سپه سالار شما از جادهٔ فرمان
برداری انحراف خواهد ورزید و سبیل عناد و عصیان و طریق سرکشی و طغیان
مسلوک خواهد داشت پیش ازانکه صورت از قوة بفعل آید بتدارک آن اشتغال
باید نمود فرد

علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست

خسرو ازین خبر اندیشه مند شد و گفت اگر او عنان عزیمت از روی مخالفت بطرفی
از اطراف مملکت بگرداند بسیاری از اعیان لشکر و سران سپاه با او راه موافقت
پیش گیرند و ممکن که از آوازهٔ باغی شدن او قصوری در ارکان ملک پدید آید و
از و بد به طاغی گشتن او فتوری بقواعد سلطنت راه یابد بیت

طغیان کرنے والا ۱۲

مبادا برآرد به بیداد سر	که در ملک پیدا شود شور و شر

پس با خواص دولت و مشیران مملکت درین باب مشاورت فرمود رای همگنان بران متفق شد که اورا بند باید کرد خسرو بر حسن تدبیر ایشان آفرین کرد روزی دیگر آن امیر را طلب کرده بموضعی بالا تر از معهود او بنشاند و ذکر محامد و مفاخر و سیرتهای ستوده و جبلتهای پسندیده او بر زبان راند و از نفایس و خزائن و نقود و دفائن [دفینها ۱۲] خویش زیاده از استحقاق وی عطا فرمود مشیران نیکو رای که صلاح و صواب در بند کردن او دیده بودند در محل فرصت عرضه داشتند که سبب تخلف از مقرر عزیمت همایون چه بود شاه تبسم فرموده گفت من رای شمارا اختلاف نکردم و از عزم خود انحراف نه ورزیدم شما گفته بودید که اورا بند باید کرد من خواستم که اورا بمحکم ترین بندی مقید سازم هیچ قیدی قوی تر از بند احسان ندیدم و دیگر تامل کردم که محل هر قید و بند عضوی معین ست و بندی که بر یک عضو افتد پیداست که چه نوع بندی باشد خواستم که بند بر دلش نهم که دل سلطان ست و اعضا و جوارح خدم و حشم اویند و چون اصل بقیدی مقید گردد هر آئینه تمام اعضا و جوارح که تبع [تابع ۱۲] اویند بسته گردند و دیگر بند آهنین بر سر عضو [اعضا ۱۲] که نهند بسوهان سوده گردد و بند کرم و احسان که بر دل نهند بهیچ چیز فرسوده نگردد و در امثال آمده که مرغ وحشی را بدام مقید توان کرد و آدمی را باحسان و انعام مثنوی

کرم پیشه کن کادمی زاده صید	باحسان توان کرد وحشی بقید
عدو را بالطاف گردن به بند	که نتوان بریدن بتیغ آن کمند

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود	نیاید دگر خبث ازو در وجود

و هم چنانچه بخاطر خسرو رسیده بود آتشش مخالفتش بآبی که از سرچشمه احسان پادشاهی مترشح شد فرو نشست و بیخ نهال کینه از زمین سینهٔ او بقوت سرپنجه کرم سلطانی بکلی منقطع گشت و بعد ازان چون بندگان صافی نیت بخلوص طویت (یعنی طبیعت) کمر جان سپاری بر میان خدمتگاری بسته بقیه عمر از منهج (راه) فرمان برداری روی برنتافت بیت

زان نوازش گری که یافت ازو	بعد ازان روی برنتافت ازو

درین باب این رباعی بسیار خوب افتاده رباعی

با هر که کرم کنی از آن تو شود	اندر همه وقت مدح خوان تو شود
با دشمن خویش اگر سخاوت ورزی	شک نیست که یار مهربان تو شود

و از فضیلت جود یکی آنست که دلهای خلائق جوانمردانرا دوست دارد هر چند که از احسان بهرهٔ بدیشان نرسیده باشد مثلاً اگر مردم خراسان بشنوند که در عراق مردی کریم و جوانمرد دست همه او را دوست خواهند داشت و برو آفرین خواهند گفت بلکه اگر کریمی را که در قید حیات نباشد یاد کنند همه کس ثنای او گویند چنانچه حاتم طائی را که در تاریخ تالیف این رساله که نهصد و هفت سال از وفات او قریب نهصد و چهل و پنج سال گذشته هنوز بهار ذکرش بریاحین آفرین آراسته است و چمن نیکنامیش به پیرایهٔ ثنا و تحسین پیراسته فرد

نماند حاتم طائی ولیک تا به ابد	بماند نام بلندش به نیکوئی مشهور

آورده اند که چون آوازهٔ جوانمردی حاتم جزیرهٔ عرب را تا دار الملک یمن فرو گرفت

وصیت سخاوت او بولایت شام و مملکت روم رسید والی شام و حاکم یمن و پادشاه روم بعداوت او برخاستند چه هر یک از ایشان دعوی سخاوت کردندی و لاف جوانمردی زدندی و ذکر حاتم بر زبان اهل زمان بیشتر جاری بود و طنطنهٔ کرم و جود وی در همه اطراف سائر و سارئ شعر

سیر کرنے والا ۱۲

ابر دریا دل ز دست جود او در انفعال	مال عالم زیر پاے همت او پائمال

پس هر یک از ایشان با او بطریقے سلوک کرد اولاً والی شام خواست که او را بیازماید کس فرستاد و از وی صد اشتر سرخ موی سیاه چشم بلند کوهان طلبید و مثل آن شتر در وادی عرب نادر باشد و اگر یافته شود بسیار گران بها بود و فی الواقع دران وقت این نوع شتر در رمهٔ حاتم نبود چون کس پادشاه شام بحاتم رسید و پیغام والی را گذرانید حاتم دست قبول بر سینه نهاد و در جواب آن سمعاً و طاعةً بر زبان راند و گفت فرد

گله ۱۲ یعنی سُنا اور قبول کیا ۱۲

بهر چه امر شود چاکریم و دولت خواه	بهر چه حکم رود بنده ایم و خدمتگار

پس ایلچی را بمنزل نیکو فرود آورد و اسباب ضیافت چنانچه فراخور احوال او بود مهیا گردانید و بفرمود تا در قبائل عرب منادی کردند که هر که مثل این شترے بیاورد به بهای تمام از و بخرم و بمیعاد دو ماه بها بدو رسانم حاصل کلام بدین طریق صد شتر قرض کرده بسلطان شام فرستاد چون ملک شام برین حال اطلاع یافت انگشت تعجب بدندان تحیر گرفته فرمود که ما این اعرابی را می آزمودیم و او خود را بواسطهٔ ما در قرض انداخت پس همان شتران را از متاع مصر و شام بار کرده بدست همان ایلچی باز گردانید و چون شتران را نزد حاتم آوردند باز بفرمود

تا منادی کردند که هر که شتری بمن داده بیاید و همان شتر خود با انچه که بار دارد بگیرد و ببرد پس آن صد شتر را با بار بخداوند آن داد و هیچ چیز برای خود باز نگرفت چون این خبر بسلطان شام رسید گفت این همه مروّت نه حد آدمی زاد است و سخاوت حاتم را مسلّم است فرد

آخر درین جهان بعبث بر نیامدست	آوازهٔ سخاوت و احسان حاتمی

دیگر عظیم الروم که او را هرقل گفتندی چون دبدبهٔ جود حاتم شنید متفحص اخبار و متجسس احوال وی گشت بسمع وی رسانیدند که حاتم مرکبی دارد باد پای و بارگی جهان پیمای چون تیر خدنگ زود دو و چون عمر گرامی زود رو اسپی که بگرم روی با آتش دم مشابهت زده و از تیز گامی با باد طریق همراهی سپرده نظم

جهان پیما تر از شبدیز خسرو	چو اشک عاشقان گلگون و خوشرو
بگاه پویه چون صرصر رونده	بوقت حمله برق آسا جهنده

قیصر وزیر خود را گفت که خبر سخاوت حاتم در عرب و عجم فاش شده و صیت جوانمردی و مروتش از قاف تا قاف فرو گرفته و من شنوده ام که او بدین صفت اسپی دارد میخواهم که نقد او را بر محک اعتبار بیازمایم و صورت دعوی او را در محکمهٔ معنی امتحان نمایم و کس از پی آن مرکب بقبیلهٔ بنی طے فرستم تا حالات سخاوت او را معلوم کنم مثنوی

بخواهم گر او مکرمت کرد و داد	من از حاتم آن اسپ تازی نژاد
و گر رد کند بانگ طبل تهی ست	بدانم که در وے شکوه مهی ست

پس ایلچی بجهت آن مرکب با تحف و هدایا که لائق حاتم بود فرستاد و او مدتی زمانی رسول

ملک روم بقبیلهٔ طے رسیده در حوالی و منازل حاتم نزول نمود قضارا مقارن رسیدن ایلچی ابری پدید آمد و باران و برف باریدن گرفت حاتم مهمان را دلداری نموده بمنزل شایسته فرود آورد و فی الحال بفرمود تا اسپی بکشند و طعامی مهیا کرده نزد مهمان آوردند و بعد از فراغت طعام اسباب استراحت مهیا ساخته حاتم از خیمه بیرون رفت و آن شب از هیچ نوع سخنی نگذشت علی الصباح که حاتم بعذرخواهی آمد ایلچی منشور قیصر با هدایا که فرستاده بود بحاتم نمود چون حاتم بر مضمون آن اطلاع یافت بغایت اندیشه مند گشت ایلچی بفراست اثر ملالت بر جبین حاتم مشاهده فرموده گفت ای جوانمرد اگر در دادن اسپ مضائقه داری از جانب ما نیز چندان مبالغه نیست حاتم جواب داد که مرا از ین جنس اسپ اگر هزار باشد و کمتر کسے از اهل روزگار از من طلبد بهیچ وجه مضایقه در حیز تصور من نیاید خصوصاً سلطان عظیم الشان مرا بطلب یک اسپ مغرز ساخته و بجهت این جزوے خدمت رسول بزرگی ارسال نموده اندیشهٔ من از تحیر ست و تفکر من از غایت تحسر که چرا زود تر خبر نیافتم تا آن اسپ را تلف نکردمی

مثنوی

من آن بادرفتار دلدل شتاب ... زمهر شما دوش کردم کباب

که بد ظلمت ابر از پیش و پس ... بسوی رمه روئے یافت کس

بنوعی دگر روے و راهم نبود ... جز آن بر در بارگاهم نبود

مروت ندیدم در آئین خویش ... که مهمان بخسپد دل از فاقه ریش

مرا نام باید در اقلیم فاش ... دگر مرکب نامور گو مباش

پس اسپان تازی وتبرکات حجازی جہت سلطان روم فرستاد و رسول را نیز از تحفہاے آن دیار بہرہ مند ساختہ بخوبتر وجہے روانہ کرد چون ایلچی آمد قیصر از فحواے حال خبر یافت وصفت انصاف پیش آوردہ گفت کہ آئین مروت وقاعدۂ فتوت حاتم را مسلم ست قطعہ

مضمون ۱۲

توان گفت کامروز نبود بعالم	بجز او شہریار دیار مروت
ز روے جوانمردی و مہربانی	بر وختم شد کاروبار فتوت

دیگر حاتم یمن پادشاہی بود صفت کرم وسخاوت بروغالب وخصلت احسان و مروت بر و مستولے ہموارہ موائد انعام او براے خاص وعام نہادہ و فوائد اکرامش بجہت محتاجان و درماندگان آمادہ بیت

غالب ۱۲ دستار خوانہا ۱۲

چو دست جود وبخشش برکشادی	زعالم رسم خواہش بر فتادی

میخواست کہ جز نام کرم او بر زبانہا مذکور نشود وغیر از صفت جود وسخای او در اطراف عالم مشہور نگردد وبدین سبب ہر کہ در پیش او صفت حاتم کردی آتش غضبش اشتعال نمودہ بایذای وے مشغول گشتے وگفتے حاتم مردی صحرانشین ست واز جملۂ رعیت ولایت من نہ او را رتبۂ مملکت داری ونہ منصب فرمان روائی نہ قوت جہانگیری ونہ بازوے کشورکشائی شعر

شعلہ زنی ۱۲

نہ او را خزانہ ست ونے تخت وتاج	نہ باجش کسے میدہد نے خراج

پیداست کہ از دست او چہ کرم آید وباسپ وشتر وگوسفندی چند کہ دارد چہ مقدار کرم نماید من انچہ در سالی حاصل حاتم باشد در روزے بسائل میدہم وصد برابر زان

اودریک چاشت پیش مهمان می نہم مصرع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

القصه ملک یمن روزی جشنی عظیم ساخته بود وطرح دعوتی پادشاهانه انداخته تمام روز چون آفتاب بزر بخشی مشغول بود و مانند ابر بگوهر فشانی اشتغال می نمود ناگاه در اثنای این حال بیت

در ذکر حاتم کسے باز کرد		دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد	

ملک ازان بر نجید و عرق حسدش در حرکت آمده با خود اندیشه کرد که هیچ گونه زبان اهل زمان از ذکر حاتم خاموش نیست وصفت نکوکاری و مهمانداری او از دل مردمان فراموش نی پس همان بهتر که بدستیاری ملاح فکر کشتی عمر او را در غرقاب فنا افگنم و بمددگاری اُستاد اندیشه رقم نام او را از لوح زندگانی محو کنم بیت

که تا هست حاتم در ایام من		به نیکی نخواهد شدن نام من	

در پای تخت او عیاری پیشه بود که برای یک درم صد خون ناحق را میان بربستی وبامید اندک فائده شیشهٔ دل بسیار کسان را بسنگ جفا بشکستی بیت

چو چشم نازنینان بود خونریز		چو زلفِ خوبرویان فتنه انگیز	

القصه شاه یمن او را طلبیده بمواعید خسروانه مستظهر ساخته بران آورد که خود را [بوعده ها ۱۲ پشتی یافته ۱۲] بقبیلهٔ بنی طے رساند و بهر حیله که داند و بهر شعبده که تواند حاتم را نیست و نابود گرداند عیار متعهد قتل حاتم شده متوجه قبیلهٔ بنی طے گشت و بعد از مدتے بدان سر منزل رسید با جوانی [ذمه دار ۱۲] خوش خوے نیکو روی که سیماے بزرگی از جبههٔ او تابان و فرفرخندگی در ناصیهٔ او درخشان بود ملاقات کرد [یعنی علامت ۱۲] جوان از روی مهربانی و

شیرین زبانی او را پرسش کرم نموده پرسید که از کجا می آئی و بکجا میروی عیار پیشه جواب داد
که از یمن می آیم و عزیمت شام دارم جوان التماس نمود که یک شب بقدم کرم وثاق مرا
مشرف سازی تا ما حضری که باشد بنظر شریف رسانم و بدین تلطف که کلبهٔ مرا بنور
حضور خود بیارائی منت دار شوم مصرع تو در و آی و شبستان ما منور کن ، آن
عیار بخوشخوئی و دلجوئی بستهٔ آن جوان شده روی بمنزل وی نهاد و از آن جوان
رسم ضیافت و شرط مهمانداری بر وجهی بتقدیم افتاد که هرگز آن عیار را در خاطر خطور
نکرده بود و در ضمیر او نگذشته میزبان لحظه بلحظه تکلفی دیگری نمود و مطعومات گوناگون
و مشروبات رنگارنگ ترتیب میفرمود بیت

هر لقمهٔ بر سر خوانش نگر	خوردنی خوب تر از یکدگر

و مهمان ساعت بساعت بذل آن جوان را تحسین میکرد و بزبان ثنا و آفرین او
میگفت بیت

تبارک الله ازین مردمی و خوشخوئی	گذشتهٔ ز همه نیکوان به نیکوئی

برین منوال تا شب تیره بپایان رسید و صبح روشن رو ساز افق مشرق آغاز
طلوع کرد مهمان با دیدهای گریان وداع میزبان را میان دربست و بزبان نیاز
مضمون این بیت جگر سوز دل گداز ادا میکرد بیت

دلم مے سوزد از داغ جدائی	چه بودے گر نه بودی آشنائی

جوان بمبالغهٔ بسیار درخواست میکرد که دو سه روزے اینجا اقامت نماے
و مرد عیار بانواع عذرها متمسک شده میگفت بیت

نیازم شد البته اینجا مقیم	که در پیش دارم مهمی عظیم

جوان گفت مرا بتشریف مهمیت ارزانی دار مهمی که هست با من در میان آر شاید که مددی توانم کرد و همراهی بجای توانم آورد مهمان چون دلنوازی و جوانمردی از وی مشاهده کرده بود با خود تامل نمود که این مهم کلی که مرا در پیش ست بی امداد چنین یاری و بی دستیاری ازین گونه مددگاری سرانجام نخواهد یافت چراکه مردی با مروت و کارساز و دلجوئی و غریب نوازست هیچ به ازین نیست که پرده از روی کار بردارم و او را یار و محرم خود ساخته روی بساختن آن مهم آرم نظم

یک گل مقصود درین بوستان	چیده نشد بی مدد دوستان
دامن یاری گرت افتد بدست	فارغ و آزاده توانی نشست
کار تو از یار مکمل شود	مشکلت از هم نفسان حل شود

پس اول جوان را بجهت اخفای آن مهم سوگند داد و بعد از مبالغه بسیار و تاکید بیشمار ستر خود را با او در میان نهاد و گفت شنوده ام که درین نواحی حاتم نام کسی هست که لاف جوانمردی میزند و دعوی احسان و مردم نوازی میکند شاه یمن را از و دغدغه در دل و خدشه در خاطر پدید آمده و من مردی پریشان روزگارم و معاش من از رندی و عیاری میگذرد و درینولا سلطان ولایت یمن مرا طلبیده وعدهٔ مال و متاع فراوان فرموده بشرط آنکه حاتم را پیدا کنم و بقتل آرم و سر او را تحفه پیش ملک یمن برم و من بضرورت وجه معیشت این صورت را قبول کرده بدین قبیله آمده ام نه حاتم را می شناسم و نه راه بمنزل او می برم از درویش پروری و غریب نوازی تو عجیب

غریب نباشد که حاتم را بمن نمائی و در قتل او شرط مددگاری بجا آری تا من از عهدهٔ عهدی که کرده ام بیرون آمده باشم و بدولت تو از مواعید شاه یمن بهره مند گردم جوان این سخنان را استماع نموده بیت

بخندید و گفتا که حاتم منم	سر اینک جدا کن به تیغ از تنم

ای مهمان برخیز و پیش از آنکه متعلقان من خبردار گردند سر من بردار و سر خود گیر تا مقصود تو از شاه یمن حاصل و مراد تو میسر گردد بیت

چو حاتم بآزادگی سر نهاد	جوان را برآمد خروش از نهاد

عیار فی الحال پیش حاتم بر زمین افتاد و بوسه بر دست و پای وی بداد و میگفت نظم

اگر من گلی بر وجودت زنم	نه مردم که در کیش مردان زنم
دو چشمش ببوسید و در بر گرفت	وز آنجا طریق یمن برگرفت

حاتم اسباب راه او از زاد و راحله تهیه نموده او را تکمیل کرده عیار پیشه بعد از قطع راه چون پیش پادشاه آمد صورت حال بعرض رسانید ملک یمن از روی کرم طبع منصف شد و از راه آزادگی و جوانمردی معترف گشت که کرمی درین مرتبه حد هیچکس از عالمیان نیست و سخاوتی بدین مثابه مقدور هیچیک از آدمیان نه بیت

هست جوانمرد درم صد هزار	کار چو با جان فتد آنجاست کار

در کتاب جواهر الاماره آورده که چون حاتم وفات کرد و او را دفن کردند قضا را قبر او در محلی واقع شد که ممر سیل بود و هر وقتی از اوقات باران عظیم باریدی سیل هائل جاری بود نزدیک بود که قبر حاتم ویران گردد پسرش خواست که قالب او را بموضعی دیگر که از آفت ایمن باشد

نقل کند چون سر تربت او را باز کردند همه اعضا و اجزای او از هم ریخته بود الا دست راست او که هیچ نوع تغیری نداشت مردم ازان حال متعجب شدند و از چنان صورتے شگفت ماندند پیری صاحبدل درمیان نظارگیان بود گفت ای مردمان ازین معنی متعجب مشوید و از سلامتی دست حاتم عجب مدارید که او بدین دست عطای بسیار بسائلان داده بود لاجرم در حمایت خیر و کرم بسلامت مانده است هرگاه دست کافر بت پرست بواسطہ عطا از خلل ریختن سالم می ماند چه عجب که تن مومن خدای پرست بوسیلہ سخا و احسان با خلق خدای از آفت سوختن آتش دوزخ امین گردد چه حصول دولت جاودان بتمهید قواعد خیر و احسان باز بسته است بیت

دولتیان رخ ز جهان تافتند	دولت باقی ز کرم یافتند

والملاز حکیمی پرسید که پیرایه سلطنت چیست گفت در عزت زیستن گفت عزت را چگونه نگاه توان داشت گفت بخوار داشتن زر هر که زر در نظر او خوار است همه کس او را عزیز و مکرم دارند و هر که زر را عزیز و مکرم دارد همگنان او را خوار و بیمقدار شمارند قطعه

مال از بهر آن بکار آید	تا ز بهر تنت سپر گردد
هر که تن را فدای مال کند	مال و تن عرضه خطر گردد
هر کریمی که خوار دارد زر	هر زمانی عزیزتر گردد

والحمد لله که آئین سخاوت و مروت و قوانین احسان و فتوت حضرت شاهزاده عالم مظهر انوار لطف و کرم مهر سپهر سلطنت و جهانبانی شاه بارگاه ابهت و گیتی ستانی دارای جهان آرای عدو بند کشورکشای قطعه

معین الملک و الدولہ ابو الحسن کہ جود او	چو ابر نوبہاری عالمی را تازہ می سازد
ز انعام و عطاء و رحمت نزدیک آن آمد	کہ رسم احتیاج از عرصۂ عالم برانداز

نامۂ جود حاتم طے کردہ و دفتر سخاوت معن بن زائدہ را قلم محو برکشیدہ قطعہ

کیخسرو زمان و فریدون روزگار	ہم شہریار ملک و ہم پادشاہ جود
عدلت نظام عالم و حلمت قوام ملک	جودت پناہ سائل و دستت پناہ جود

حق سبحانہ و تعالیٰ منشور احسان شامل او را بتوقیع و ہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ موشح دارد و نشان انعام کاملش بہ طغرائے کہ ان اللہ یجزی المحسنین موقع و مزین گرداناد

باب بست و دوم در تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت ست چہ در حدیث آمدہ ست کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ یعنی ہرکہ فروتنی نماید برائے خدا خدائے او را بردارد درجہ او را بلند گرداند بیت

تواضع ترا ارجمندی دہد	ز روئے شرف سربلندی دہد

نصیر بن احمد از ملوک سامانیہ پسر خود را وصیت کرد کہ ای فرزند دلبند اگر میخواہی کہ مملکتے کہ ما بمشقت بسیار بدست آوردہ ایم و سلطنتے کہ عمر عزیز در تمہید قواعد آن صرف کردہ سالہا باتو بماند بر خزینۂ اعتماد مکن کہ مال در معرض زوال ست و بر لشکر دل منہ کہ مرد سپاہی منقلب الاحوال ست تکیہ در دوام ملک و قیام حکم بر کرم نامی و در تواضع افزائے کہ تواضع و کرم دو دام اند مرد لہائے مردمان را و ہر کہ صید ازین دو دام شد

ا۔ مددگار ملک و دولت ۲۔ ہوا ۳۔ جنکے سبب سے قیام ہوا ۴۔ درحالیکہ وہ محسن ہے پس اسکے لئے اجر اسکا ہے اسکے رب کے پاس ۵۔ اسی طرح جزا دینے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو ۶۔ جو کوئی فروتنی کرے اللہ کے واسطے مرتبہ اسکا بڑھاتا ہے حق تعالیٰ

هرگز روی رہائی ندارد و گویا اشارت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم درین عبارت کہ سید القوم خادمہم ہمین معنی ست کہ ہرگاہ کسی را بخدمت تواضع نمودی دل او صید تو گشت و در دام محبت تو مقید شد پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی و او صید تو و تو صیاد او شوی نظم

تواضع میدہد از روشنائی	بسے بیگانگان را آشنائی
تواضع ہر کہ وارد سرفراز ست	بروے او در اقبال باز ست

تواضع آنست کہ کسی مقدار خود را از مقدار دیگری کمتر بیند پس عزت و حرمت خود برطرف نہادہ دیگران را عزیز و محترم سازد و ازین معنی کسی اجتناب می نماید کہ شرف ذات و علو قدر او در معرض اشتباہ ماندہ باشد فاما آنکہ فی نفس الامر بزرگ قدر و عالی مرتبہ ست او از تواضع نترسد زیرا کہ تواضع از بزرگی و جلالت او ہیچ کم نکند بلکہ نباہت و شوکت او نزدیک خالق و خلائق مے افزاید بیت

تواضع زگردن فرازان نکوست	گدا گر تواضع کند خوے اوست

وازینجا معلوم میشود کہ کبر از خصائص ناقصان و سفلہ قطان ست و غرض ایشان ازان پوشیدن نقصان خویش است اما بحقیقت قبائح خود را ظاہر میگردانند چہ کبر آدمی را لخوار و بمقدار سازد نظم

تا توانے بگرد کبر مگرد	متکبر برے ز کبر نخورد
گر تو بے کبر و بیریا باشے	خاص درگاہ کبریا باشے

و تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید و از اہل دولت زیباتر زیرا کہ پیرایہ بزرگی تواضع ست

سلہ سردار قوم کا خادم انکا ہے ۱۲ سلہ افتادگان ۱۲

آورده اند که ابن سماک بمجلس هارون رشید آمد خلیفه از برای او برخاست و تعظیم کرد ابن
سماک گفت ای خلیفه تواضع تو در پادشاهی بزرگتر ست از پادشاهی تو خلیفه گفت سخنی
نیکو گفتی زیادت کن گفت هر که حق تعالی او را مال و جمال و بزرگی دهد و او از مال با بندگان
خدا مواسا و احسان کند و در جمال خود پارسائی ورزد و در بزرگی خود تواضع نماید حق تعالی
او را از مخلصان خود گرداند هارون رشید این سخنان را پسندیده دوات و قلم طلبید و بدست
خود این سخنان را بنوشت و این نوشتن نیز علامت تواضع خلیفه بود مثنوی

زیرکان آزموده اند بسی	بتواضع زیان نکرد کسی
از تواضع بلند گردد نام	وز تواضع رسیده اند بکام
متواضع بزرگوار بود	مظهر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام درباره اشراف انام چون سادات عظام و علمای اعلام و مشایخ
کرام اقبالی تمام وارد و موجب ارتفاع لوای دولت متواضع باشد امام محمد حسن شیبانی رح
نزدیک رشید آمد رشید او را تعظیم بسیار کرد چنانچه برپای خاست و او را بجای خود بنشاند
و چون برخاست چند قدم برسم مشایعت با وی برفت یکی از جمله خواص او گفت
که با چنین تواضعی که خلیفه نمود مهابت خلافت نمی ماند رشید جواب داد که آن مهابتی
که بتواضع زائل شود نابودن آن اولی تر و قدری که باحترام بزرگان بکاهد کاسته و
ناشده بهتر بیت

قدری که بتعظیم کسان کاسته گردد	مردی بچنان قدر کی آراسته گردد

آورده اند که اسمعیل سامانی پادشاه خراسان و سلطانی بس با سامان بود روزی

حالی ابعے نزد وی آمد سلطان او را تعظیم بسیار نمود و چون میر رفت ہفت گام از عقب وے برفت شبانہ حضرت رسالت پناہ را صلے اللہ علیہ وسلم در واقعہ دید کہ با او میگوید کہ اے اسمٰعیل چون تو یکی از علماے امت مرا عزیز داشتی من از حضرت حق سبحانہ (یعنی در خواب دیدہ ۱۲) در خواستم تا ترا در ہر دو جہان عزیز دارد و تو ہفت قدم در عقب وے رفتی دعا کردم تا ہفت تن از نسل تو پادشاہی کنند و ہر دو دعا در بارۂ تو مستجاب شد و یکے از علامات تواضع میل کردن ست بصحبت صلحا و علماے دین و درویشان صاحب یقین نہ جماعتے کہ خود را بصورت علماے ربانی و مشائخ حقانی بخلق نمایند و بطمع حطام فانی سخنان حق را بزیور خوشامد بیارایند بلکہ بصحبت کسی باید رفت کہ کنارہ از صحبت مردم بلشد و بکسے اعتماد باید کرد کہ بخواہش کسے او را اعتقاد کند آوردہ اند (واللہ کرامات ۱۲) کہ چون عبد اللہ طاہر بحکومت خراسان آمدہ در نیشاپور نزول فرمود اعیان و اشراف بسلام وے آمدند بعد از یک ہفتہ پرسید کہ ہیچکس ماندہ است درین شہر کہ بسلام ما نیامدہ باشد و بما نرسیدہ گفتند ہر کہ درین شہر اسمے و رسمی داشتہ شما را پرسیدہ و بمجلس شما رسیدہ الا دو درویش کہ ہر یک از ایشان در گوشۂ نشستہ اند و دیدہ از مشاہدۂ این و آن بر بستہ و از غوغاے خلق باز رستہ اند و بذکر حق پیوستہ مثنوی

معتکفان حرم کبریا (اعتکاف کرنے والے ۱۲)	نشستہ نزل صومعت کبریا
دیدہ نہ و کون و مکان در نظر	بال نہ و ہر دو جہان زیر پر
ملک نہ و نوبت شاہی زدہ	تخت در ایوان الٰہی زدہ

عبد اللہ پرسید کہ این دو تن کیانند گفتند احمد حرب و محمد اسلم طوسے کہ علماے

ربانی اند و بدرگاه سلاطین و امرا تردد نمی نمایند گفت اگر ایشان بسلام ما نیامدند
ما بسلام ایشان رویم پس سوار شد و نزدیک احمد حرب رفت یکی دویده رسید و
گفت که اینک عبدالله طاهر می آید احمد را مجال فرار نشد عبدالله پیاده شد و بخانهٔ او
درون رفت احمد برپای خاست و مدتی سر در پیش افگنده بایستاد عبدالله نیز بر
پای ایستاده بود بعده احمد سر برآورده در رو نگریست و گفت ای پسر طاهر شنیده بودم
که مرد نکوروی و خوش منظری و حالی که من می نگرم ازان خوبتر است که می گفتند اکنون این روی
نیکو را بنافرمانی خدا زشت مگردان و چنین رخساره را هیمهٔ آتش دوزخ مساز این
بگفت و روی بقبله آورد و بنماز در پیوست عبدالله گریان گریان از خانه او بیرون آمد
و نزدیک محمد اسلم رفت محمد او را بار نداد هر چند که جهد کرد سود نداشت گفتند صبر باید کرد
تا روز آدینه که وی از خانه بیرون می آید و بنماز میرود شاید که ملاقات واقع شود
عبدالله برفت و چون روز آدینه رسید بیامد و بر سر کوچه که نزدیک خانهٔ او بود بایستاد
شیخ بنماز بیرون آمد و میخواست که بمسجد برود دید که سواران بر سر راه ایستاده اند تا جای
که بود توقف نمود عبدالله از مرکب فرود آمد و پیش محمد اسلم آمد و سلام کرد محمد اسلم پرسید
که چه کسی و چه کار داری گفت عبدالله طاهرم و بزیارت تو آمده ام شیخ گفت حاشا
ترا با من چه کار و مرا با تو چه گفتار پس روی بدیوار آورد و در و نگاه نکرد عبدالله
پیش آمد و روی بر خاک قدم او نهاد و مناجات کرد که الهی این مرد برای رضای تو
مرا که بنده بدم دشمن میدارد و من برضای تو او را که بندهٔ نیک ست دوست
میدارم بحرمت آن دشمنی و این دوستی که برای تست این بد را در کار آن نیک کنی

باب بیست و سوم

هاتفی آواز داد که سر بردار که گناه ترا در کار طاعت او کردم نظم

اگرچه ما بدان رو نگاریم	ولیکن نیکوان را دوست داریم
چه باشد گر بدان را در قیامت	به نیکان بخشد از راه کرامت

آورده اند که یکی از ملوک بدیدن درویشی رفت آن درویش فی الحال سجده بجای آورد وزیر شاه پرسید که این چه سجده بود گفت سجده شکر دیگرباره پرسید که برای چه شکر کردی گفت خدای را سپاس کردم برای آنکه سلطان را نزد من آورد و مرا پیش سلطان نبرد که آمدن شاهان نزد درویشان عبادت است و رفتن درویشان بدرگاه شاهان معصیت پس چون سلطان را طاعتی حاصل شد و معصیتی از من صادر نگشت محل شکرگزاری و سپاسداری باشد مثنوی

اگر دم ز درویش پرسی زنی	ز رفعت قدم فوق کرسی زنی
کسی کاستعانت بدرویش برد	اگر بر فریدون زد از پیش برد

باب بیست و سوم در امانت و دیانت

علمای دین و عقلای صاحب یقین چنین گفته اند که امانت رکنی اعظم ست از خصال حمیده و دیانت اصلی محکم از اخلاق پسندیده بنیاد ایمان بامانت تمام گردد چنانکه فرموده اند لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ قاعده شرع بحفظ قواعد دیانت نظام پذیرد مثنوی

شرع که بنیاد صیانت نهاد	قاعده دین بدیانت نهاد

صیانت ۱۲

ل شناسندگان ۱۲ ۲ نهیں ہے ایمان جسکو امانت نہیں ۱۲

از شر رد و نرخ امانت بود	امانت	در دولت ارمیل دیانت بود	

هر کرداری و گفتاری که دران نگری و در هر دیدنی و شنیدنی که اطلاع آنی را تامل کنی حدی با امانت دارد و حدی بخیانت چون کسی دران امانت نگاه ندارد خیانت کرده باشد و هرچه خدای به بنده داده امانتیست که در آن خیانت روا نیست مثلاً دیده امانتیست که بدان در آثار قدرت نگرند و گوش امانتیست که بدان سخن حق استماع کنند و زبان امانتیست که بدان ذکر خدا گویند و دست امانتیست که بدان نفع بخلق خدا رسانند و علی هذا[بنابرین] چون کسی دیده بنظر حرام بکشاید و گوش بر استماع اقوال ناشایسته نهد و بزبان بهتان و دروغ گوید و دست بآزار مسلمانان بکشاید هر آئینه در امانات[ناحق] الهی خیانت کرده باشد و نهی ربانی که فرمود یا ایها الذین آمنوا لا تخونوا الله رسیده نشنوده باشد مثنوی

[اے مومنو خیانت نہ کرو اللہ کی]

ای شده ز ایمان و امانت بری	دین تو فارغ ز دیانت گری
ترس نداری که فنائیت هست	شرم نداری که خدائیت هست

و سلاطین را بعد از محافظت این امانتها حفظ امانت دیگر لازمست یعنی ملاحظه حال رعایا که ودائع حضرت خالق البرایا[خلائق] اند اگر در محافظت ایشان تقصیرے رود قصوری بارکان امانت[امانتین] راه یابد حکما گفته اند که اگر پادشاهے عاملے ظالم را بعمل فرستد و مهم رعیت بجباری و ستمگاری حواله کند این هم علامت خیانت است در حق رعیت چه ستمگاره را بر ضعفا و عجزه[جمع عاجز] مستولی ساختن چنان باشد که گویا شبلنے[بچہ پلنگ] گوسپندان بگرگ سپرده نظم

ستمگاره گرگیست بادا وگیر	رعیت همه گوسپندے حقیر
چو بسپردی این گوسپندان بگرگ	فتادند اندر بلائے بزرگ

و دیگر ملاحظهٔ دیانت لازم ست و دیانت محافظت امانتی ست که میان بنده و خدا باشد و کسی بر آن اطلاع نیابد مگر بعد از اظهار آن و صیانت قانون دیانت موجب سعادت هر دو سرائے بلکه سبب حصول رضائے خدا است بیت

در دیانت کوش تا دنیا و دین گیرد فروغ	بے دیانت کسانه دنیا برمرادست نه دین

و همیشه مردم متدین (دیانت دار ۱۲) بکرم و معزز باشند نزد همه کس عزیز و محترم آورده اند که در اول زمان نوشیروان که هنوز رایت عدالت نیفراخته بود و از اشتغال بعیش و عشرت بکار رعیت نپرداخته در همسائگی او مردی بود بکرم مشهور و براعانت مهمانان و مراعات ایشان موصوف و مذکور بیت

باحسانش فقیران شاد گشته	زبند احتیاج آزاد گشته

پیوسته خوان انعام بگستردی و خاص و عام را مهمانی آوردی چون آوازهٔ او بمردمی برآمد و صیت جوانمردی او در افواه (دهنها ۱۲) و السنه (زبانها ۱۲) افتاد نوشیروان بجهت امتحان لباس بازرگانان پوشیده بخانهٔ او رفت و میزبان او را نشناخته چنانچه عادت او بود طریق تکلف نگاهداشته و از دقائق مروت و لوازم ضیافت هیچ نکته فرو نگذاشت و او را در صفه آورد که پنجرهٔ آن در باغ انگوری بود و انگورهائے لطیف برتاکها رسیده (برآمده ۱۲) می نمود آنجا صحبت داشتند و میزبان چندان تکلف کرد که نوشیروان متعجب شد و در آخر مجلس گفت ای خواجه من مردی بازرگانم و بآوازهٔ فتوت و جوانمردی

تو تراتصدیع دادم انچه درباره تو از کرم واحسان شنیده بودم مصرع چون بدیدم
هزار چندانی ٭ اکنون میروم برمن حکمی فرمائے که برای تو چه تحفه فرستم وچه هدیه
ترتیب نمایم میزبان گفت ای خواجه مرا بدولت تو همه اسباب مهیاست چون پرده
وحشت از میان برخاست و رسم تکلف برطرف شد مرامیل انگور تازه است
اگر شمارا بباغی برند یا برائے شما برسم تبرک بیارند قدرے برائے من بفرستید
نوشیروان گفت در باغ تو انگور بسیار دیدم چرا از ان نمیخوری گفت اے خواجه
پادشاه ما مردی ظالم غافل ست که پروائے رعیت ندارد انگور ہای مردم رسیده و هنوز
کسی تعین نکرده تا حزر گیرند و این مردم بی ملاحظه حزر انگور میخورند من محروم جهت
آنکه حق او درین باغ هست و هنوز حزر نکرده اند اگر انگور بخورم خیانت کرده باشم و
در مذهب من خیانت و بے دیانتی حرام ست چون غوره پدید آید در باغ ببندم و
مهر کنم و نگذارم که هیچ آفریده در آنجا رود تا وقتیکه پادشاه عشر خود را بگیرد آنگه من دست بانگور
کنم نوشیروان که این حکایت شنید بگریست و گفت که آن پادشاه ظالم و غافل منم
و بسبب دیانت تو از خواب غفلت بیدار شدم بعد ازان طریق عدل پیش گرفت و
آن مرد را مقدم تاک ساخت قطعه

از دیانت کارے یابد نظام	وز امانت مرد کامل مے شود
بے تکلف از تدین خلق را	دولت دارین حاصل مے شود

در اخبار آمده که پسر امیر بلخ روزی تماشا بیرون آمده بود گذرش بر دیوار پستے
افتاد نگاه کرد پیرے دید زناری بر میان بسته و بیلے در دست گرفته درخت می نشاند

امیرزاده گفت اے پیرورختے کہ از میوہ آن نخواہی خورد چرا می نشانی پیر گفت دیگران کاشتند ما میخوریم ما نیز مے کاریم تا دیگران بخورند و شاید کہ ما نیز بخوریم امیرزادہ جوانی نورسیدہ و مغرور بود بطلاق سوگند خورد کہ تو از میوہ این باغ نخواہی خورد این بگفت و بگذشت پیر پرسید کہ این چہ کس بود گفتند پسر امیر بلخ بعد از مدتی امیرزادہ بتماشا سوار شدہ با کوکبۂ خود میراند بباغے رسید بغایت دلکشا و روضۂ دید بسیار خوش ہوا نظم

برایشان میوہ ہای خوش رسیدہ	درختانش ہمہ بالا کشیدہ
نواخوان گشتہ مرغان خوش آواز	زبالاے درختان سرافراز

امیرزادہ را آن باغ بسیار خوش آمد عنان باز کشید و از مرکب پیادہ شد و درباغ درآمد پیری دید زنار بستہ کہ در آن باغ می گشت چون امیرزادہ را دید نشناخت و امیرزادہ نیز او را ندانست پیر طبقی از میوہ ہاے چیدہ و لطیف پیش آورد و امیرزادہ آغاز خوردن کرد در اثناے میوہ خوردن قدرے بدست پیر داد کہ تو ہم بخور و با ما اتفاق نمای پیر آن میوہ را بہ یکے از ملازمان او کہ ایستادہ بود بداد و گفت مرا ازین میوہ نشاید خوردن امیرزادہ پرسید کہ چرا گفت بجہت آنکہ دران وقت کہ من این درختان را می نشاندم پسر امیر بلخ بدینجا رسید و مرا در نشاندن درخت سرزنش کرد کہ عمری گذرانیدۂ و بلب گور رسیدۂ چہ املی دور و دراز داری کہ درین سن درخت میکاری کہ بعد از چند سال دیگر بامیوۂ آن خواہد رسید من سخن او را جواب گفتم و او بطلاق سوگند خورد کہ از میوہ این باغ نخوری من از حرمت آنکہ شاید او زندہ و کدخدا باشد میوہ

این باغ نمی خدم تا طلاق واقع نشود و من از عهدهٔ دیانت بیرون آمده باشم
جوان گفت ای پیر آن امیر زاده منم و آن سوگند من خورده بودم از بهر آن دیانت
که وزیری وزارت خود را بتو تفویض کردم و در هیچ مهم بے مشاورت تو شروع
نخواهم نمود پیر زمانے سر در پیش افگنده تاملی کرد پس از آن سر بر آورد و گفت قبول
کردم اما پادشاه مسلمان و وزیر گبر روا نباشد پس زنار ببرید و کلمهٔ شهادت بر زبان
راند و ببرکت دیانت بدولت اسلام رسید مرتبهٔ عالی و منصب بزرگ یافت بیت

گر علو قدر خواهی از دیانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنے والله اعلم بالصواب

باب بیست و چهارم در وفا بعهد

وفا کار جوانمردان صاحب کمال ست و حسن عهد از خصال بزرگان ستوده حال
رخسارهٔ هر عهدی که آرایش از خال وفا یابد مرغ دل هیچکس گرد آن از رشتهٔ دام محبت
او بر نتابد حق سبحانه فرمود که یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود[1] یعنی اے مومنان وفا
کنید بعهدها که با یکدیگر می بندید و جاے دیگر میگوید قوله تعالے و اوفوا بعهدی اوف
بعهدکم یعنی وفا کنید بعهدی که با من بندید تا وفا کنم بعهد شما یعنی جزای خیر در عوض
آن بشما دهم و در حدیث آمده که لا دین لمن لا عهد له کمال دین نداری نیست کسی را
که رعایت عهد خود نکند بیت

نیست بر مردم صاحب نظر	خدمتے از عهد پسندیده تر

هوزی حضرت اسماعیل علی نبینا و علیه السلام با دوستی همراه افتاده با یکدیگر می آمدند آن

[1] اے ایمان والو پورا کرو عہدوں کو ۱۲ سے اور پورے کرو میرے عہد پورے کرونگا میں تمہارے عہد ۱۲ سے نہیں ہے دین جسکو
که عهد نہیں ہے ۱۲

دوست چون بدر خانه خود رسید اسماعیل را گفت من همراهی ترا دوست میدارم وعده
کن با من که درین موضع بنشینی تا من در خانه خود در آیم مهمی دارم آنرا بسازم و
فی الحال بیرون آیم اسماعیل با او وعده کرد و آنجا بنشست آنمرد چون بخانه در آمد
او را مهمی کلی واقع شده (یعنی برا کام) و از وعده خود و اسمعیل فراموش کرده بیچاره کار خود مشغول
شد و خانه او راهی دیگر هم داشت از انجا بیرون رفت بعد از سه روز بدان جا رسید
اسماعیل را دید بر در خانه نشسته گفت ای ثمر شجرهٔ خلت (دوستی) وای پسر پدر ملت اینجا چه
نشسته گفت ازان وقت که مرا بوعدهٔ اینجا نشانده نشسته ام و دیدهٔ انتظار بر راه
معاودت تو نهاده گفت چون من نیامدم تو چرا نرفتی گفت چون با تو وعده کرده
بودم روا نداشتم که خلاف کنم و اگر مدتها تو نمی آمدی من اینجا می نشستم و ازین کوی
نمی رفتم لاجرم حق سبحانه در کلام خود او را بدین نوع صفت کرده انه کان صادق الوعد (البته وہ وعدہ کا سچا تھا ۱۲)
یعنی او پیغامبر راست وعده و درست عهد بود بیت

از عهدهٔ عهد اگر برون آید مرد
از هر چه گمان بری فزون آید مرد

بعد از انکه وفا بعهد خلق پسندیده است هر آینه بعهده خدا پسندیده تر باشد
و در حکایات الصالحین آمده که خواجه غلامی داشت پارسا و خدا ترس ناگاه
این خواجه بیمار شد عهد کرد با خدای که اگر ازین بیماری خلاص شود این غلام آزاد
کند حق سبحانه او را شفا داد خواجه دل در غلام بسته بود او را آزاد نکرد و دیگر باره از قضای
الهی بیمار شد غلام را گفت برو و طبیب را بیار تا مرا علاج کند غلام بیرون رفت و در
آمد خواجه گفت طبیب کو غلام گفت طبیب میگوید که او مخالفت من میکند و بدانچه

میگوید وفانمی کند من او را علاج نمیکنم خواجه متنبه شد و گفت ای غلام طبیب را بگوی که از مخالفت باز گشتم و از نقض عهد توبه کردم و بعد ازین مصرع گر سر برود از سر پیمان نروم * غلام گفت ای خواجه طبیب میگوید اگر تو صفت وفا پیش آری ما نیز شربت شفا ارزانی داریم خواجه غلام را آزاد کرد و در حال شفا یافت بیت

اگر بعهد محبت وفا کنی با حق		زروی لطف و کرامت وفا کند با تو

آورده اند که پادشاهی را مهمی صعب پیش آمد با خود عهد کرد که اگر خدا مهم مرا بخواه من بساز د هر نقدیکه در خزانه دارم بر فقرا و مساکین قسمت نمایم حق سبحانه مهم او را بزودی و خوبی کفایت کرد پادشاه خواست که بعهد خود وفا کند خازن را طلبید و فرمود تا نقود خزانه را حساب کند بعد از حساب مبلغی کلی بر آمد امرا و ارکان دولت گفتند ای ملک این مقدار مال بدرویشان نشاید داد که لشکر بی برگ و نوا مانند پادشاه گفت که من عهده کرده ام که این نقود را باهل استحقاق رسانم ارکان دولت گفتند که علما نیز برینند که ملازمان ملوک بحکم وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا از جملهٔ اهل استحقاق اند ملک درین قضیه متحیر شده در غرفه نشسته بود که ناگاه دیوانه در گذر آمد فرمود که آن دیوانه را طلبید تا درین باب با او مشاورت کنیم دیوانه را آواز دادند ملک گفت ای دیوانه من عهدی و شرطی باخدا بسته بودم که چون مهم مرا بساز د هر نقدی که دارم در راه او تصدق کنم این زمان مهم کفایت شد مال و نقد بسیار است امرا باتفاق آن راضی نمیشوند و علما سپاهیان را استحقاق ثابت میکنند تو چه میگوئی دیوانه گفت ای ملک در آن وقت که این عهد کرده بودی که

مال بدرویشان دهم سپاهیان را در خاطر گذرانده بودی گفت نه همین گدایان و محتاجان را نجاطر گذرانیده بودم گفت پس بدنهاده که در خاطر گذرانیدهٔ یکی از اُمرا گفت اے دیوانه مال هیچیست وسپاهی بے برگ و نوا دیوانه روی از ان کس برتافت وگفت اے ملک تو دیگر با آن کس که نذر و عهد با او کردهٔ کارداری یا نے اگر دیگر بار با او کار خواهد بود بعهد خود وفا کن و اگر با او کار نداری و محتاج او نخواهی شد هر چه خواهی بکن پادشاه بگریست و فرمود که همه اموال را بر فقرا و مساکین قسمت کنند نظم

چو محتاج خواهی شد آخر بدو	متاب از وفاداری خویش رو
کسانے که فرمان رواگشته اند	مکرم ز حسن وفا گشته اند
وفاداری آئین شاهنشهی ست	غم عهد خوردن ز کار آگهی ست

و حُسن عهد از هیچکس چنان خوب ترمی نماید که از سلاطین زیرا که سخن ایشان بمسامع همه کس میرسد و احوال ایشان در همه مجامع گفته مے شود و مجموع خلق بر عهد و پیمان ایشان اطلاع مے یابند و چون عهد خود را بپایان نرسانند دوست و دشمن را بر ایشان اعتماد نماند و در وصایای هوشنگ بن سیامک مذکور ست که ای فرزند از نقض عهد و خلاف وعده اجتناب کن که شامت آن زود تر میرسد بیت

دست وفا در کمر عهد کن	تا نشوی عهد شکن جهد کن

و ملوک را خود از عهدهٔ عهد سلطنت بیرون آمدن از جملهٔ لوازم ست آورده اند که افراسیاب در تعرّف احوال ظالم و تفحص حالات مظلوم مبالغه بسیار میکرد و رنج بیحد میکشید روزے جمعی از ندما گفتند که درین باب مبالغه بسیار مے نمائی

گوشها[12] جماعت[12] پرهیز[12] تلاش[12] همنشینان[12]

شناختن[1] نفس و دریافتن[12]

وازخرمی وتماشا بازمی مانی گفت وعدهٔ خودرا خلاف نمی توانم کرد گفتند ما از تو هیچ وعده نشنودیم گفت پادشاهی درحد ذات خود وعده ایست وذمهٔ پادشاه لازم است که بدین وعده وفا کند ووفا آنست که داد مظلوم از ظالم بستاند و هرکه بدین طریقه نرود خلاف وعده کرده باشد مصرع خلاف وعده نیاید زاهل دین ودیانت ٭ پادشاهی از حکیمی پرسید که مرد را کدام صفت عزیز میگرداند گفت بوعده وفا کردن و یکی از فضایل حسن عهد آنست که بقای جهان بدان باز بسته است زیرا که مدار عالم بر سلطنت ست و مدار سلطنت بر لشکر و ملوک عالم خزائن خود را بر حشم و لشکر بدان امید صرف میکنند که هنگام خروج دشمن وفا نمایند اگر رسم وفا برافتد هیچکس از سپاهیان اعتماد نماند و ارکان ملک خلل پذیر شود و دیگر در سودا و معامله و زراعات و تجارات بسی عقود و عهود واقع ست که اگر بوفا نرسد نسق و نظام جهان محو و نابود گردد پس از طریق وفا روی بر نباید تافت و بصحبت وفاداران باید شتافت مثنوی

میل کسی کن که وفایت کند	جان هدف تیر بلایت کند
بهر چنین دوست که جانی بود	دوستی جان زگرانی بود
جان که از و به جهان یار نیست	هیچ نیرزد چو وفادار نیست
یار توان یافت بگیتی بسی	لیک وفادار نیابی کسی
صحبت آن کن که بصدق و صفاست	دامن او گیر کز اهل وفاست

در تاریخ ولایت خراسان مذکور ست که دران وقت که یعقوب لیث به نیشاپور

رسید محمد طاهر حاکم نیشاپور بود با او باغی شد داو آن شهر را محاصر کرد ارکان دولت محمد طاهر همه به پنهانی کتابتها به یعقوب فرستادند و در اظهار خلوص و هوا داری مبالغها نمودند مگر ابراهیم حاجب که او هیچ کتابتی نکرد و کسی نفرستاده چون یعقوب نیشاپور را بگرفت و رعایا و حشم را در ضبط ایالت خود در آورد ابراهیم حاجب را طلبید و گفت چگونه بود که همه یاران تو با کتابتها فرستادند و تو با ایشان موافقت نکردی ابراهیم گفت ای ملک مرا با تو سابقهٔ معرفتی نبود که تجدید آن عهد کردمی و از محمد طاهر نیز شکایتی نداشتم که طریق مخالفت او سپردمی و از خود رخصت آن نیافتم که حق انعام و پرورش او را به شکستن عهد و پیمان برطرف نهادمی فرد

من نه آنم که سر از خط وفا بردارم	گرچه سازند جدا چون قلمم بند ز بند

یعقوب گفت تو لائق آنی که ترا تربیت کنند و مستحق آنکه مهم ترا تمشیت دهند بیت

آفرین باد بر وفاداران	نفرین باد بر جفاکاران

(اجرا ۱۲)

پس او را از جملهٔ آن مردمان بقبول و اقبال اختصاص داد و آنها را که بنفاق جانب ولی خود را فرو گذاشته بودند بانواع عقوبات و تعذیبات در عرضهٔ تلف کرد قطعه

کسی که حق نشناسد از و امید مبر	کسی که نیست وفایش بدو مکن پیوند
ز حسن عهد بعالم اگر علم گردی	لوای رفعت او بگذرد ز چرخ بلند

(مشهور ۱۲)

باب بیست و پنجم در صدق

صدق و راست گوئی و راستکاری سبب ایمنی و رستگاریست قطعه

راستان رسته اند روز شمار	جهد کن تا از آن شمار شوی

	اندرین رشته راستکاری کن		تا دران رشته رستگار شوی	

بزرگان گفته اند که عرصهٔ سخن ازان فراخ ترست که گوینده را پاے بیان در سنگ خلاف آید و تا گل صدق در چمن سخن بر برخورداری میدهد نفس ناطقه را دستهٔ خار دروغ بربستن نشاید قطعه

	زبان پاک را حیف ست بسیار		که از لوث دروغ آلوده سازی	
	اگر پا برنداری از ره صدق		سر از گردون گردان برفرازی	

یکی از بزرگان دین فرموده که اگر بر تقدیری که دروغ گفتن خوف عقاب و در راستی امید ثواب نبودی بایستی که عاقل از دروغ احتراز نمودی و بجانب راستی میل کردی ازانکه دروغ مرد را خوار و بے اعتبار و بیمقدار گرداند بیت

	از کجی افتے بکم و کاستی		از همه غم رستی اگر راستی	

آورده اند که مستر شد خلیفه در وصیت نامهٔ پسر خود نوشته بود که اگر خواهی که مردم از تو بترسند دروغ مگوی که مرد دروغگوے بی مهابت بود اگرچه هزار شمشیر برای محافظت او گرداو باشد یعنی اگر هزار تیغ برهنه در کوکبهٔ دولت کسے مے برند و شمشیر زبانش جوهر صدق نداشته باشد در نظر مردم هیچ شکوهے نیارد مثنوی

	تو در کار خود راستی برکار		که هم رسته گردی و هم رستگار	
	بود گرچه مردم بسے کج خرام		بآخر شود راستان را غلام	
	اگرچند باشد کمان سخت گیر		بآخر تواضع کند پیش تیر	

آورده اند که حجاج ظالم جمعے را سیاست میکرد چون نوبت بیکے از ایشان

رسید گفت ای امیر امکش که بر تو حقی ثابت کرده ام گفت ترا بر من چه حق ست گفت فلان دشمن تو ترا وقیعت میکرد و به نسبت تو سخنان فحش میگفت من او را منع کردم واز دشنام تو باز داشتم حجاج گفت برین معنی گواهی داری گفت دارم و با سیری دیگری اشارت کرد که او دران مجمع بود آن کس گفت آری راست میگوید و من شنودم که او آن کس را از شنعت و غیبت تو منع میکرد حجاج گفت تو چرا با او مشارکت نکردی و موافقت ننمودی در منع دشمن من گفت من ترا دشمن میداشتم بر من لازم نبود که طرف تو رعایت کردمی حجاج فرمود تا هر دو را آزاد کردند یکی را بسبب حق وی و یکی را بجهت صدق وی و این مثل در میان مردم پیدا شد که اِنْ کَانَ اَلْکِذْبُ یُنْجِیْ فَالصِّدْقُ اَنْجیٰ اگر دروغ کسی را میرهاند راست رهاننده ترست

نظم راستی آنجا که علم برزند		یاری حق دست بهم برزند	
راستی خویش نهان کس نکرد		بر سخن راست زبان کس نکرد	
راستی آور که شوی رستگار		راستی از تو ظفر از کردگار	
چون سخن راستی آری بجای		ناصر گفتار تو باشد خدای	

وچنانچه کذب آبرو را می برد مزاح و هزل و طیبت و لهو و لعب نیز مسقط عرض ست خصوصا از ارباب اختیار که بمزاح کردن ملازمان ایشان دلیر میشوند و او را وقعی در دل ایشان نمی ماند و یمکن که چون با کسی مزاح کنند کینه در دل گیرد و بمرور زمان در صدد انتقام آید و ازان صورت فتنها زاید و در روشنائی نامه مذکورست

نظم مکن فحش و دروغ و هزل پیشه		مزن بر پای خود زنهار تیشه	

حواشی: تمسخر ۱۲ — خوش طبعی ۱۲ — آبرو ۱۲ — کهیل کود ۱۲ — گذرنا ۱۲ — ممکن ۱۲ — ہمیشہ ۱۲

حاشیه: له اگر جھوٹ نجات دیتا ہے تو سچ بطریق اولیٰ نجات دینے والا ہے ۱۲

که گر شاهی برد منزل آبرو بیت	و گر ماهی کند چون خاک کو بیت

دیگر غیبت کردن از ذوی الاقتدار مناسب نمی نماید چه ایشان را قدرت آنست که بمواجهه هر که خواهند و هر چه خواهند بگویند پس خود را در حساب اہل غیبت نباید داشت و ملازمان را هم از غیبت دیگران منع باید کردن که شامت غیبت بسیار مضرت آن در دنیا و آخرت بیشمار است نظم

غیبت کس تا توانی مگوی	زانکه ز غیبت برود آبروی
گوش منه بر لب غیبت گران	تا تو هم انباز نباشی دران

باب بیست و ششم در انجاح حاجات

هر که خواهد که حاجتهای او نزد خدای تعالی روا شود باید که بدانچه تواند حاجات خلق برآرد و در حدیث آمده حق سبحانه تعالی یاری میدهد بندهٔ خود را مادام که یاری میدهد بندگان او را بیت

اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روی لطف و کرم بر شکستگان بخشای

در اخبار وارد است که هر که انعام ربانی روی بوی آورد و افضال سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمال مؤنات محتاجان و ادای حقوق فرو ماندگان بروی لازم بود زیرا که وجوب سد فاقهٔ اہل احتیاج بر قدر نعمت است هر چند نعمت اہل اختیار و اقتدار بیشتر باشد انجاح مرادات فقرا و روا کردن حاجات ضعفا بیشتر باید پس صاحب سعادتی که دولت سلطنت بدو ارزانی داشته باشد و لوای عظمت او را در عرصهٔ جهانداری و کامگاری برافراشته باید که مؤنت خلق را بر ذمهٔ خود لازم و واجب داند و در حالت

قدرت قضای حاجت محتاجان را غنیمت شمرد و صورت مطلوب و چهرهٔ مقصود هیچ مستحق را در نقاب تعویق و حجاب توقف روا ندارد و چون گل اقبال در باغ دولت شگفت می باید که شگوفهٔ مراد در چمن مملکت بر شاخسار امید جلوه گر بیند بر آوردن مرادات درماندگان را غنیمت بزرگ شمرد و روا کردن حاجات محرومان و بیچارگان را دست آویز شگرف شناسد قطعه

امید خلق روا کن بشکر آنکه ترا	مقرر است که با خود امیدها داری
بده مراد فقیران بلطف تا بدهد	مرادها که تو از حضرت خدا داری

و در حدیث آمده که شادی بدل مومنان رسانیدن برابر عمل آدمیان و پریان است چنانچه فرموده ادخال السرور فی قلب المومن فانه یوازی عمل الثقلین پس شرط سلطنت آن باشد که پیوسته منتظر حاجات محتاجان بود و دل ایشان را بروا کردن حاجات شان شاد سازد تا ثوابی بدین عظمت از وی فوت نشود سکندر ذو القرنین روزی تا شب در مجلس حکومت نشسته بود و هیچکس بطمع حاجتی تکرد چون همت برخاستن شد ندمای خود را گفت که من امروز از حساب عمر نه شمارم یکی از ندما گفت روزی که در صحت و فراغت گذرد و در سلامت و کرامت بشب رسد امور بر نهج مرام و مهمات بمراد و کام فراغت خاطر میسر و محصل باشد خزانه معمور و سپاه مکمل اگر ملک این روز را از عمر حساب نکند پس کدام روز را در شمار عمر توان آورد گفت روزی که از پادشاه راحتی بمظلومی نرسد و حاجت محرومی روا نگردد چگونه آن روز را از عمر توان شمرد قطعه

ز عمر آن قدر بیش ناید بکار	که در نفع خلق خدا بگذرد

وزان زندگانی چه حاصل بود	که در کار نفس و هوا بگذرد

آورده اند که پادشاه چین از اسکندر پرسید که لذت سلطنت در چه چیز یافتی گفت در سه چیز اول دشمنان را منکوب (نگونسار۱۲) و مغلوب ساختن دوم دوستان و هواداران را سر برافراختن سوم حاجت محتاجان را روا کردن و بنواختن ایشان را و غیر ازین هر لذتی که باشد هیچ اعتباری ندارد نظم

همین بس ز شاهی و فرماندهی	که از دشمنان ملک سازد تهی
دوم دوستان را بود دلنواز	رعایای خود را شود کارساز
سوم حاجت مرد امیدوار	برآرد نگرداندش شرمسار
ازایشان کسی گوی دولت ربود	که دربند آسایش خلق بود

مطلب حدیث آنکه آهستگی از جانب الهی و عجلت از شیطان است۱۲

باب بیست و هفتم در تانی (یعنی آهستگی۱۲) و تامل

بحکم این خبر که التانی من الرحمن والعجلة من الشیطان نسبت تانی و تامل فرمودن در کارها بحضرت رحمن ست وانتساب تعجیل کردن و شتاب کاری نمودن در امور بشیطان تانی همه کارها بیاراید و بسبب تعجیل بسی مهمات بزیان آید هر مهمی که بتامل و آهستگی دران شروع نمایند غالب آنست که برحسب دلخواه سرانجام یابد و هر کاری که بگرمی و سبکساری درو خوض (کھوج۱۲) کنند اکثر آنست که مراد از پیش نرود و شاید که سبب وبال عقبی و خجالت دنیا شود نظم

با آهستگی کار عالم برآر	که در کار گرمی نیاید بکار
چراغ ار بگرمی نیفروختی	نه خود را نه پروانه را سوختی

شکیب آورد بندگان را کلید	شکیبنده را کس پشیمان ندید

آورده اند که پرویز پسر خود را وصیت میکرد که چنانچه تو بر رعیت حاکمی عقل نیز بر تو حاکم ست چون رعایا را بفرمان داری خود میفرمائی تو هم از فرمان عقل بیرون مرو و در هر کاری که پیش آید دران تامل فرمای و با حاکم عقل مشورت نمای خصوصاً در مهمی که ازان ضرری بنفس مردمان یا تلفی بمال ایشان میرسد نظم

بی تامل مباش در همه حال	بگذر از طریق استعجال
هر که وارد تانی اندر کار	برمرادات دل رسد ناچار

در وصایای هوشنگ مذکورست که در تمشیت امور سیاسی و بر مقتضای لیس من العقل سرعة شتاب زدگی نباید نمود هنگام سورت خشم (سیاست و بانه[12]) و حدت غضب (تیزی[12]) زمام (مهار[12]) اختیار بدست نفس نباید داد و از سر فکر نظر بر پایان کار باید انداخت مبادا که بعد از وقوع مهم پشیمانی روی نماید و دران حال آخر (انجام[12]) ندامت هیچ فائده حاصل نیاید نظم

مکن در امور سیاسی شتاب	زراه تانی عنان بر متاب
که صد خون بیکدم توان ریختن	ولی کشته نتوان بر انگیختن

سبکساری همچو تیریست که چون از کمان رفت باز نتوان آورد و آهستگی چون شمشیریست در دست اگر خواهد کار فرماید و گر نه هیچ ضرر نکند و در هیچ وقتی خفت بر مزاج اهل حکومت غلبه نکند چنانچه از وقت غضب پس لازم بود دران زمان عنان حکم باز کشیدن و صورت عاقبت آن مهم را در آئینهٔ فکرت دیدن

(حاشیه: لیس من العقل سرعة یعنی نیست از عقل جلدی[12])

آوردہ اند کہ اردشیر بابک کہ از سلاطین روزگار و پادشاہان کامگار بود بفرمود تا بر سہ رقعہ سہ خط نوشتند و بہ یکی از غلامان خاصۂ خود سپرد و گفت کہ چون در مجلس حکم نشانۂ تغیر مزاج بر ناصیۂ من ظاہر گردد و اثر خشم و غضب در چشم و روی من پیدا آید پیش از انکہ حکم کنم یک رقعہ بر من عرضہ کن و اگر بینی کہ آتش خشم فرونشست متعاقب آن رقعۂ دوم را بمدد فرست و اگر احتیاج افتد رقعۂ سوم را بنظر من درآر مضمون رقعۂ اول این بود کہ تامل کن و عنان ارادت در قبضۂ نفس امارہ منہ کہ تو مخلوقی و عاجزی و خالق تو قوی ہست کہ ترا از عدم بوجود آوردہ و فحوای رقعۂ دوم اینکہ تانی پیش آر و بزیردستان کہ ودیعت حضرت پروردگار رند بشتاب کارے معاملہ مکن و بر ایشان کہ مغلوب تو اند رحم کن تا آنکہ بر تو غالب ہست بمکافات آن بر تو رحمت کند و بر رقعۂ سوم نوشتہ بود کہ درین حکم کہ خواہی کرد از شرع تجاوز مکن و از انصاف درمگذر مثنوی

توسن خود تند مساز آن چنان	کس نتوان باز کشیدن عنان
حکم چنان کن کہ ز روی نسق	راست بود حکم تو با حکم حق

و در تواریخ مسطور ست کہ چون احمد سامانی وفات یافت پسر او نصر ہشت سالہ بود ارکان دولت سامانیہ او را بر تخت نشاندند و خود از روی عدالت حکم میراندند تا آن پسر بسر حد رشد رسید آغاز فرمانہی کرد و مملکت پدر را در حیز ضبط آورد و انواع فضائل و اصناف مناقب او را حاصل بود اما از روی حداثت سن و عدم تجربہ و غرور سلطنت زود در خشم شدی و بے تامل حکم کردی و بگناہ اندک

عقوبت بسیار فرمودی روزی وزیر خود را پرسید در ظاهر من هیچ عیب مے بینی تا
بتدارک آن مشغول شوم وزیر گفت بحمد اللہ کہ ذات عالی آراستہ است بانواع
معالی ای شاہزادہ مائدہ بہر فائدہ برای خاص وعام نہادۂ وصلای کرم ومروت
در دادۂ ونعمتہای لطیف وانا ہای ظریف مہیا شدہ اما بر سر این خوان[۱۲] نمک کمتر است
وبی نمک ہیچ طعامی مزہ ندارد نصر پرسید کہ نمک این خوان چہ تواند بود وزیر گفت
نمک خوان حکومت تانی وبردباریست وانچہ این خوان را بغارت دہد خشم و
سبکساری بود امیر نصر گفت دانستم ومراہم معلوم بود کہ این عیب دارم اما چون عادت
شدہ وطبیعت برین خوی گرفتہ چہ تدبیر توان کرد وزیر فرمود کہ تو در نفس خود بایدکہ
بوقت حکم متامل باشی وشتاب کاری ننمائی و در خدمت تو بزرگان پاکیزہ اخلاق
باشند کہ در وقت استیلاے غضب بر تو شفاعت توانند کرد تا این کار بقرار باز آید
امیر بزرگانے را کہ اہلیت منادمت[۱۲] داشتند طلبیدہ وبشرف تقرب معزز ساخت
وفرمود کہ ہر کس را من سیاست فرمایم آن حکم را تا سہ روز در توقف دارید سہ روز
بمن عرضہ کنید وہر کرا بعقوبت حکم کنم از صد چوب کمتر بزنید وندما را گفت شما
گناہگارانے را کہ مستحق عفو باشند بوجہ احسن شفاعت کنید چون امور حکومت برین
جملہ تمہید پذیرفت باندک زمانے دبدبۂ عدالت وطنطنۂ ایالت او در اطراف
جہان منتشر گشت مثنوی

توشاہی چو شاہین مشو تیز پر عنان کش دوان اسپ اندیشہ را	باہستگی کوش چون شیر نر کہ در رہ خطر ہاست این بیشہ را

بکاری که غم را دهی بستگی	شتابندگی کن به آهستگی

باب بیست و هشتم در مشاورت و تدبیر

حضرت حق سبحانه حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم فرموده وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنی مشاورت کن با اصحاب خود در هر کاری که واقع شود بزرگان گفته اند که حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم با آنکه از همه خلق داناتر بود و بوحی الٰهی استظهار کلی داشت حق تعالیٰ او را بمشاورت امر فرموده تا درمیان امت سنتی شود بعد از وی چه در مشاورت فوائد بسیارست یکی آنکه کارها را بصلاح و سداد نزدیک گردانند و دیگر آنکه کسی که بے مشاورت کاری کند اگر نیکو نیاید زبان طعن برو بکشایند و اگر از مشورت آن کار را هیچ فائده و نتیجه نباشد باری او را معذور دارند و دیگر آنکه ذهن شخصی واحد باطراف و جوانب مهم احاطه نمیتواند کرد و چون جمعی باشند و ذهنها بر گمارند هر یک را چیزے بخاطر رسد و رائے که صواب باشد بر همه ظاهر گردد پس بر اهل اختیار لازم ست که بر مقتضاے لَا صَوَابَ مَعَ تَرْكِ الْمَشْوَرَةِ در هر کارے که پیش آید و در مهمے که روے نماید بے مشورت عقلا شروع نکنند و مشورت را در حل مشکلات حاکم عادل و ممیز شناسد و یقین داند که تدبیر چندین عقل از تدبیر یک عقل صائب تر و پر فائده تر خواهد بود مثنوے

در مشورت را چرا البته	مگر مذهب عقل را جاحدی
نه ارباب حکمت چنین گفته اند	که راے آیان خیر من اتو احد

له اور مشوره کر دکسنے کام مین ۱۲ ‌ که درستی و آراستگی ۱۲ ‌ که نهین ٹھیک بات ساتھ مشوره چھوڑنے کے ۱۲ ‌ که تمیز کرنے والا ۱۲ ‌ ه دو رائین بهتر هین ایک سے ۱۲

وچون در حدوث واقعات ووقوع حادثات از مشاورت گزیر نیست باید که
مشاورت با اهل حکمت واصحاب تجربه ومردم دوراندیش وپیران عاقبت بین
واقع شود که تدبیر این طائفه صائب ست وتتبع [پیروی ۱۲] تدبیر صائب کردن واجب
بهرام گور پسر خود را وصیت کرد که در امور ملک مشاورت کن با خردمندان که
تدبیر باصواب چون صیدیست بدست یک کس نیاید واگر جمعی باشند از
دست ایشان بیرون نرود وهر حادثهٔ صعب [سخت ۱۲] که پیش آید تا بتدبیر از پیش توان
برد وبچیزی دیگر میل مکن که انچه بتدبیر میسر شود بشمشیر وتیر تیسیر [آسانی ۱۲] پذیر نباشد فرد

کارها راست کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود

آورده اند که سلطان روم را با عزیز مصر مخالفت افتاد ولشکر کشیده قصد یکدیگر
کردند ودر لشکر رومیان کسی بود که هر صورت که حادث شدی [درمیان اهل روم واقع شدی] عزیز مصر را ازان
آگاه کردی وچون اخبار آن همه راست بود عزیز برو اعتماد کرده بود واین سخن با قیصر
رسانیدند مطلقا بدان التفات نکرد وبروی آنکس نیاورد تا مصاف [یعنی لڑائی ۱۲] نزدیک
رسید قیصر اورا بخواند وبمهمی در پیش خود مشغول ساخت ودر اثنای آن حال سران
لشکر وامرای سپاه خود را طلبید وگفت امرای عزیز وخواص بارگاه او بمن نوشته اند
وسوگند خورده که چون صف مصاف راست شود عزیز را دست وگردن بسته پیش
من آرند شما دل فارغ دارید وبقوت تمام روی بکار آرید آن مرد چون سخن بشنید
متحیر شد چون از مجلس بیرون آمد در حال این معنی را نوشته پیش عزیز فرستاد عزیز
چون این حال معلوم کرد بترسید وتوقف کردن مصلحت ندید ومصاف ناکرده روی

بگریز نہاد و قیصر در عقب او لشکر فرستاد و بنہ و اموال ایشان بدست آورد و بدین
یک تدبیر سپاہی را منہزم ساخت قطعہ

ہر کہ بی تدبیر کاری کرد ملک از دست داد	ملک میخواہی بنای کار بر تدبیر نہ
بہر تسخیر ممالک لشکر و خیل و حشم	جملہ در کارند لیکن زین ہمہ تدبیر بہ

آوردہ اند یکی از ملوک حکیمی را پرسید کہ تدبیر بہتر ست یا شجاعت حکیم جواب داد کہ
شجاعت مشابہ تیغ ست و رای بمشابہ دست قوی کہ آن را کار فرماید ہر گرا دست بی تیغ
باشد کارے تواند کرد اما تیغ را اگر دست نباشد ضائع ماند و ہیچ کار نتواند کرد و بزرگان
درین باب گفتہ اند الرّای قبل شجاعة الشجعان عزیزی را پرسیدند کہ بہترین رایہا و صائب
ترین تدبیرہا کدام ست گفت آنکہ فتنہ را فرو نشاند و بر ملوک لازم ست کہ
حسب المقدور در تسکین فتنہ کوشش نمایند چنانچہ ملک ہیاطلہ را واقع شد و
صورت حال برین منوال بود کہ دشمن عظیم از خراسان قصد بادشاہ ہیاطلہ
کرد او نیز لشکر عظیم ترتیب دادہ روے بدفع او آورد ارکان دولت ملک ملاحظہ
عاقبت خود کردہ طریق پیش بینی پیش گرفتہ نامہا بدشمن ملک نوشتند و اخلاص
و اختصاص خود ظاہر کردند این معنی دشمن ملک را خوش آمد و ہمہ مکاتیب ایشان در
خریطہ کردہ و مہر بران نہادہ در خزانہ سپرد و قضارا وقت مصاف ملک ہیاطلہ غالب
آمد و دشمن روی بہزیمت نہاد و خزانہ و یراق او بدست ملک افتاد و آن خریطہ
مکاتیب کہ ارکان دولت وے بدشمن نوشتہ بودند در آنجا بدست آمد ملک چون

لہ رائے پیش از دلاوری دلاوران ست ۱۲ ٭ ہیاطلہ گروہ از مردم ترک و خلج و اہل طنجرستان ۱۲

معلوم کرد که دران خریطه چیست سر باز نکرد و همچنان مهر کرده بگذاشت و با خود گفت اگر این مکاتیب را بخوانم بضرورت بارکان دولت خود بدشوم و ایشان که این حال معلوم کنند از من هراسان گردند و برای دفع ضرر خود قصد من کنند و آتش فتنه بالا گیرد و تسکین آن بغایت مشکل بود در حال خواص درگاه و مقربان حضرت خود را بخواند و آن خریطه را بدیشان نمود و گفت این نامهاست که بزرگان لشکر ما از روی عاقبت اندیشی بخصم ما نوشته اند و او همه را در خریطه جمع کرده و مهر بران نهاده و حالا هم بهمان مهر اوست و خدای را بج نیاده در گردن من که اگر این خریطه را سر کشاده باشم و یا خوانده و یا دانسته باشم که درین نامها چیست و نویسندهٔ هر نامه کیست بفرمود تا آتش برافروختند و آن مکاتیب را بسوختند چون ارکان دولت آن لطف و مکرمت دیدند همه رو بقرار خود باز آوردند و در متابعت او یکدل شدند و بدین رای ستوده جمله را مطیع فرمان و رهین منت خود ساخت مثنوی

بتدبیر کارے توان ساختن	که نتوان به تیغ و سنان ساختن
مکن تکیه بر گنج و تیغ و سپاه	ز فرزانگان رای و تدبیر خواه

و گفته اند که با همه کس از ارکان و اکابر و اصاغر که امین و معتمد باشند مشاورت باید کرد که خرد ان را چیزے بخاطر رسد که بزرگان را در ضمیر نگذشته باشد و هیچکس در مشاورت زیان نکرده حکایت یکی از علمای مرو دخترے داشت بغایت جمیله و جمله معارف شهر در صدد خواستگاری او بودند و آن عالم متحیر بود که او را بکدام کس بدهد در همسایگی او گبرے بود عالم او را طلبیده گفت مرا دختریست و خلقے

اورا خطبه میکنند و من نمیدانم که اورا بکدام دهم تو درین چه صواب می بینی گبر گفت من مردے ام از اسلام بیگانه چه لائق مشورت شما ام که این سخن از من می پرسید عالم گفت اگرچه تو از دین اسلام بیگانهٔ اما مردی امینی و بزرگان مبالغه کرده اند که با مردم امین مشاورت باید کرد و در حدیث هم آمده اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ حالا هرچه تو خواهی گفت من در پی آن خواهم رفت گبر گفت در تزویج کفاءت شرط ست و کفاءت در مذہب مسلمانان بدین و ملت می باشد و در روش ما باصل و نسب و نزدیک اہل روزگار بمال و جاه اکنون تامل فرماے اگر بدین خود میروی دین اختیار کن اگر بسنت اسلاف عمل میکنی نسب اعتبار نمای و اگر بعادت اہل زمان میروی مال و جاه طلب کن عالم را این سخن عظیم خوش آمد و گفت دین بر ہمه غالب ست و عالم را غلامی بود مبارک نام بغایت عالم و متدین آن عالم گفت ہیچکس را از و دیندار تر نمی بینم دختر را با و عقد نکاح درست و با و سپرد و پس از مدتی خداوند تعالے اورا فرزندے داد چون عبدالله مبارک که امام اہل اسلام و زاہد زمانه و عارف یگانه بود و شد فرد

مشورت زیراکه ارباب خرد	مشورت ایشکار اہل دولت گفته اند
رو مپیچ از	

پس بر سلاطین لازم ست که ہر عقده که در پیش آید بسر انگشت تدبیر بکشایند و ہر خللے که از حوادث ایام بر آید به میمنت مشاورت و معاضدت راے صائب تدارک و تلافی آن نمایند نظم

گره یعنی مشکل ۱۲

قوت ۱۲

تدارک ۱۲

برائی لشکری را بشکنی پشت	بشمشیر از یکی تا صد توان کشت

ـله جس سے مشورہ لیا جاے اُسکو امانت دار ہونا چاہیئے ۱۲ ـله ہمتائی و ہمجنسی ۱۲

مشو مغرور عقل و دانش خویش	بنه آئینهٔ تدبیر در پیش
مدد خواه از خردمندان آگاه	که تا یابے سوی مقصود خود راه

وهم درین باب گفته اند قطعه

کارها بے مشاورت نکنے	تا در ان سود بیکران بینی
هرچه آن بے مشاورت سازی	حزم میدان کزان زیان بینی

باب بیست و نهم در حزم و دور اندیشی

حزم اندیشه کردن ست در عاقبت امری موهوم و متخیل و احتراز نمودن بقدر امکان از خلل و زلل و این خصلت ارباب حکم و فرمان را خوبترین خصلت ست و از کلمات افراسیاب ست که هر که زرهٔ حزم در پوشد از تیر کید دشمن ایمن باشد و حقیقة حزم دور اندیشی و پیش بینی است مرد عاقل چون علامت شر و فساد توهم کند فی الحال بتدارک آن مشغول گردد و جاهل تا در ورطهٔ بلا نیفتد متنبه نگردد مثلاً چون خردمند بیند که کسی سنگ و آهن برهم میزند تصور کند که آتشی ظاهر خواهد شد در اندیشه تدارک آن افتد و نادان تا درمیان آتش نهفته از سوزش آن خبر نیابد مصرع پیش از وقوع واقعه در فکر خویش باش ۞ بزرگی را پرسیدند که حزم چیست فرمود اصل حزم بدگمانی ست چنانچه در حدیث آمده الحزم سوء الظن و حکیم سنائی فرموده است بیت

بد نفس مباش و بدگمان باش	وز فتنه و مکر در امان باش

و در مثنوی معنوی مذکور ست نظم

حواشی: مشو مغرور بر دانائی خویشتن — در میان آتش پنهان شود و از سوزش آن خبر نیابد — اصل احتیاط بدگمانی ست ۱۲

حزم آن باشد که ظن بد برے	تا گریزی وشوی از بد برے

وکسے کہ بروے این صفت غالب شد ہر آئنہ برلے مواقع حوادث پیش از ہجوم نوائب از فکر صائب سدی محکم فکر کند وراہ آفات را قبل از ظہور وقایع برائے روشن دربند دو بر مصیا[سختیان ۱۲] وقت ابناے روزگار اعتما[دیدار ۱۲] ونکند و مرافقت و موافقت[حالات ۱۲] اخوان زمان را زیادہ وقعی ننہد وبرما فی الضمیر خود کسے را مجال اطلاع ندہد[دوستی ۱۲] تا از شرارت مفسدان و وقیعت[برائی ۱۲] حاسدان بسلامت برہد رباعی

ہر کس کہ امان دین و دنیا طلبید	بے بدرقۂ حزم بمنزل نرسید
آئینۂ فکر را بزن صیقل حزم	تا روی مراد اندران بتوان دید

[غیبت ۱۲] [ہمراہ ۱۲]

وابراہیم امام کرت اول کہ صاحب الدعوۃ ابو مسلم را بخراسان میفرستاد وصیت آخرش این بود کہ اگر میخواہی کہ کلمۂ دعوت متمشی[جاری ۱۲] شود ومہم تو بموجب دلخواہ پیش رود ہر کہ تراشکی وتہمتی از وبدل رسد در ہلاک او سعی نماے کہ یکے از حزم سلاطین آنست کہ بر ہر کہ بدگمان شوند اورا از پیش بردارند ودرین باب گفتہ اند فرد

ہر کس ز دولت کرانہ گیرد	اوراسبک از میانہ بردار

در تاریخ سلامی مذکورست کہ چون اسفار بن شیرویہ بر قصد ری بسمنان[نام شہری ۱۲] نزول کرد اورا بران داشتند کہ ابو جعفر سمنانی را ہلاک کند ابو جعفر چون این خبر بشنید بتر سید قلعۂ[نام قلعہ ۱۲] محکم داشت بدان قلعہ متحصن[قلعہ بند ۱۲] شد چون اسفار ولایت رے را بحوزۂ تسخیر درآورد دیلمی را با سپاہ گران بدان قلعہ فرستاد ہر چند خواستند کہ آن قلعہ را بگیرند میسر[گھیرا ۱۲] نشد آخر دیلمی یکے را واسطہ کرد کہ میان او وابو جعفر طرح صلح افگند وتاکید صلح و مصلحت دران دیدند

که ابوجعفر دیلمی را بقلعه برد و مهمانداری کند ابوجعفر ضیافتی ترتیب کرده دیلمی را طلبید
دیلمی با سران سپاه و دلیران لشکر خود مواضعه کرد که چون بایشان بقلعه در آید اتفاق کرده
ابوجعفر را بکشند چون دیلمی بدر حصار رسید ابوجعفر حکم کرد که دیلمی تنها بحصار در آید و تنها
در آمد و مردم او بیرون ماندند و ابوجعفر را عارضهٔ نقرس پدید آمده بود و مجال حرکت نداشت
بر غرفه نشسته بود که از دریچه های آن غرفه خندق و صحرا منظر در آمدی دیلمی را آنجا طلبید و
زمانی از هر نوع سخنان گفت دیلمی در اثنای آن حالت ابوجعفر را گفت خلوت کن تا
سری از اسرار مملکت با تو بگویم ابوجعفر فرمود تا جمله خدم از آن غرفه برفتند جز غلامی
خردسال که حوائج ایشان مهیا کردی چون غرفه خلوت شد دیلمی در غرفه را در بست و
خنجر کشیده ابوجعفر را هلاک کرد و آن غلامک از ترس بیخود شده بود و مجال دم زدن
نداشت پس رسن باریک ابریشمین که در ساق موزه داشت بیرون کرد و در موضعی
از آن دریچه ها محکم کرد و از غرفه به لب خندق فرو آمد و شنا کرده از خندق بگذشت و
به لشکرگاه خود آمد اگر ابوجعفر حزم ورزیدی و با او خلوت نکردی خصم را بر خود فرصت
ندادی و در ورطهٔ هلاک نیفتادی و در اخبار و آثار ازین نوع حکایات بسیارست که بواسطهٔ
ترک حزم سر بر باد داده اند و درهای فتنه بر خود گشاده و اگر خردمند تامل کنند داند که هیچ
حصار محکم تر از حزم و احتیاط نیست و هیچ مهلکه مخوف تر از غفلت و تهاون نه قطعه

بحزم کوش که این ره رهِ پر از خطرست ||| باحتیاط قدم نه که دور شور و شرست
همین که ابر ببارد چنان تصور کن ||| که سیل میرسد و خانهٔ تو بر گذرست
مباش غافل و از حزم بر کرانه مشو ||| که حزم تیر بلای زمانه را سپرست

باب سی ام

کسیکه عاقبت اندیش و دوربین باشد	مقررست که از خود همیشه باخبرست
چو باخبر بود از خود نهال دولت او	علی الدوام بباغ مراد بار درست

باب سی ام در شجاعت

شجاعت از امهات فضائل ست و آن توسطیست متوسط میان جُبن و تهور و بحکم إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الشُّجَاعَ حق سبحانه مردم شجاع را دوست میدارد و در خبر آمده که تبرک جوئید بدعای مردم شجاع که ایشان بپروردگار خود گمان نیکو دارند و مردم بدل در کارزار اعتماد بر گریختن دارند و دلیران در ان ورطه تکیه بر فضل ذو المنن میکنند و حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وعلیہ وآلہ وسلم بشجاعت نفس نفیس خود اشارت نموده آنجا که فرموده رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ یعنی روزی من در تحت سایۂ نیزۂ من ست و درین سخن تحریص ست بر ارتکاب کارزار و استعمال آلات جنگ در وقت حرب و پیکار قطعه

بشجاعت توان گرفت جهان	هرکه بددل بود چه کار کند
وانکه جرأت نماید اندر کار	خویشتن را بزرگوار کند

خالد ولید که در لشکر اسلام بجرأت تمام معروف و موصوف بود در وقت رحلت ازین عالم اشک حسرت از دیده می بارید و میگفت وا حسرتاه که در چندین صف مصاف شجاعت نمودم و چندین الم ضرب و طعن را تحمل کردم و حالا بروے فراش میمیرم چنانچه پیرزنان مے میرند چون از اجل چاره نیست باری بایستی که جان در بهای نیکنامی بدادمی و سعادت شهادت دریافتمی و هم سخن اوست که آنکه

لہ البتہ خدا دوست رکھتا ہے دلاور کو ۱۲ سلہ روزی میری نیچے سائے نیزے میرے کے ہے ۱۲

بددل حمایت جان در گریز می بیند خیال کج و تصور باطل ست زیرا که قوت جمعیت و شوکت جلادت مردان طمع دشمنان را بر میکند و ضعف و ترس و سستی و بددلی خصم را برین کس دلیر میگرداند و ازین ست که بیشتر بددلان و ترسندگان علف شمشیر میشوند و دلیران و مبارزان از ورطۂ تلف بیرون مے آیند نظم

هرکه بددل تر بود در کارزار جرأتے کن پیش مردان در نبرد	باشدش جان بیقرار و کارزار تا بر آید نامت از مردان مرد

یکے از سلاطین در مصافی نعره میزد و امرای سپاه خود را میگفت امروز روز امتحان ست و معرکۂ حرب و ضرب کورۂ مردان ست و از کوره جز زر خالص بسلامت برون نیاید و آنکه مغشوش باشد در درون کوزه سالم نماند فرد

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان	تا سیه روی شود هر که درو غش باشد

مرد شجاع آنست که نفس را در ارتکاب امور عظام حریص گرداند و دل را بر تحمل شدائد و آلام بجهت ترقی بر مدارج عظمت و احتشام ترغیب نماید تا صیت صولتش در همه آفاق منتشر گردد و آوازۂ سطوت و شوکتش در اقطار عالم چون مثل سائر و دائر شود مثنوی

مرا نام باید که گردد بلند بمردی شود ذکر آزاده فاش	که از نام گردد کسے ارجمند چو نام نکو هست گو جان مباش

افراسیاب لشکر خود را میفرمود که بر مرگ حریص باشید تا زندگانی بیشتر یابید مردان را آماده شوید تا سرمایۂ دولت و عزت بدست آرید چه بزرگی در دو چیز ست یا

بنام نیک مردن یا دوست کام زیستن نظم

مرگ در چشم هر که خوار بود — در شجاعت بزرگوار بود
هر که جان را عزیز میدارد — با جهانداریش چه کار بود

شاه مردان مرتضیٰ علی کرم الله وجهہ بوقت کارزار خود را بر صف کفار زدی و هر جا که لشکر دشمن بیشتر بودی روے بدانجا آوردی و دلیرانه بمصاف در آمدی و ملاحظهٔ جان خود نکردی یکے پرسید که اے امیر عجب جرأتی مے نمائی و از حفظ احوال خود تغافل میفرمائی امیر گفت بتقین میدانم که اگر اجل رسیده است از قدر حذر سود ندارد و اگر حکم فوت و فنا از دیوان قضا صادر نشده مرا این جرأت زیان نکند و درین باب فرموده اند

اَیَّ یَوْمَیْنِ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرّ — یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرَ
یَوْمَ لَا یُقْدَرُ لَا یَاْتِی الْقَضَا — یَوْمَ قَدْ قُدِرَ لَا یُغْنِی الْحَذَرُ

و ترجمهٔ این بلغت فارسی این ست

دو روز حذر کردن از مرگ سزا نیست — روزیکه قضا باشد و روزیکه قضا نیست
روزیکه قضا باشد و کوشش نکند سود — هم روزیکه قضا نیست درو مرگ روا نیست

حقیقت آنست که تا کسے از سر جان برنخیزد در روز مصاف کاریکه از ان بازوان گفت از و توقع نتوان کرد فرد

تا تو دل در بند جان داری و جان در بند تن — کی مراد خویش یابی در کنار خویشتن

له اندازهٔ خدا ۱۲ کله دونون دنون مین سے مین کس دن موت سے بھاگون جس دن مقدر نهین هوئی یا جس دن مقدر هوئی هے اسلئے که جبکہ دن مقدر نهین هوئی اُس دن تو آئیگی نهین۔ اور جس دن مقرر هوئی هے اُس دن فرار کام نه آئیگا ۱۲ مصحح

آورده اند که وقتی لشکر حبشه بر ولایت یمن مستولی شدند و سیف ذوالیزن بضرورت جدا گشته پناه با نوشیروان برده از وی مدد طلبید نوشیروان بفرمود تا جمعی را از دزدان و عیاران و اهل فتنه که در زندان بودند سلاح داده همراه او ساختند و ایشان هزار و هشت صد تن بودند پس سیف ذوالیزن با آن مردان در کشتی نشست چون بساحل رسید از کشتی بیرون آمدند سیف فرمود تا تمام کشتیان بشکستند و مجموع طعامها را بریختند و گفت ای یاران در مملکت یمن در آمدیم و با دشمنان حرب میباید کرد حالا شما در میان دو کار افتاده اید نیک تامل کنید که درین اوقات غالب می باید شد یا کشته می باید گشت بضرورت آن گروه دل از جان بر گرفته مردانه بکار در آمدند و آن مردم اندک بر بسیاری از لشکر حبشه غلبه کردند پس مرد کارزار باید که ترس را بخود راه ندهد که رستم دستان گفته است که اگر هزار زخم بر من آید دوست تر دارم از انکه بر بستر بیماری همچو پیر زنان بمیرم ببیت

ذوالیزن بادشاہ یمن کا ایک باوفا وکامل شخص تھا ۱۲

نام پدر رستم

بنام نکو گشته گردم رواست	مرا نام باید که تن مرگ راست

و هر کرا از سلاطین جرأت و شجاعت بیشتر بوده و در تحمل شدائد پایداری زیاده نموده زودتر بمنزل مقصود رسیده و چهرهٔ مراد در آئینهٔ عزیمت خویش بموجب دلخواه دیده آورده اند که چون کار یعقوب لیث بالا گرفت و داعیه کرد که خراسان بحوزهٔ تصرف و تسخیر وی در آید روزی عزیمت حربی کرده بود و امرای لشکر بر دربارگاه جمع شده یعقوب سلاح بتمام پوشیده ببام بر آمد منجمان ارتفاع گرفتند و گفتند حالا طالع وقت نحوست دارد و سوار شدن در توقف سوار ید که هشت ساعت

خواهش

دیگر ساعت ساعت نیک است وطالع وقت بحسب دلخواه یعقوب همچنان سلاح
پوشیده در فصل تابستان بر بالای بام و در آفتاب تا هشت ساعت بایستاد
چنانچه ارکان دولت از مصابرت او عجب ماندند چون وقت رسید وطالع
مسعود گشت از بام فرود آمد و سوار شد جمعی پرسیدند که موجب ایستادن امیر
در آفتاب چه بود گفت من کاری بزرگ در پیش دارم و درین مهم که روی بدان
آورده ام نازکی و کاهلی در حصول مقصود خلل عظیم می آرد من نفس خود را امتحان
میکردم که در تاب آفتاب با سلاح گران طاقت دارد یا نه اما دیدم که طاقت دارد
ازین معلوم شد که حصول مقصود روی خواهد نمود چون یعقوب در طلب دولت تا این
غایت جهد نمود رسید بدرجهٔ که رسید قطعه

شاهد ملک ست در عقد کسی کز روی جهد — دست در آغوش با شمشیر و خنجر میکند
آنکه پا را بر سر ناز و تنعم مے نهد — کردگارش در جهان سردار و سرور میکند
پادشاهی در چمن دادند گل را ازانکه گل — با وجود نازکی از خار بستر میکند

و هم از یعقوب لیث حکایت کنند که وقتی جمعی از جوانان سیستان نشسته بودند و
از ظرائف و لطائف چیزها باز میگفتند یعقوب نیز آنجا بود و هنوز بطلب ملک نپرداخته
و رایت مردمی و مردانگی بر نیفراخته یکی گفت لطیف ترین لباسها اطلس ختائیست
دیگری فرمود ظریف ترین تاجها طاقیهٔ رومی دیگری اعلام نمود که از منازل بوستانهای
پر گل و ریحان بهترست دیگری تقریر کرد که از مشروبات خمر صافی موافق ترست
دیگری بیان کرد که از سایها سایهٔ بید سازگار ترست دیگری عرض کرد که از نغمات

ظاهر کرد ۱۲

سازہا آواز عود و ملائم ترست دیگری فرمود کہ برای ندیمے محافل جوانان خوبصورت زیبا سیرت لائق تر چون نوبت بیعقوب رسید گفتند تو ہم سخن بگوے گفت خوبترین لباسہا زرہ است و بہترین تاجہا خود و خوشترین منزلہا معرکہ حرب و زیبا ترین شرابہا خون دشمنان و لطیف ترین سایہا سایۂ نیزہ و ظریف ترین آوازہا صہیل اسپان آوازہا کھرا کہ تخیم پوشیدہ و گرامی ترین ندیمان مردان کارے و مبارزان کارزاری و در اشعار امیر المومنین علی علیہ السلام آمدہ قطعہ

اَلسَّیْفُ وَالْخَنْجَرُ رَیْحَانُنَا	اُفٍّ عَلَی النَّرْجِسِ وَالْاٰسِ
شَرَابُنَا مِنْ دَمِ اَعْدَائِنَا	وَکَاْسُنَا مِنْ جُمْجُمَۃِ الرَّاْسِ

و ترجمۂ این دو بیت بفارسی اینست قطعہ

گل و ریحان ما تیغ ست و خنجر	بکار ما نیاید نرگس و آس
شراب ماست خون دشمن ما	اساس کلۂ او بہترین کاس

پس طالب ملک باید کہ نوک سنان آبدارش چون شب روان دزدان برای جوہر جان نقب در خزانۂ سینۂ دشمن زند و شمشیر زہر بارش مانند سرہنگان عیارپیشہ بقصد گوہر روح سر از درج بدن خصم بر آرد و پادشاہ کہ خود دلیر باشد لشکر او را جرأت بیفزاید و پادشاہ بیدل را دولت عالمگیری میسر نشود و در نصائح الملوک آوردہ اند ہر پیرے کہ او را خرد نیست ہیچون چشمہ ایست کہ آب ندارد و جوانے کہ او را ادب نیست چون بوستانی ست کہ گل ندارد و درویشی کہ او را معرفت خدا شناسی ۱۲

لہ تیغ و خنجر ریحان ہمارے ہیں اُف ہے نرگس اور آس پر شراب ہماری دشمنون کے خون سے ہے۔ اور پیالہ ہمارا کلہ سر کا ۱۲

نیست چون دیده ایست که نور ندارد و عالمی که او را تقوی نیست چون اسپی ست
که لجام ندارد و توانگری که او را احسان نیست چون درختی ست که میوه ندارد و صاحب
جمالی که او را حیا نیست چون طعامی ست که نمک ندارد و سلطانی که او را عدل نیست
چون ابری ست که باران ندارد و عالمگیری که او را شجاعت نیست چون بازرگانی ست
که مایه ندارد آورده اند که یکی از سلاطین عرب را روزی با دشمنی اتفاق محاربت
افتاد و چون هر دو لشکر صف کشیدند امرای دولت ملک عرب را گفتند ای ملک مهم
حرب از دو بیرون نیست یا نصرت ست یا هزیمت اگر بحکم قضا و قدر شکستی بر لشکر
ما افتد ترا کجا جوئیم گفت که اگر من بگریزم هر که مرا جوید از عنایت آفریدگار محروم باد
لیکن اگر غلبهٔ خصم را باشد مرا در میدان زیر سم اسپان طلبید یعنی غالب میشوم
یا کشته میگردم بیت

یا برآیم بچرخ گردنده	یا شوم زیر پا سر افگنده

آورده اند که دران حرب شمشیر میزد و بر لشکر خصم حمله می برد تا وقتیکه آفتاب
به نصف النهار رسید و حرارت بر دل مبارزان غلبه کرد و لبها از تشنگی خشک شد
و غبار کارزار بر رخسارها نشست یکی از خواص غلامان سلطانی عرب با ظرفی
آب بر عقب ملک می تاخت تا نزدیک وی رسید گفت یا ایها الملک تشنه شده
باشی زمانی توقف فرمای تا قدری آب بیاشامی ملک گفت تیغ آبدار من
از من تشنه تر ست بخدای که تا او از خون دشمن سیراب نشود من تشنگی خود را
تسکین ندهم و بواسطهٔ این عزیمت درست و جرأت تمام و شجاعت کامل حق سبحانه

اورا بر دشمن ظفر بخشید بدیت

کسی را که ایزد کند یاوری	که یارد که با وی کند داوری

توانند ۱۲ حاکمی ۱۲

از اسکندر ذوالقرنین پرسیدند که نشان پادشاه دلیر چیست گفت آنکه نپرسد که دشمن چند ست بلکه تفحص کند که کجاست و هر آئینه چنین سرداری نظم

چو شمشیر هندی بگیرد بدست	بصف اعادی در آرد شکست
بگرز گران و به شمشیر تیز	روان در جهان افگند رستخیز

دشمنان ۱۲ قیامت ۱۲

نوشیروان از بزرجمهر پرسید که شجاعت چیست گفت قوت دل گفت چرا قوت دست نمیگوئی گفت اگر دل قوی نیست قوت در دست نمی ماند و من شنوده ام که یکی از مبارزان عرب پیر شده بود با وجود ضعف پیری قوت دل داشت روزی میخواست که سوار شود دو کس بازوی او گرفتند تا سوار شد ناگاه بے ادبی آغاز طعنه زدن کرد ازین کس چه کار آید که دو کس باید که او را سوار کنند شجاعت او چه خواهد بود پیر چون این سخن او بشنود گفت آرے دو کس باید که او را سوار کنند اما هزار کس باید که او را فرود آرند نوشیروان سخن حکیم را مسلم داشت و فرمود که راست گفتی قوت دست تابع قوت دل ست فرد

آدمی را قوت دست از دل ست	هر که او را دل قوی بازو قوی

در وقتیکه سکندر بعزیمت تسخیر اقالیم عالم سوار میشد ارسطو را طلبید و گفت ای حکیم درین میدان که قدم نهاده ام و این مهم را که پیش گرفته ام هر آئینه مرا دوستان و دشمنان پدید آیند با هر یک از ایشان چگونه معاش کنم گفت اے ملک اصل

زندگی ۱۲

آنست کہ تا ممکن و مقدور باشد دشمن انگیزی نکنی و بر دوستان خواری روا نداری و اگر دشمنے پیدا شود او را از استمالت و دلنوازی اختصاص دہی تا دوست شود و دوست را بعزت و حرمت خاص گردانی تا از دوستی برنگردد سکندر فرمود کہ زیادت کن حکیم فرمود از کار دشمن غافل نشوی اگرچہ اندک باشند و بر لشکر اعتماد نکنی اگرچہ بسیار باشند و تا مہم بسخن نرم و آہستہ ساختہ تواند شد کلام درشت بر زبان نرانی و کار را بتازیانہ بر آید شمشیر از نیام بر نیاری اسکندر فرمود کہ شاید کار من با خصم بمحاربت انجامد دران بچہ کیفیت عمل توان کرد و بکدام نوع اقدام توان نمود حکیم گفت کہ حال حرب از دو بیرون نیست یا تو بحرب کسی میروی یا کسی بحرب تو می آید اگر تو بحرب کسی قصد کردۂ دہ شرط رعایت باید کرد اول باید کہ غرض ازان جنگ جز خیر محض نباشد و طلب دین حق و دفع ظلم و فساد بود دوم توجہ باید نمود بحضرت عزت تعالی شانہ و از وی یاوری طلبیدن و در دعای خیر و صدقات کوشیدن و از اہل قلوب و قبور استمداد ہمت فرمودن سوم شرائط حزم و سوء ظن بتقدیم رسانیدن و منہیان و جاسوسان برکار باید کردن و تفحص لشکر خصم و کیفیت احوال و کمیت رجال ایشان بواجبی نمودن چہارم بالشکری توجہ باید کرد کہ ہمہ یکدل و یک زبان باشند کہ اتفاق سپاہ با پادشاہ موجب فتح و نصرت و سبب ظفر و قوت است چنانچہ گفتہ اند نظم

کسی را ظفر بر ظفر حاصل ست	کہ در جنگ لشکرش یکدل ست
سپہ را کہ فیروزمندی رسد	ز یاران یکدل بلندی رسد

کوڑا[۱۲] — بلند ہے شان اسکی[۱۲] — صاحبدلان[۱۲] — بدگمانی[۱۲] — مقدار[۱۲] — خبر دینے والے[۱۲] — واں[۱۲]

لہ سوے ظن و بد گمانی کے سبب عمل … ۱۲

و موافقت اکابر و اتفاق بزرگان خصوصاً اقربا درین باب ضرورست پنجم لشکر
را وعده های نیکو دادن و بنوید های بزرگ مستظهر گردانیدن و نیت باید کرد که آن
مواعید بوفا رسد ششم تا توان بنفس خود مباشر حرب نباید شد که اگر شکستی روی
نماید آنرا تدارک توان نمود هفتم در تدبیر کار لشکر کشی و سپاه سالاری کسی را اختیار
باید نمود که بسه صفت آراسته باشد اوّل شجاع قوی دل بود و بدان شهرت یافته باشد
و نام و آوازه پیدا کرده تا ازان ترس و هراس در دل دشمن افتد دیگر رای صائب و
تدبیر تمام داشته باشد و مداخل و مخارج جنگ را دانسته که جای باشد که رای به از
شجاعت بکار آید و انواع حیل و خدع بکار باید برد که خدع در حرب مکروه نیست
بلکه مستحسن ست چنانچه در خبر واقع شده اَلحَربُ خُدعَةٌ دیگر ممارست حروب
کرده باشد و صاحب تجارب شده که فوائد تجربه بسیارست شرط هشتم آنست که
چون کسی در اثنای حرب بمبارزت و شجاعت از اقران و اکفا ممتاز شود در عطا
و صلت و ثنا و محمدت او باید افزود بلکه دران باب مبالغه باید نمود تا دیگران
را نیز میل هواداری و جان سپاری شود نهم در روز حرب از غفلت دور باید بود
که بسیاری بوده که ظفر نزدیک رسیده و یک نفس از جنگ غافل شده اند و
بدان غفلت کار دگرگون شده دهم اگر لشکر خصم شکسته گردد در پی ایشان نباید رفت
و بزودی کسی در عقب نباید فرستاد که چندین کرت واقع شده که لشکر بازگشته آن
فرستادگان را زده اند و قوت بازیافته معاودت نموده اند و لشکر غالب را مغلوب
ساخته و اگر کسی بحرب تو می آید و تو در صدد دفع اوئی اندوه چنین بیرون نیست یا ترا طاقت

مقاومت اوهست یانه اگرهست اولی آنست که بهر نوع از انواع تدبیر که ممکن باشد اورا از مقام دشمنی بباید گذرانید واگراین صورت دست ندهد شرائط حرب انچه مذکور شد رعایت باید فرمود واگر طاقت مقاومت نیست جاسوسان و دیده بانان برکار باید کرد ودرباب محافظت راهها ودربندها[۱۲] واستحکام قلعه ها و ذخیره نهادن تقصیر نباید نمود ودر طلب صلح بذل اموال واستعمال حیل ومکائد[۱۲] ضرورست واگر دشمن طلب صلح کند از صلح ابا[۱۲] نباید نمود واصلا ستیزه ولجاج[۱۲] پیش نباید گرفت چه لجاج مذموم ست وطالب صلح بآخر مظفر ومنصور گردد نظم

ستیزه مکن زانکه باد ستیز[۱۲]	کند باغ انصاف را برگ ریز
ستیزه بجایے رساند سخن	که ویران کند خان ومان کهن[۱۲]
کند عاقل اندر ره صلح سیر	تواین راه میرو که الصلح خیر

سکندر این سخنان را دستور العمل ساخته بنای جنگ وصلح برین نهاد وچون صفت شجاعت مراهل دولت را بهترین صفتیست سخن درین باب بسرحد اطناب[۱۲] رسید بحمدالله که شاهزادهٔ جوان بخت پرتدبیر نظم

ابوالمحسن آن شاه روشن ضمیر	کزو نوجوان گشت دوران پیر
جهاندار شاهی که روز مصاف	فرو ریزد از صولتش کوه قاف
چو در معرکه برکشد تیغ تیز	بکوهه کند کوه را سنگ ریز

بمعاضدت بازوی کامگار ومساعدت بخت بیدار هرطرف که روی رایت ظفر پیکرش[۱۲] متوجه گردد فتح ونصرت دو اسپه[۱۲] باستقبال موکب همایون نمایند وبهر جانب

[margin glosses: تا که; گیدها ۱۲; جنگها ۱۲; انکار; خزان ۱۲; دراز ی ۱۲; موافقت ۱۲; قوت ۱۲; یعنی جلدی ۱۲]

که مقصد همت بلند و مطمح نظر نهمت ارجمندش باشد اقبال و سعادت بر طریق استعجال عزم مرافقت و موافقت حشم عالی فرمایند قطعه

هر کجا عزم جهانگیرش گران سازد رکاب	فتح و نصرت ابدان جانب سبک گردد عنان
رمح دولت پرورش را ملک و ملت در پناه	تیغ نصرت گسترش را دین و دولت در ضمان

و عساکر نصرت مآثرش را بروز کارزار چون آتش حمله گذارند و در میدان جنگ از روے ثبات و درنگ چون کوه البرز نا پایدار مثنوی

یکایک تیغ زن چون نرگس یار	سراسر صف شکن چون زلف دلدار
ولایت گیر چون حسن حبیبان	غبار انگیز چون جور رقیبان
همه چون شعلهاے عشق جانسوز	همه چون غمزهٔ دلبر جگر دوز
همه چون چشم خوبان فتنه انگیز	همه چون هجر مردانداز و خونریز

حق سبحانه ظل ظلیل عاطفت آنحضرت را بر مفارق ملازمان مخلد و مستدام داراد بحرمة خلّص عباده الامجاد

باب سی و یکم در غیرت

غیرت نگاهداشت چیزیست که انسان را صیانت آن لازم باشد و در تدبیر مهمات و تاکید سیاسات سلاطین را ازین صفت چاره نیست هم در امور ملت و هم در مهام مملکت زیرا که غیرت دو نوع ست غیرت دین و غیرت دنیا و رعایت هر دو ضروری ست اما غیرت دین آنست که در تمشیت امر معروف و نهی منکر سعی نماید

بلہ جانب اندازه ۱۲ سله بحرمت خلاصه بندگان بزرگ ۱۲ سه اچھے کام کے حکم اور برے کام کی ممانعت ۱۲

وملازمان حضرت ورعایاے مملکت خود را بطاعت فرماید واز معاصی ومناهی منع کند و در حدیث آمده که هرکه از شما منکری بیند یعنی انچه مخالف شریعت باشد باید که آن را تغییر دهد بدست یعنی بدره یا بشمشیر چنانچه مقتضاے شرع باشد واین مرتبه اهل اختیار واقتدار ست پس اگر بدست نتواند که دفع کند بزبان منع فرماید اوّل به نصیحت واگر منزجر نشود بعنف وسختی سخن گوید واین مرتبه اهل علم وارباب زهد وورع ست واگر بزبان منع میسر نشود بدل آن را دشمن دارد واین مرتبه ضعیفانست از عوام الناس وبعضے از علما تتمۂ این حدیث برین وجه آورده اند لیس وراء ذلک الاسلام یعنی هرکه در منع کردن بدست وزبان عاجز گردد وبدل آنرا دشمن ندارد وآن کس را از مسلمانی نصیبے نیست قطعه

نهی منکر بدست باید کرد	ور میسر نباشدت این کار
بزبان منع کن وگر نتوان	در دل خویش می کنش انکار

وهر سلطانی که در اقامت حدود شرع واجرای احکام دین کوشد نائب حق ظل الله باشد وچون بادشاه را بواسطۂ کثرت مهمات ملکی بجزئیات این امر رسیدن متعذر ست هر آئنه محتسبان در مملکت خود نصب باید کرد ومحتسب باید که در اسلام صلب بود ودر حمیّت دین پروری غالب باشد وبصفت عفت وپرهیزگاری وامانت وراستی وکم طمعی آراسته بود وهرچه کند براے تقویت دین کند واز غرض وریا دور واز دواعی نفس وهوا برطرف باشد تا قول او در دلها تاثیر کند فرد

سخن که آن ز غرض پاک وز طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی دران اثر دارد

آورده اند که شیخ ابو الحسن نوری قدس سرّهٗ عادتی داشت که هرگاه منکری دیدی
ازان منع کردی واگرچه دران خوف قتل بودی روزی برکنار دجله بجہت طہارت
میرفت زورقی دیدکه درو سی و دو خم سر مهر نهاده بود و بر هر یک نوشته که لطیف شیخ
ازان عجب داشت در مبایعات[1] و تجارات چیزی که لطیف نام داشته باشد نشنیده
بود از ملاح سوال کرد که درین خمہا چیست ملاح گفت تو مرد درویشی با اینہا چہ
کارداری برو در پے مهم خود باش شغف[2] شیخ بدانستن آن زیادت شد ملاح را گفت
البته میخواهم که بدانم که درین خمہا چیست و چه جنس ست ملاح گفت ای درویش فضول
درین خمہا خمرست و برای معتضد خلیفه آورده اند شیخ نگاه کرد چوبی گران دران زورق
افتاده بود ملاح را گفت آن چوب را بدست من ده ملاح در خشم شد شاگرد خود را گفت
آن چوب را بدست او ده تا به بینیم که چه خواهد کرد شاگرد چوب بدست شیخ داد شیخ آن چوب را
بدست مبارک گرفته یک یکخم را می شکست و ملاح از ترس میلرزید و فریاد میکرد تا یونس
افلح که شحنه بغداد بود با کسان خود برسید و شیخ را گرفته نزد خلیفه برد و صورت حال
تقریر کرد و معتضد بغایت جابری غیور بود و ستمگار که بشتر سیاست بشمشیر کردی اهل
بغداد دیدند که شیخ را پیش معتضد می برند بغایت اندوهناک شدند و شک نکردند
درآنکه فی الحال شیخ را شهید خواهد کرد اما چون شیخ را درآوردند معتضد بر کرسی آهنین
نشسته بود و گرزی هم از آهن بدست گرفته و جامۀ سرخ پوشیده و این علامت
قهر و سیاست او بود بانگ بر شیخ زد که کیستی که چنین گستاخی کردی فرمود که من محتسبم

[1] جمع مبایعت باہم خرید و فروخت ۱۲ [2] مشغولی ۱۲

(حاشیه: غیرت دار ۱۲ — عه کوتوال و زندان بان یعنی ۱۲)

گفت بامر که احتساب میکنی گفت بامر خدا و رسول گفت تراکه محتسب ساخته گفت آنکه
ترا پادشاهی داده مرا محتسبی داده معتضد ساعتی سر در پیش افگند پس سر برآورده
گفت ترا چه بران داشت که این خمها را شکستی جواب داد که شفقت در حق تو و حق
رعیت تو گفت در حق من چگونه شفقت کردی گفت منکری راکه تو در ازالهٔ آن تقصیر
روا داشتی آن را از تو منع کردم و ترا از گرفتاری قیامت خلاص دادم گفت
در حق رعیت من چگونه گفت چنانچه بارتکاب تو محرمات را مردم بر معاصی دلیر
میگردند چون تو از حرام باز ایستی دیگران درین باره دلیری نتوانند کرد چه عامهٔ
خلق در صلاح و سداد تابع پادشاه اند اگر او را بر نهج صلاح بنیند همه طریق
صلاح پیش گیرند ثواب آن همه بدیوان وی راجع گردد و اگر از و فساد مشاهده
نمایند ایشان نیز در فسق و فجور کوشند و بزه و وبال آن همه بدو باز گردد پس در حق تو
مهربانی کردم و هم در حق رعیت تو و غرضی نداشتم درین عمل مگر خوشنودی حق عز و جل
معتضد بگریه درآمد و گفت این کار تر از یبنده است بعد ازین هر منکری که بینی تغیر کن
و حکم کردم که هیچ کس ترا منع نکند و از فحوای این حدیث معلوم میشود که چون محتسب
حقانی باشد هیچ آفتی بوی نرسد نظم

آن یکی با پیر خود گفت که من	نهی منکر میکنم اندر زمن
لیک می ترسم که از اهل حسد	آفتی در روزگار من رسد
گفت اگر این کار بهر حق کنی	از بلاهای دو عالم ایمنی

اما غیرت دنیا سه نوع ست اول نسبت با اشباه و اقران دوم نسبت باخاصهٔ خود

سوم[۳] نسبت با عموم خلق اما انچه نسبت بامثال خودست چنان باشد که تفوق خواهد برایشان بمرتبهٔ که هیچکدام را برو سر فرازی[۱۲ برتری] نرسد و بحسب جاه و صولت و قدر و شوکت و حشمت و عظمت و اقتدار و ابهت از همه بیش باشد و هر آئنه ظهور این غیرت و وفور این حمیت کارهای کلی کشاید و مهمات حسب المراد برآید و این از خصائص اهل همت ست و هر چند همت بلند تر باشد غلبهٔ[۱۲ کثرت] این غیرت بیشتر بود آورده اند که یکے از اولاد سلاطین حکیمی را پرسید که من میخواهم که از اخوان و اقران خود برتر آیم و گوے دولت از میدان اختیار بچوگان اقتدار بربایم مرا از اسباب این کار چه چیز بدست باید آورد حکیم گفت ای ملکزاده هیچ شی مر اکتساب دولت را به از همت و غیرت نیست نظم

کسے کو زغیرت برافراخت تیغ	سر تیغ را بگذراند ز میغ
زغیرت بدست آیدش نام و ننگ	زغیرت مراد خود آرد به چنگ
چنین گفت آن مرد بیدار بخت	که از غیرت آید بکف تاج و تخت

اما غیرتی که نسبت بخاصهٔ خود ست آن چنان باشد که خواص حرم[۱۲ خانه] خود را از چشم نامحرم پوشیده دارد و ایشان را در محافظت حدود عصمت[۱۲ پاکی دامنی] و عفت مبالغه نماید و هر چه رعایت آن شرعاً و عرفاً لازم باشد ایشان را بران معتاد سازد تا ببرکت آن اهالی رعیت نیز بصلاح موصوف و از فساد دور باشند و بزرگی در وصیت یکی از پردگیان حرم خود فرموده است مثنوی

عصمتیان را بمقام جلال	جلوه حرام ست مگر با حلال
دیده بهر روے نباید گشاد[۱۲ بزرگی]	پاے بهر کوے نباید نهاد

باب سی دوم

این همه آفت که به تن میرسد	از نظر تو به شکن میرسد
دیده فرو پوش چو دُر در صدف	تا نشوے تیر بلا را هدف
هر که بجز عفت حالت بود	رخ منما و رہ مه غالت بود

اما غیرت به نسبت عموم خلق چنانست که غیرتی که بر مخدرات حرم سلطنت دارد نسبت با حرم همه مسلمانان بجاے آرد و نگذارد که از ملازمان درگاه عالم پناه بدنامی بخاندان مردم باناموس رسد و در استکشاف گناه مسلمانان سعی نه نماید و عیوب رعایای مملکت خود بقدر امکان پوشیده دارد که در حدیث آمده که هر که عیب مسلمانی بپوشد خداے عزوجل عیوب او را بپوشد و در روایتی هست که گناهان او را در دنیا و آخرت پوشیده دارد

فرد پرده کس راندری تاندرد پرده تو	حق تعالی پرده ات پوشد تمامی مو بمو

مثلی هست که اُستر سَتَرَ اللّٰہ علیک و حمیت همان غیرت است در حمایت حال خود و ملک غیرت آنست که چون کسے پناه بوی آرد و از نهار داده بحصن حمایت خود در آورد تا ممکن باشد زنهار دادهٔ خود را ضائع نگذارد و در عرب دستور بوده و حالا هم در ولایت حجاز هست که چون کسی در سایهٔ دیوار یا ظلال خیام ایشان در آمدی او را جوار دادندی بی آنکه بزبان زنهار خواستی و زنهاری خود را بدست کسی باز ندادندی و بسیار مال درین کار صرف کردندی بلکه خونها ریخته شدی و از سر این کار در نگذشتندی و بعضے جانوران نیز که بخیمهٔ ایشان پناه آوردی یا بحرگاه ایشان در آمدی حمایت کردندی آورده اند که بهرام گور وقتے که در دیار عرب با نعمان منذری بود و نعمان او را بامر پدرش یزدجرد تربیت میفرمود روزے بهرام در شکار قصد آهوی کرد و آهو از پیش او در رسیده هر طرف میگریخت

وبهرام از عقب او می تاخت هوا گرم شد و آهو از تشنگی بیطاقت گشته بکنار قبیله رسید
و بخیمهٔ اعرابی قبیصه نام در آمد اعرابی او را بگرفت و برسنی به بست و متعاقب او بهرام
بدر خیمه رسید تیر بر کمان نهاد و نعره زد که ای صاحب خانه شکار من اینجا آمد بیرون
آر قبیصه ندانست که کیست گفت ای سوار زیبا روی مروت نباشد که جانورے که
پناه بدین خیمه آورده باشد من او را بدست کسی باز دهم تا بکشد بهرام درشتی آغاز کرد
قبیصه گفت سخن دراز مکن تا این تیر که در کمان داری بر سینهٔ من نزنی و مرا نکشی دست
تصرف تو بگرد این آهو نرسد و آن دم مرا بکشی مردم قبیلهٔ من ترا بجست و جوے
آهو نخواهند گذاشت بر جان خود رحم کن و از سر این آهو در گذر و اگر توقعے داری این
اسپ تازی نژاد را که بر در این خیمه بسته است با زین و لجام طلا بتو دادم سوار شو
و اسپ خود را جنیبت[۱۲] ساز و بمقام خود باز گرد بهرام را این حمایت از بس خوش آمد
و باسپ او التفات ننموده عنان بگردانید و بموکب خود بپیوست و آن روز که تاج سلطنت
بر فرق همت او نهادند و عرب و عجم طوق فرمان او در گردن اطاعت افگندند بهرام
قبیصه را طلبید و تربیت کرد و او را در عرب مُجیرُ الغزلان لقب کردند یعنی زنهار دهندهٔ
آهوان و حمایت کنندهٔ ایشان **نظم**

کسی را که آری بزنهار خویش	نگه دار اندازهٔ کار خویش
بمردے حمایت از و وا مگیر	بمردانگی کار از و در پذیر
یکے قطره آرد بدریا پناه	ز صدر صدف سازدش تکیه گاه
بصد تربیت نامدارش کند	یکے گوهر شاهوارش کند

[۱۲] اصل؛ کوتل (margin: ز نا اندازه بیرون منشین)

باب سی و دوم در سیاست

و آن ضبط کردن ست و برنسق داشتن و سیاست دو نوع ست یکی سیاست نفس خود و یکے سیاست غیر خود اما سیاست نفس برفع اخلاق ذمیمه است و کسب اوصاف حمیده و سیاست غیر دو قسم ست یکی سیاست خواص و مقربان درگاه و ضبط و نسق ایشان دوم سیاست عوام و رعایا و قسم اول در باب چهلم مذکور خواهد شد اما قسم دوم بران وجه ست که بدان و بدفعلان را باید که پیوسته ترسان و هراسان دارد و نیکان و نیک کرداران را امیدوار سازد و از ابوزرجمهر پرسیدند که کدام پادشاه بزرگوار ترست گفت آنکه بیگناهان ازو ایمن باشند و گناهگاران ترسان و خندهٔ تیغ برق فشانش با گریهٔ ستمگاران مدبر مقترن باشد و بارقهٔ نسیم فیض سانش با باران انعام بر درویشان مستحق مقارن بود نقل ست که هوشنگ ملک گفته که من رحمتے ام از خداے بر نیکان و مصلحان و خشم خدایم بر بدان و مفسدان نیش قهرم با نوش لطف در آمیخته است و زهر هیبتم با شکر مرحمت تالیف شده فرد

آن را بدوستان و هم این را بدشمنان	تریاق و زهر هر دو مرا در خزانه هست

حکما گفته اند که مدار ار دوی عالم بر سیاست ست و او را بشحنگی جهان کون و فساد نامزد کرده اند اگر ضبط سیاست نباشد مهمات جهان بر نسق نماند و اگر قانون تادیب و تعذیب نبود کار ها روی به تباهی نهد قطعه

بے سیاست خلل پذیر بود	از سیاست نظام یابد ملک
از سیاسات ناگزیر بود	نسق کارهاے عالم را

اگرچه عروس لَا مُلکَ اِلَّا بِالعَدلِ دلپذیرست اما اورا از پیرایۂ لَا عَدلَ اِلَّا بِالسِّیَاسَۃِ
چاره نیست هر پادشاه که از مقتضای آفَۃُ الرِّیَاسَۃِ ضُعفُ السِّیَاسَۃِ بیخبر بود بنودی
ارکان مملکتش تزلزل پذیرد واساس سلطنتش خلل یابد چه زینت ملک وملت ومصلحت
دین ودولت در سیاست ست قطعه

تیغ سیاست ست که رخسار ملک را	سازد جهان فروز ودرخشان چو آفتاب
معماری سیاست اگر نے مدد کند	گردد جهان زسیل جفا وستم خراب

بے قاعدۂ شریعت هیچ حق در مرکز خود قرار نگیرد وبے ضابطۂ سیاست کار شرع
ودین نظام نه پذیرد پس سیاست ملوک مقوی شرع باشد واجرای احکام شرع
رواج ملک قطعه

سرسبزی نهال سعادت بباغ دهر	بے چشمه سار شرع مطهر طمع مدار
لیکن زلال چشمۂ دین کے شود روان	بے سایۂ سیاست شاهان کامکار

وفی نفس الامر مدار ملت بروست وقرار مملکت از وست اگر تیغ سیاست
سلاطین نبود در عالم خاک آب خوش کسے نخوردے ودر حدیث آمده که اگر پادشاه
نبودی آدمیان بعضے بعضے را بخوردندی یعنی هلاک ونابود ساختندے
مملکت را جز بسیاست ضبط نتوان کرد وفتنه را جز بسکون آرام نتوان داد
آورده اند که یکے از خلفا به منبر بر آمد تیغے کشیده ومصحف بردست گرفته
پس در اثنائے خطبه گفت اے مردمان نیکو شمار از ین بس ست یعنی مصحف

۱؎ نهین هی ملک مگر ساته عدل کے ۱۲ ۲؎ نهین هی عدل مگر ساته سیاست کے ۱۲ ۳؎ آفت ریاست کی سستی سیاست کی هی ۱۲

و بدان شما جز بدین راست نشوند یعنی شمشیر قطعه

سیاست آتشی باشد که آنرا	زبهر بدسگالان برفروزند
چو ایشان میفروزند آتش ظلم	همان بهتر که ایشان را بسوزند

آورده اند که طمغاج خان پادشاهی بوده است بزرگ معمار سیاستش عرصهٔ ممالک را معمور ساخته و شمشیر تیزش بنیاد بیداد و ستمگاری از شهر و ولایت برانداخته قطعه

آباد [12]

تا خت از بیم قهر او فتنه	ز ان سو نیستی بصد فرسنگ
رفت از صیقل سیاست او	زنگ ظلم از رخ جهان دو رنگ

روزی یکی از زنود او باش گلدستهٔ بخدمت او آورد سلطان از دست بستد و گفت از کجا آوردهٔ گفت از گلزارها برچیده ام گفت گلزارها ملک تو بوده گفت نه گفت از مالکش خریدهٔ گفت نی چرا که درین شهر گل نخرند و بسیار بی قیمت ست سلطان تامل فرمود گفت هر که بی دستوری کسی درباغ او رود و گل بچیند میتواند نیز که بی اذن او میوه باز کند و ازین عملها صورتهای دیگر نیز متصور ست حکم کرد تا دستش ببرند اکابر بسی شفاعت کردند تا یک انگشتش ببریدند و طمغاج خان پیوسته رندان و بیباکان را میکشتی روزی این جماعت بر در دروازهٔ شهر نوشتند که ما آن گیاهیم که هر چند سر زنند بیشتر شویم این خبر بسلطان رسید فرمود تا در پهلوی آن خط نوشتند که ما نیز باغبانیم منتظر ایستاده که هر چند سر بر آرند بدرویم فرد

مردم آمیخته [12] جمع [12] چهارم [12]

هر خار که سر بر زند از گلشن ملک	فی الحال سرش بتیغ بر باید داشت

گویند که هرمز بن نوشیروان عدل خود را با سیاست اقتران داده بود و لطف خود را

باقهر انضمام فرموده نیکان را بنواختی وبدان را رسوا ساختی بیت

زده سیاست او راه کاروان ستم	کشیده مرحمتش خوان عدل در عالم

وقتی رکابدار او در باغی رفت ویک خوشه انگور بی اجازت باغبان بازکرد باغبان عنان اسپ او را بگرفت وگفت بهای او بده والا نزد شاه هرمز از دست تو تظلم کنم غلام چیزی بوی میداد واو رضی نمیشد القصه هزار دینار بدو داد از هیبت سیاست هرمز وحکما گفته اند سلطنت بمثابهٔ نهال ست وسیاست بمنزلهٔ آب پس لازم ست بیخ درخت سلطنت را آب سیاست تازه داشتن تا ثمرهٔ امن وامان حاصل آید نظم

خوش آن شهریاریکه از روی دانش	تامل کند در کتاب سیاست
سر تیغ او گلشن سلطنت را	تر و تازه دارد بآب سیاست

وبباید دانست که سیاست بموقع آنست که دربارهٔ جمعی واقع شود که استحقاق آن داشته باشد وآن گروهی اند آزار پیشه وبد اندیشه که چون مار وکژدم ضرر ایشان بخاص وعام وخرد وبزرگ می رسد یکی از سلاطین حکیمی را پرسید که از آدمیان مستحق سیاست کیانند گفت هیچ آدمی استحقاق سیاست ندارد بلی سیاست برسباع وهوام باید کرد یعنی درندگان وگزندگان بادشاه گفت معنی این سخن را روشن گردان گفت ای ملک از مخلوقات جمعی اندکه خیر محض اند ومحض خیر واز ایشان همه نفع رسد وضرر نی وایشان مانند ملائکه اند وبعضی دیگر ند که ایشان محض شر ند وشر محض چون گرگ وپلنگ ومار وکژدم واز ایشان همه ضرر رسد ونفع نی پس از آدمیان هرکه بر خوی وخصلت فرشتگان ست افضل نوع انسان ست وهر که

بر طبع و سیرت سباع و هوام باشد بدترین درندگان و گزندگان ست و مستحق سیاست ایشانند نه آدمیان مثنوی

سیاست پسندیده باشد بسے	ولیکن نگویم که با هر کسے
بخور مردم آزار را خوان و مال	که از مرغ بدکنده به پر و بال

آورده اند که در عهد نوشیروان ظالمی ضعیفے را طپانچه زد و او پیش نوشیروان آمده تظلم نمود نوشیروان فرمود تا ظالم را بسیاستگاه بردند و گردن بزدند یکے از خواص گفت عجب داشتم از عدل ملک که آدمی را بدین قدر جنایت بیجان ساخت نوشیروان گفت غلط کردی من آدمی را نکشتم بلکه سگ و گرگ را بیجان کردم و مار و کژدم را هلاک گردانیدم بیت

کسے کو پیشه کرد آزار مردم	بمعنی بدترست از مار و کژدم

آورده اند که خسرو پرویز از بزرگے پرسید که از طبقات خلق لائق سیاست کیست گفت ای ملک خلائق پنج طبقه اند اول آنها که در ذات خود نیک اند و از ایشان همه نیکی بخلق میرسد ایشان را تقویت باید کرد و با ایشان صحبت باید داشت دوم جمعی که بخود نیک اند اما اثر نیکی ایشان بکس نمیرسد ایشان را عزیز باید داشت و بر خیر تحریص باید کرد سوم گروهے که میانه حال باشند یعنی از ایشان نه خیر بمردم رسد و نه شر یعنی در ذات خود نه خیر باشند و نه شر ایشان را راه خیر باید نمود و از شر تحذیر باید فرمود چهارم طائفهٔ که ایشان بد باشند اما بکسے بد نرسانند ایشان را خوار باید داشت تا ترک بدی کنند پنجم فرقهٔ که هم بد باشند و هم بدی ایشان بمردم رسد

ایشان را سیاست باید کرد بوعدهٔ و وعید و تهدید انگه ضرب پس حبس و آخر کار قتل فرد

آتشی را که خلق ازو سوزند	جز بکشتن علاج نتوان کرد

و یکی دیگر از فوائد سیاست تسکین فتنه است چه مردم فتان [فتنہ انگیز ۱۲] شور انگیز چون بینند که آتش سیاست تیزست در گوشه گریزند و اگر اندک وهنی در کار سیاست مشاهده رود و هزار فتنه برپا کنند و از هر جهتی شورشی بظهور رسانند [سستی ۱۲] نظم

اگر سلطان نفرماید سیاست	زند هر ناکسی لاف ریاست
بلا برهم زند روی زمین را	نه دولت را بقا باشد نه دین را
چو مردم ضبط در کشور نه بینند	بجز فتنه ره دیگر نه بینند

و هم درین باب گفته اند قطعه

اگر نه هیبت شمشیر پادشاه بود	چه شورها که بیکدم ز شهر برخیزد
کسی که دست چپ از دست راست نشناسد	هزار فتنه چو دستش دهد بر انگیزد

باب سی و سوم در تیقظ و خبرت

تیقظ بیداری باشد در کار مملکت و خبرت آگاهی باشد از حال رعیت و از ملوک عادل معهود و متعارف ست که مستخبران [خبر دینے والے ۱۲] معتمد نصب فرمایند و متفحصان [تلاش کرنے والے ۱۲] امین را بر گماشته [مقرر کیا ۱۲] به پنهانی تا تجسس و تفحص حالات مملکت و مهمات رعیت نموده بموقف [پہچانا ہوا ۱۲] اخبار و اعلام رسانند و بعد از اطلاع بران سعی نمایند تا هر خللی که در بنیاد معدلت [یعنی جگہ ۱۲] ظاهر شده باشد مرمت یابد و اصلاح پذیرد پیش ازان که دست تدارک بدامن تلافی آن نرسد بیت

	ازان پیش کز کف رود اختیار	باول توان کرد اصلاح کار

وبسیار بوده که سلاطین در شب بلباس مجهول می گشته اند و تفحص احوال رعیت و مملکت میکرده چه بسیاری اخبار باشد که مقربان درگاه سلطنت نشنوند و اگر بسمع ایشان رسد بجهت مصلحت خود یا ملاحظۂ وقت و زمان بپادشاه نگویند یا نتوانند گفت واز حضرت داؤد علی نبینا و علیه السلام [ہمارے نبی پر اور اُنپر سلام ۱۲] منقول ست که شبها جامه بدل کردی و در شهر و بازار گشتی بصورت مردم غریب برآمده واز هر کس خبری پرسیدی و گفتی که داؤد با شما چه نوع معامله میکند و نوکران و کارکنان او بر چه وجه سلوک می نمایند پس اگر جائے دیدی که خللی پیدا آمده بتلافی آن مشغول گشتی واز سلطان محمود غازی مثل این صورتها منقول ست که شبها بیرون آمده به تجسس احوال مردم مشغول گشتی و چون درین صورت که پادشاه خود بیرون آید و متفحص گردد امکان خطرست بزرگان وزیرکان [عاقلان ۱۲] دستوری نهاده اند که سلطان باید که منهی [خبر دینے والا ۱۲] امین معتمد دولتخواه بے غرض پاک اعتقاد بلند همت تعیین نماید بر وجهے که کس بران وقوف نیابد و مرسوم [تنخواہ ۱۲] او بدلخواه او مقرر سازد تا اگر کسی بر احوال او واقف شود و او را نتواند که بزر فریب دهد و چنان باید که بهر وقت که خواهد پیش تو اندرفت شاید خبری باشد که توقف برنتابد [تاب نہ لائے ۱۲] و چون حال برین منوال بود هر آئینه سلطان بر جزئی و کلی صاحب وقوف گردد و بعده ارکان دولت و اعیان ولایت برین صورت [طرح] که پادشاه بر احوال [خبر ۱۲] هر یک مطلع ست اطلاع یابند بے شبهه معاش [زندگانی ۱۲] ایشان بر وجهے باشد که باید و عملهاے ناشایسته از ایشان در وجود نیاید نظم

چه نیکو متاعیست کار آگهی	گزین نقد عالم مباد آتهی
ز عالم کسی سر بر آرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند

آورده اند که در خوارزم پادشاهی عادل بود نقش التعظیم لامر الله بر صفحه خاطر نگاشته و رایت الشفقة علی خلق الله در میان مرحمت افراشته قطعه

ز عدل او شده باز سفید جفت کلنگ	شعر	ز امن او شده شیر سیه رفیق شغال
نه آن فراز برد در هوا بدان چنگل		نه این دراز کند در زمین بهو چنگال

و در زمان او کسی را زهره نبود که به آشکارا عملی ناپسندیده از فسق و فجور توانستی کرد مگر یکی بود از امرا و اعیان دولت او که حقوق خدمت قدیمی داشت و بر در بارگاه باختیار او کسی نبود خود را بصورت صلاح بسلطان نمودی و در خفیه بخمر و زمر و انواع فسق مشغول بودی و کسی زهره آن نداشت که از وی شکایت کند سلطان برین حال وقوف یافته نخواست که مجاهرة درین باب سخن گوید چه اظهار این نوع کلمات از اکابر رفع حجاب و احتشام کند و آن مهابت سلطنت را مضرست پس روزی از روزها آن امیر را طلبید و فرمود که مرا مرغی میباید که منقار او سرخ باشد و سرهای بال او سیاه و باقی سفید و جز تو کسی این نوع مرغ را پیدا نتواند کرد امیر گفت که بطلب آن اشتغال نمایم و بهر وجه که توانم پیدا سازم اما مرا سه روز مهلت باید داد سلطان مهلت داد امیر بجست و جوی مرغ مشغول گشت در شهر و نواحی چنین مرغی بدست نیامد امیر بعد از سه روز بپایه سریر باز آمده مراسم اعتذار را تمهید داد که ای ملک بدان مقدار که مقدور و دشتم جد و جهد نمودم

Marginal glosses: یعنی قوت ۱۲; نے بجانا ۱۲; آشکارا ۱۲; بزرگی و ترس ۱۲; ابرو ۱۲; اطراف ۱۲; آرایش ۱۲; عذر کرنا ۱۲; کوشش ۱۲; له بزرگی خدا کے امر کو ہے ۱۲; له مہربانی خلق خدا پر ۱۲

و در تفحص چنین مرغی سعی کردم پیدا نشد اشارت حضرت اعلی بهر چه صادر شود در عوض آن تا مقدور مهیا گردانم سلطان فرمود که مطلوب من مثل این مرغیست و من اختیار شهر و ولایت بدست تو داده ام و تو از تحصیل این مقدار چیز عاجزی چگونه است بر و سه روز دیگر مهلت دادم و این نوبت بی چنین مرغی باز نیائی دیگر باره امیر برفت و بعد از سه روز دست تهی باز آمد سلطان فرمود که تو از شهر چنین خبر داری که چهار مرغ بدین شکل و هیأت در یک خانه است و پیدا نمیتوانی کرد برو و سر چهار سوی شهر و بازار شرقی گذر کن چون بدر فلان مسجد رسی محله ایست بر دست راست دران محله کوچه ایست بدین نشان در پیش آن کوچه خانه ایست درش جانب غرب بدان خانه درآئی و به صفهٔ که در طرف جنوب ست توجه کن بر دست چپ آن صفه خانه ایست و درون آن خانه خانهٔ خرد ست در آن خانه بگشای در آنجا قفسی بینی نمد زرد بران پوشیده و دران قفس چهار مرغیست بدان نوع که من گفته ام آنرا بیار امیر ازین سخن حیران شده از نزد سلطان بیرون آمد و بدستوری که ملک نشان داده بود برفت و قفس را با آن مرغان حاضر گردانید ملک فرمود که اهل حکومت را باید که از شهر و ولایت خود چنین با خبر باشند که من هستم امیر که این سخن بشنید با خود اندیشه کرد که پادشاهی که از بازار و کوچه و از خانهٔ شهر چنین با خبر است امکان میدارد که بر اعمال پنهانی من هم وقوف داشته باشد من بعد معاش خود را تغیر میباید داد پس از معاصی توبه کرد و براه راست باز آمد و ازین حکایت معلوم میشود که اطلاع سلاطین بر احوال مردم فوائد بسیار دارد مثنوی

چنین گفت مرد سخن آفرین
که هرمز بهنگام نزع روان
جهانی بذات تو وابسته اند
بغفلت مکن خواب بیدار باش
چو در عهدهٔ تست عالم تمام

زاخبار شاهان ایران زمین
بخسرو چنین گفت کای نوجوان
بفرمان حکم تو پابسته اند
زاحوال گیتی خبردار باش
مشو غافل از کار خود والسلام

و دفع غفلت به تعیین صاحب خبر انست تا بر احوال هر ولایت اطلاع یابند منصور خلیفه گفتی که من بسه کس محتاجم اول عاملے که مال رعیت بمن نهد و مال من بر رعیت نگذارد دوم شحنه که داد مظلوم از ظالم بستاند و حکم بے طمع و غرض کند پس آهی سرد برکشید و گفت ای دریغ از سوم پرسیدند که آن کیست گفت آن شخصی که صورت احوال اینان راچنانچه هست بمن باز نماید والحق اگر بادشاه راچنین کسان بدست افتند پس صلاح درمیان خلق پدید آید آورده اند که اردشیر بابک از بسکه تفحص حال گماشتگان و نزدیکان خود کردی کار بدانجا رسیده بود که هر روز با امراو و زرا و عمال و سائر ملازمان گفتی که دوش حال تو برین منوال بود که چه خوردی و کجا خفتی و باکه سخن کردی و چه گفتی مردم ازین سخن تعجب می نمودند و میگفتند وی را فرشتگان خبر میدهند و آن نبود الا با علام صاحب خبران رباعی

صاحب خبران امین شاهان باشند
هم بر جگر ستمگران نیش زنند
مقبول دل جهان پناهان باشند
هم مرهم زخم دادخواهان باشند

و اگر بے اعلام صاحب خبر مهمے بموقف عرض رسد شرط آگاهی آنست که زود

حکم نفرماید چه بزرگان گفته اند که حکم پادشاه بمنزلهٔ قضا و تقدیر می ماند که چون از عالم مشیت (ارادهٔ الٰہی ۱۲) عزم عالم بشریت کند رادِ منع آن بهیچ وجه میسر نشود و احتراز و اجتناب (یکسوئی پرہیز ۱۲) ازان در حیز امکان نگنجد بیت

چو از کمان قضا و قدر رسد تیری ۔ یقین که باز نه گردد بهیچ تدبیری

پس شرط والیان خطهٔ (شہر ۱۲) سلطنت و حامیان حوزهٔ (نگاہبانان ۱۲) مملکت آنست که در امور مصالح جمهور بی حجتی قاطع و دلیلی ساطع و بی بینهٔ روشن و برهانی واضح هیچ حکم بامضا نرسانند (اجرا ۱۲) و بی تامل و امعان (یقینی ۱۲) و تدبر و ایقان پروانگی نه دهند که خردمندان فرموده اند قطعه (تامل ۱۲)

نباشد پسندیدهٔ شرع و عقل ۔ که بی بینه (گواه ۱۲) شاه فرمان دهد
که هم چون مضای (گذرنا ۱۲) قضا حکم او ۔ گهی جان ستاند گهی جان دهد

و شرط دیگر آنست که از روی گمان بیگناهان را در مضیق (تنگی ۱۲) ضرر و معرض خطر نیفگند که بیشتر گمانها به وبال و بزه باز گردد چنانچه حق سبحانه فرموده که انّ[1] بعض الظنّ اثم اگر کسی بمجرد گمان بی تحقیق و ایقان در مهمی حکم فرماید و آن گمان خطا بیرون آید خود را در محل سخط و مظهر غضب آفریدگار ساخته باشد نعوذ[2] بالله من ذالک قطعه

مکن کس را بانداک ظن باطل ۔ عقوبت تا پشیمانی نیارد
که چون شک از یقین گردد هویدا ۔ پشیمان گردی و سودی ندارد

آورده اند که در روزگار قباد شهریار شخصی بویرانه در آمد شخصی را دید افتاده چون نیک در نگریست سرش بریده بودند و کارد بر سینه اش نهاده آن کس از

---

[1] البته بعضے گمان گناه ہین ۱۲ [2] پناه چاہتے ہین ہم ساتھ خدا کے اس سے ۱۲

غایت تحیر مبهوت و مدهوش بماند مصرع

نی قوت استادن و نی جرأت رفتن[بھول چکا ۱۲] + درهمین حال یکے از ملازمان حاکم آن
ولایت برسید آن صورت مشاهده کرد فی الحال او را دست و گردن لبسته و کارد
پرخون از گردنش آویخته بدر خانهٔ حاکم آورد و واقعه را تقریر کرد حاکم بانگ برزد که
این کس را چرا کشتی گفت اَیُّهَا الْمَلِکُ[اے بادشاہ ۱۲] من بدین ویرانه رسیدم و او را کشته دیده
متحیر و متعجب گشتم در اثنای آن حال این کس مرا گرفته نزد شما آورد و من نه از مقتول
خبر دارم و نه از قاتل حاکم گفت گمان من آنست که تو او را کشتهٔ و بدین سخنان میخواهی
که از دست من برهی آن بیچاره گفت ای ملک با من بگمان خود کار مکن که حق
میفرماید اِنَّ الظَّنَّ[له] لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا گمان بجای یقین نمی نشیند حاکم گوش بسخن
وے نکرد فرمود تا بر دارش کشند در محلیکه رسن در گردن او کرده میخواستند بر دارش
کشند نداء میزدند که وی در فلان ویرانه کسی را کشته است جوانی از نظارگیان پیش آمد
و گفت ای جلاد چندان صبر کن که تا من پیش ملک بروم و صورت حال باز نمایم
تعجیل منمای که این شخص بیگناه است و خون بیگناه ریختن عمل تباه کند جلاد
توقف کرد او را پیش ملک بردند گفت ایها الملک خونیکه دران ویرانه واقع شده من
کرده ام آن کس دشمن من بود من فرصتے یافتم او را بکشتم و این جوان که او را سیاست
فرموده از این حال بیخبر است ملک تامل بسیار فرمود و نذر کرد که دیگر بمجرد گمان حکم
نه کند پس آن جوان را محبوس ساخته صورت حال به پادشاه قبا دعرض کردند
وے از علمای زمان پرسید گفتند او را نباید گشت زیرا که اگر یکے را کشته سبب

[له] البتہ گمان بے نیاز نہیں کرتا حق سے کچھ بھی ۱۲

حیات دیگری شده است پس قباد آن جوان را طلبید و صورت حال از وے پرسید و خلعت داده آزاد کرد و فرمود تا در وصایاے وے نوشتند که بر پادشاهان لازم ست که خون مردمان بمجرد وهم و گمان نریزند قطعه

سیاستے بگمان رسم معدلت نبود	که تا یقین نشود خون کس نشاید ریخت
بهر دیار که حکم از ره گمان باشد	به زود زود بباید ازان دیار گریخت

آورده اند که یکی از ملوک بار عام داده بود و در بروی وضیع و شریف کشاده اکابر و اصاغر بدیدار همایونش ببرکت می جستند و دیده بگوهر تاج و فروغ افسرش منور مے ساختند بیت

دیدار روی سلاطین دیده روشن میکند	از همه تیر بلا گو یا که جوشن مے کند

پیری از میان قوم سخن آغاز کرد و گفت هر که به لقاے ملوک مستسعد گردد هدیه نفیس و تحفه عزیز باید گذرانید و دست امکان من بذخیرهٔ که از جنس زر و نقره باشد نمیرسد اما از جواهر حکمت دُری شاهوار دارم میخواهم که درین مجلس نثار کنم پادشاه فرمود که بضاعت سخن درین روز بازار لطف و کرم ما از جمله بضاعتها رائج ترست بیار تا چه داری پیر فرمود که ای ملک میان شک و یقین از چهار انگشت بیش نیست هر چه بچشم بینند به یقین حق بود انچه بگوش شنوده شود در حقیقت و بطلان او شک و گمان مدخل وارد و شاید که باطل بوده باشد ع شنیده کے بود مانند دیده + و چون فرمان شاه هر چه فرماید نافذ ست پس درانچه حکم شود باید که از روے یقین وجود گیرد نه از راه گمان که اگر ناگاه آن گمان مرتفع شود و یقین بنوعی دیگر روے نماید سبب بدنامی دنیا و وبال آخرت ست ملک او را تحسین فرمود و این سخن بقبول تلقی نمود نظم

بڑے ۱۲ بزرگ ۱۲ کمینہ ۱۲ ملاقات ۱۲ سعادت پانے والا ۱۲ پونجی ۱۲ اٹھنے والا ۱۲ پیش آنا ۱۲

هر حکم که از سر یقین ست	آرایش ملک و زیب و دین ست
حکمی که بناش بر گمان ست	آشوب دل و زیان جان ست

از حکیمی پرسیدند که سبب غفلت بعضی از ملوک چیست گفت سه چیز ست که پادشاه را از مملکت و رعیت بیخبر میگرداند اول شهوت و متابعت هوای نفس که هر که بسودای نفس و آرزوی وی درماند پروای هیچکس و فراغت هیچ چیز ندارد بیت

هر که از سودای شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد

مشهور ست که شخصی اسکندر را گفت تو پادشاهی و بغایت بزرگی زنان بسیار در عقد خود درآور تا فرزندان بسیار شوند و از تو یادگار مانند گفت یادگار من عدل ست و نیکنامی و زشت باشد که کسی بر مردان غالب آمده باشد و بآخر زبون زنان گردد فرد

برای یکدمه شهوت که خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست

دوم از اسباب غفلت حرص باشد بر جمع مال و نهادن گنج و هیچ صفتی مر ملوک را ناپسندیده تر از حرص مال جمع کردن نیست زیرا که حریص در جمع مال پروای حرام و حلال نکند و غم ملک و رعیت نخورد بلکه نخواهد که غیر او را مال و منالی بود و همه خود را خواهد و با این همه هنوز سیر نشود بیت

کاسهٔ چشم حریصان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد

آورده اند که زاهدی سلطانی را وصیت میکرد که ای ملک حالا رعیت تو توانگرند و تو پادشاه توانگرانی پس اگر مال از رعیت بسیار بستانی محتاج شوند

وآن زمان تو پادشاه محتاجان باشی حکیم فردوسی فرموده مثنوے

اگر پادشہ را سے گنج آورد	دل زیر دستان برنج آورد
چو ناکام باید بدشمن سپرد	پس آن گنج را رنج باید شمرد

پادشاہے را گفتند مال از رعیت بستان و در خزانہ نہ گفت خزانہ بہ از رعیت نیست ہرگاہ میخواہم مال خود از ان خزانہ برمیدارم سوم ازانہا کہ غفلت آرد شراب خوردن ست و بملاہی و ملاعب میل کردن و پادشاہ باید کہ از مستی بپرہیز و زیرا کہ چون مست شود از ملک و مال بیخبر گردد و ملازمان بصحبت آنکہ او را غافل یافتہ اند ہرچہ خواہند با ہرکہ خواہند بکنند بیت

[کھیل کود ۱۲]

بیخبر آن مرد کہ چیزے چشید	کش قلم بیخبری در کشید

وبسیار باشد کہ در مستی صورتے چند وجود گیرد و خللی چند وقوع یابد کہ در ہشیاری تدارک و تلافی آن نتوان کرد قطعہ

مست بودن نیست داب و پیشہ ارباب ملک	شاہ را در سلطنت آئین ہشیاری خوش ست
شاہ باشد پاسبان ملک مستی خواب خوش	پاسبان را خواب لائق نیست و بیداری خوش ست

والحمد للہ الملک التواب[1] کہ این شاہزادہ کامیاب دارا ے ممالک آرا ے فریدون بخت سکندر تخت خورشید طلعت جمشید صولت قطعہ

ابو المحسن آن خسرو[پادشاہ ۱۲] نامدار	کہ نازد بدو مسند سروری[دبدبہ ۱۲]
چو در معدلت ثانی سنجر ست	بدو داد حق مملکت سنجری[پادشاہی ۱۲]

[1] شکر خداے پادشاہ توبہ قبول کرنے والے کا ۱۲

بر مقتضای فرمان لازم الاذعان توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا قدم در عالم توبہ نہادہ و باب استغفار بمفتاح واستغفر لذنبک کشادہ مضمون وانیبوا الی ربکم را بقبول تلقی نمودہ مانند لالہ سیراب ساغر شراب بر سنگ زدہ وچون سوسن آزادہ بدہ زبان بکلمۂ استغفر اللہ خواندن آغاز کرد وچہرۂ مبارکش کہ افروختہ جام مدام بود سیمای متعبدان گرفتہ وبر وعدہ وسقٰہم ربہم شرابا طہورا از ارتکاب شراب فجور کہ فی الحقیقۃ شراب غرور است درگذشتہ این زمان در مجلس ہمایون بجای گلبانگ مے خواران صدای دعای دینداران ست وعوض ہای ہوی مستان نغمۂ تکبیر وتہلیل خدا پرستان فرد

بجای جرعۂ مے بادۂ محبت دوست	بجای نغمۂ نے صوت دلکش حفاظ

حق سبحانہ بہ برکت توبہ وانابت آنحضرت را بروزگار کافۂ انام واصل دارا دومیمنت این حالت بایام دولت خجستہ فرجام ایشان متواصل باد بالنبی وآلہ الامجاد

باب سی وچہارم در فراست

وآن شرط کلی باشد در حکومت وبر اہل اختیار واجب ست کہ بعین بصیرت در سوابق ولواحق ہر حدوثیکہ واقع شود نظر کنند اگر آن واقعہ بغایت روشن وہویدا باشد بدانچہ مقتضای شرع وعدل ست بدان حکم فرمایند واگر سر آن نیک ظاہر نیست بنور فراست درک آن باید کرد واعتماد بر قول ناقلان نباید نمود وبزرگان گفتہ اند

لہ توبہ کرو خدا کی طرف توبہ خالص ۱۲ ؎ بخشایش مانگ اپنے گناہ کی ۱۲ ؎ رجوع کرو اپنے رب کی طرف ۱۲ ؎ آمرزش چاہتا ہون خدا سے ۱۲ ؎ اور پلائی اُنھین اُنکے رب نے شراب پاک ۱۲ ؎ اللہ اکبر کہنا ۱۲ ؎ لا الٰہ الا اللہ کہنا ۱۲ ؎ نبی اور اُنکی اولاد بزرگ کی برکت سے ۱۲ ؎ اگلی چیزین ۱۲ ؎ پچھلی چیزین ۱۲

زیب حکومت بزیور فراست ست در خبر آمده که دو ضعیفه بمحکمهٔ حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیه السّلام رفتند و بر کودکی دعوی میکردند هر یک میگفت این از آن من ست و هر دو از اثبات عاجز بودند حضرت سلیمان فرمود تا آن طفل را بشمشیر دو نیمه کنند و هر ضعیفه را نیمی بدهند چون شمشیر برکشیدند یکی از آن دو ضعیفه بیقرار شد و بگریست و گفت من از حق خود گذشتم او را مکشید و دران ضعیفه دیگر هیچ اثر پدید نیامده بود سلیمان فرمود تا طفل را بدان زن دادند که بکشتن او راضی نشد چه فراست [خواهش ۱۲] تقضای آن میکند که آن زن مادر وی بوده بجهت شفقتی که ازو ظاهر شد و فراست نوریست که حق سبحانه و تعالےٰ به بندهٔ مومن عطا فرموده چنانچه مضمون این حدیث که اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ[1] برین معنی دلالت میکند و معنی حدیث آنست که بپرهیزید از فراست مومن که او بنور خدای در هر چیزے مے نگرد پس هیچ برو پوشیده نماند و مفسران درین آیت که اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ[2] توسم را بر تفرس فرود آورده اند و فراست دو نوع ست فراست شرعی و فراست حکیمی [حکمت دانی ۱۲] فراست شرعی عبارت ست ازانکه بواسطهٔ تزکیهٔ [پاک کرنا ۱۲] نفس و تصفیهٔ [صاف کرنا ۱۲] قلب حجاب قلب از عین بصیرت مرتفع شود تا مومن بنور یقین بینا گردد و در هر که نگرد بفراست حقیقی بر احوال او اطلاع یابد بیت

بلکه گر از دور نامت بشنوند		بر همه حالات تو واقف شوند

و در اخبار آمده که امام شافعی و امام محمد رحمهما الله در پیش حرم کعبه نشسته بودند

[1] ڈرو مومن کی فراست سے که البته وه دیکھتا ہے نور خدا سے ۱۲ [2] البته اسمین نشانیان ہین ڈھونڈھنے والون کے لئے ۱۲

مردے از در مسجد در آمد امام شافعی فرمود که این مرد درودگری نماید امام محمد گفت آهنگر[بہ] بنظر من در می آید پس او را طلبیدند و از حرفهٔ او پرسیدند گفت من قبل ازین آهنگری میکردم و حالا درودگری میکنم و ازینجا صحت فراست این دو بزرگ معلوم میشود قطعه

هر دل که منظر نظر کبریا بود	پیوسته جلوه گاه کمال فراست است
گو آئینه به صیقل تجرید پاک ساز	آنرا که آرزوی جمال فراست است

آورده اند که خواجهٔ بزرگوار قطب الاخیار خواجه عبد الخالق غجدوانی قدس سرهٔ روزی در معرفت سخن میگفتند که ناگاه جوانی به مجلس شریف ایشان در آمد بصورت زاهدان خرقه در بر و سجاده بر دوش در گوشه نشست و بعد از زمانی سر بر آورد و برخاست و گفت حضرت رسالت پناه صلے اللہ علیہ وسلم فرموده که اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهُ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ سر این حدیث چیست حضرت خواجه فرمود که سر این حدیث آنست که زنار ببری و ایمان آری جوان گفت نعوذ باللہ که مرا زنار باشد خواجه بخادم اشارت فرمود تا خرقه از سر آن جوان برکشید و زناری در زیر آن پدید آمد بیت

ضمیری که آن روشن ست از غبار	شود نقش غیبی در و آشکار

جوان فی الحال زنار برید و ایمان آورد حضرت خواجه فرمودند که اے یاران بیائید تا بر موافقت این نو عهد که زنار ظاهر برید زنارهاے باطن را قطع کنیم خروش از مجلسیان بر آمد و در قدم خواجه افتاده تجدید توبه کردند مثنوی

توبه باشد چون پشیمان آمدن	بر در حق نو مسلمان آمدن
عام را توبه ز کار بد بود	خاص را توبه ز دید خود بود
گفت پیری کاندرین ره پیشواست	توبه کن از هر چه آن غیر خداست

قسم دوم که فراست حکمیست و آن چنان باشد که حکما به تجربه آن را دریافته اند و دلیلهای آن را از شکل و هیئت مشاهده کرده و اغلب آن راست آمده و حکما در زمان نوشیروان جهت وی در فراست رساله ساخته بودند پیوسته آن را مطالعه کردی و از روی فراست حکم فرمودی آورده اند که روزی مردی کوتاه بالا به مجلس مظالم نوشیروان درآمد و تظلم نمود که مردی ستم رسیده ام نوشیروان گفت دروغ میگوئی جهت آنکه در علم فراست گفته اند که هر که کوتاه قامت بود ذخیره پر حیله و مکر باشد پس این مرد بیدادگرست نه ستم یافته پس تفحص کردند آنچنان بود بیت

فراست دیدهٔ دل برگشاید	هر آن حالی که باشد وا نماید

در تواریخ مذکورست که نوبت دیگر هم مردی کوتاه قامت در پیش نوشیروان دادخواهی کرد و گفت کسی بر من ستم کرده است نوشیروان فرمود که کسی بر مردم کوتاه بالا ستم نتواند کرد بلکه او ستم کند و تو کوتاه قدی گفت ای شاه آن کس که بر من ستم کرده است از من کوتاه ترست نوشیروان تبسم فرمود و داد او بداد حضرت مرشد صمدانی میر سید علی همدانی قدس سره در کتاب ذخیرة الملوک فصلی از اقوال اهل حکمت در باب دلائل فراست آورده بخاطر فاتر رسید که تمام آن بهمان عبارت درین اوراق ثبت گردد تا حضرت سلاطین را دستور العمل باشد و این

کتاب نیز از برکت امام حقانی و علی ثانی زیبے و زینتے یابد فرد

دستۂ گل چو برگیا بندند	زیور دیگرش بیفزاید

بدانکہ حکما در مقالات خود گفتہ اند لون بیاض مفرط یا کبودی و سبزی چشم دلیل ست بر سخت روئے وبی شرمی و خیانت وفسق وضعف عقل و رکاکت راے واگر با این علامات باریک زنخ باشد وکوسج وتیز نظر و پہن پیشانی و بر سر موے بسیار دارد حکما میگویند کہ حذر کردن از چنین کس لازم ترست کہ از مار وافعی بدترست دلائل موی حکما گفتہ اند کہ موی درشت میگون معتدل لون نشان شجاعت وصحت دماغ ست وموے نرم نشان بددلی وترسندگی باشد و برودت دماغ علت کم فہمی ست وبسیارے موی بر کتفہا واذن نشان جرأت وحماقت ست و بسیاری موی بر سینہ وشکم نشان وحشت طبع وکند فہمی ومیل بجور ست زردی موے نشان حماقت ست وتسلط وزود خشم گرفتن موے سیاہ نشان عقل و ادراک بود ودوست داشتن عدل موے متوسط میان سرخی وسیاہی نشان اعتدال صفات بود دلائل پیشانی حکما گفتہ اند کہ پیشانی فراخ کہ بروے خطوط یعنی چین وشکنج نباشد نشان خصومت وبلاہت وشغف ولاف وگزاف بود پیشانی باریک ونحیف نشان فرومایگی وخباست وعاجزی بود وپیشانی متوسط کہ بروے غضون باشد نشان صدق محبت وفہم وعلم وہشیاری وتدبیر بود دلائل گوش گوش بزرگ نشان جہل ست لیکن صاحب آن را قوت حفظ باشد وتندخوے بود در بعضے اوقات وگوش خرد نشان احمقی ودزدی بود وگوش معتدل نشان

اعتدال احوال بود دلائل ابروے ابرو بزرگ بسیار موی نشان درشتی بود در سخن ابروے
کشیده تا نزدیک صدغ نشان لاف وتکبر بود وابروے سیاه متوسط در کوتاهی ودرازی
نشان فهم ودیانت باشد دلائل چشم بدترین چشمها ازرق (نیلی ۱۲) ست چشم کلان نیز نظر
نشان حسودی وخائنی وبیحیائی وکاهلی بود وخمودت (یعنی سکون ۱۲) چشم وقلت حرکت آن نشان
نادانی وکندفهمی بود وسرعت حرکت چشم وتیزی نظر نشان حیله ومکر ودزدی باشد
سرخی چشم نشان شجاعت ودلیری بود ونقطهای زرد برگرد حدقه نشان فتنه وشر
انگیختن باشد وچون چشم متوسط بود میان بزرگی وخردی وسیاهی (سیاهی چشم ۱۲) وسرخی نشان
فهم وهوشیاری وراستی ودیانت باشد دلائل بینی باریک بینی نشان مداهنه (چرب زبانی ۱۲)
وملایمت ولینت (نرمی ۱۲) باشد بینی کج نشان شجاعت بود وبینی پهن نشان شهوت ودوستی
بود فراخی سوراخ بینی نشان غضب باشد سطبری میان بینی (چوڑی ۱۲) با پهنائی سر بینی نشان
بسیار سخنی ودروغگوئی بود وبینی متوسط در سطبری (گندگی ۱۲) وباریکی ودرازی وپهنائی نشان
فهم وعقل بود دلائل لب ودهن دهن فراخ نشان رای صواب وشجاعت ست و
سطبری (گندگی ۱۲) لب نشان حماقت واعتدال لب باسرخی نشان رای باصواب بود دلائل
دندان دندانهای کج وناهموار نشان مکر وحیله وخیانت بود دندانهای گشاده
وهموار نشان عدالت وامانت وتدبیر بود دلائل رخساره رخساره پرگوشت منتفخ نشان
جهل ودرشت خوئی بود ونزاری وزردی رخساره بی علت نشان خبث باطن و
قبح سریرت (بدی ۱۲) بود وتوسط این معنی نشان اعتدال بود دلائل آواز آواز بلند وسطبر
نشان شجاعت (خصلت ۱۲) بود آواز باریک نشان بدگمانی وتوهم آواز معتدل نشان حسن

کفایت و تدبیر بود و غنه در آواز نشان حماقت و کبر و کم فهمی باشد دلائل سخن وقار[ناک کی ۱۲]
در سخن نشان خوبیست و حرکت دست بوقت سخن گفتن نشان زیرکی و تدبیر بود[آهستگی ۱۲]
دلائل گردن گردن کوتاه نشان مکر و خبث بود گردن دراز و باریک نشان بیدلی
و حماقت بود گردن سطبر نشان جهل و پرخوردن بود گردن متوسط نشان صدق و
عقل و تدبیر بود دلائل سینه و شکم شکم بزرگ نشان جهل و خساست و حمق و جبن و[نامردی ۱۲]
فتنه بود و لطافت شکم و سینه در اعتدال نشان حسن رای و صفاے عقل بود دلائل
کتف و پشت عرض کتفین و پشت نشان شجاعت و خفت عقل بود نزاری کتفین
نشان قبح سیرت بود و سوء مذهب دلائل کف انگشتان کف انگشتان دراز نشان و[هر دو شانه ۱۲]
زیرکی باشد و صفت ہا و علامت تدبیر کارہا دلائل ساق غلظ ساق نشان نادانی
و سخت روئی باشد و اعتدال آن نشان اعتدال حال بود و ازین مقدار علامات[موٹائی ۱۲]
فراست حکیم عاقل را در تفرس احوال خلق کفایت بود تا اینجا سخن صاحب ذخیره
است و درین باب نکته دانستنی ست و آن چنان باشد که اوصافی که حکما بدین
دلائل ذکر کرده اند برای عوام الناس و کسانی ست که در تبدیل اخلاق نکوشیده
باشند و از صفات سبعی و بہیمی نگذشته بمرتبهٔ انسانیت نرسیده و اگر کسے اخلاق و
اوصاف خود را بسبب ریاضت و تلقین مشائخ یا تربیت و تقویت علما و اطلاع[درندوں والی ۱۲]
بر اخبار و آثار قدما بصلاح آورده باشد با وجود دلائل شر حکم بر شرارت او نتوان[محنت ۱۲]
کرد چنانچه در اخبار یونانیان آمده است که حکیم الٰهی افلاطون بر بالاے کوہے مسکن
داشت و آن کوه را سواے یک راه بیش نبود و بر سر آن راه نقاشی نشانده بود و مقرر

فرموده که هرگاه کسی خواهد که به صحبت من آید اوّل صورت او را بکش و نزد من آرتا
از دلائل هیئت[شکل ۱۲] او بر احوال او تفرس کنم اگر دانم که لائق مجالست[همنشینی ۱۲] من ست بطلبم و الا
ملتفت وی نشوم پس هر کرا آرزوی ملازمت حکیم بودی آن مصوّر صورت او را
کشیده نزد حکیم مے برد او دران صورت تامل کرده او را مے طلبید یا نا دیده باز
میگردانید روزے یکے از اکابر بیامد صورت او را بر حکیم عرضه کردند فرمود کہ این کس
لائق صحبت من نیست همین که این خبر بوے رسید پیغام نزد حکیم فرستاد که انچه از
اخلاق من بحسب فراست فهم کرده اید چنان بوده اما من بریاضت همه را علاج
کرده ام و تبدیل داده پس حکیم او را طلبیده به صحبت خود معزز گردانید پس بکلی بنا[کار ۱۲]
بر دلائل فراست نباید نهاد و بذهن و ذکاے[تیزی طبع ۱۲] خود نیز تصرفات باید فرمود به فیض
الهام الٰهی که اَرْبَابُ الدُّوَل مُلْهَمُوْنَ[دولت مند الهام کئے گئے ہین ۱۲] مستظهر باید بود قطعه

بر دل پاک اهل دولت و دین[دل ہین ڈالنا ۱۲]	فیض الهام میرسد ز خدائے
در رهِ حق غلط نخواهد کرد	هر کرا نور اوست راه نمائے

باب سی و پنجم در کتمان[چھپانا ۱۲] اسرار

یکے از آداب ملک داری پوشیدن اسرار ست و در افشاے[ظاهر کرنا ۱۲] امور ملکی خطرهاے
بیشمار ست در اخبار آمده هست که حضرت رسالت پناهی صلّی الله علیه وسلم در بعضے
سفرهای خود را توریه فرمودے یعنی پوشیده داشتی بران وجه که لفظے بزبان گوهر فشان
راندی که وهم مستمع بطرفی از اطراف رفتی و آنحضرت بجانب دیگر توجه نمودی که مخالف[سخن ۱۲] [چھپانا ۱۲]

وی بودی واکابر سلف برین وجه سلوک می نموده اند خصوصاً در محاربات مثنوی

چنین باید آئین کردار تو	که کس ره نیابد بر اسرار تو
سکندر که با شرقیان حرب داشت	در خیمه گویند در غرب داشت
درین کار کس با تو انباز نیست	بجز تو ترا محرم راز نیست
اگر جز تو داند که رای تو چیست	بران رای و دانش بباید گریست

و سخنی مشهور ست اُستُر ذَهَبَکَ وَ ذَهابَکَ وَ مَذهَبَکَ یعنی سه چیز خود را پوشیده باید داشت اوّل مال خود را مستور باید داشت که اهل طمع ببشمارند دوم سفر را یعنی از مقصود (یعنی جہاں کا قصد ہو ۱۲) و راه خود کسی را خبر نباید کرد که دشمنان در کارند سوم دین و معتقد خود را با کس در میان نباید آورد که غمازان (چغلی کھانے والے ۱۲) و حسودان بسیارند بلکه هر سری که داری مخفی بهتر ست زیرا که محرم اسرار در عالم کمتر ست مثنوی

منه سرِّ خود با کسی در میان	که محرم نه بینی ز اهل جهان
بگشتم در اطراف عالم بسی	ندیدم ز یاران محرم کسی

حکما فرموده اند که ما فی الضمیر آدمی از دو بیرون نیست یا نشان نعمت ست یا بیان محنت و این هر دو پنهان (دل کی بات ۱۲) داشتنی ست اگر مواهب (بخششها ۱۲) نعمت ست نهان باید تا چشم حسودان بران کار نکنند و از آفت اهل طمع ایمن مانند و اگر نوائب (سختیان ۱۲) محنت ست هم مخفی باید داشت تا دوستان را سبب ملال نشود و دشمنان را موجب شماتت نگردد درین معنی گفته اند قطعه

تا توانی سرّ خود با کس مگوی	زانکه آن سر شادی آرد یا ملال

گر غمی باشد شود دلہا ملول	ور بود شادی رسد عین الکمال
پس درون خلوت اسرار خویش	ہیچکس را ره مده در ہیچ حال

یکے از حکیمے پرسید کہ اگر مرا سرے در خاطر خلجان کند با کہ گویم کہ آن را نیک نگاه دارد و فاش نکند جواب داد کہ ہر گاه سرے کہ ترا با آن کار ست خود نگاه نتوانی داشت و ظاہر کنی کسے را کہ آن در کار نیست چرا نگاه دارد و نگوید بیت

چون تو نتوانی کشیدن بار خود	یار اگر نکشد مرنج از یار خود

آورده اند کہ سکندر سری از اسرار خود با یکے در میان آورده بود و در محافظت آن مبالغہ کرده ناگاه آن سر از وی سر بر زد و بگوش اسکندر رسید اسکندر با حکیم بلیناس گفت عقوبت کسی کہ سر کسے فاش کند چیست حکیم گفت روشن تر از ین بفرماے سکندر فرمود کہ من با فلان کس سری در میان نہادم و او افشاے آن کرده من از و رنجیده ام و میخواہم کہ او را بسزاو جزای او رسانم حکیم گفت اے ملک از و مرنج و او را عقوبت مکن کہ سر خود را خود افشا کرده با آنکہ سر تو ترا مہم بود بار آن نتوانستی کشید اگر دیگرے تحمل آن بار نکند بعید نباشد قطعہ

سر خود را ہم تو محرم شو کہ محرم یافت نیست	ہمدم خود باش خود زیرا کہ ہمدم یافت نیست
دوستی یکرو و یکدل جستم از پیر خرد	گفت بگذر کانچہ میخواہی بعالم یافت نیست

باب سی و ششم در اغتنام فرصت و طلب نیکنامی

بر مرایای ضمائر خورشید مآثر اہل فطنت و اصحاب خبرت ظاہر و واضح ست کہ عمر

آئینے ۱۲ نیک آثار ۱۲ دانائی ۱۲ دانائی ۱۲

عزیز چون برق درگذارست واوقات زندگانی چون موج بحار[دریا۱۲] ناپائدار هر ساعتے که میگذرد جوهر بے بدل ست قیمت آن ببایدشناخت و هر فرصتے که مرور میکند غنیمتے بی عوض ست آن را ضائع نتوان ساخت فرد

چراکه ایلچی عمر بے نشان گذرد	دمیکه میگذرد زان نشان مجوی دگر

از زندگانی انچه رفت باز آوردن آن از حیز امکان دورست وانچه مانده آن نیز درپردهٔ غیب مخفی و مستور میان ماضی[گذشته۱۲] و مستقبل[آینده۱۲] وقتیست که آن را حال گویند عمر خویش آن وقت را میباید دانست وکار خود را درآن حال میباید کرد قطعه

زان پیش کو برون رود از دست ناگهان	فرصت غنیمت ست غنیمت شمار وقت
دانا بعمر خود نکند تکیه بر جهان	دل بر زمانه کے نهد آن کس که عاقل ست

پس درچنین روزگاری گذرندهٔ اوقاتی ناپاینده صاحب دولت کسی ست که باظهار آثار مکرمت واجرای انهار مرحمت نام نیک و ذکر جمیل یادگار[نشانیان۱۲] گذارد که حیات ثابته عبارتست از نیکنامی قطعه

باقی بذکر خیر بود نام آدمے	اے طالب خلود و بقا و دوام عمر[همیشگی۱۲]
چون عاقبت فناست سرانجام آدمے	هیچ ست قدر و حشمت و مال و منال و جاه
نام نکوست حاصل ایام آدمے	هر چند فکر میکنم از هر چه در جهان

آورده اند که بزرگے را در مجلس بادشاهی تعریف بسیار کردند واز فصاحت و بلاغت وفضائل و معالی او بسی شرح دادند بمرتبهٔ که شوق پادشاه بلقای او از سرحد بیان تجاوز کرده باحضار[حاضر کرنا۱۲] او مثالی[فرمان۱۲] عالی بانذانی فرمود آن عزیز که به مجلس عالی

در آمد بعد از ادای سلام گفت که پادشاه را هزار سال بقا باد پادشاه گفت اول سخنی محال گفتی و این از فضل تو عجیب بود و از مثل تو کسے غریب نمود جواب داد که حیات مردم نه همین در بقای بدنست همه کس داند که نهایت بقای آدمی بهزار سال نرسد اما چون نام نکو بعد از وفات حیاتے دیگرست غرض من آن بود که رقم نیکنامی آن حضرت هزار سال بر صحیفهٔ روزگار باقی ماند قطعه

کسی کو شد بنام نیک مشهور	پس از مرگش بزرگان زنده دانند
ولی آن را که بد فعل ست و بدنام	اگرچه زنده باشد مرده خوانند

واز همین مقوله ست این بیت بیت

سعدیا مرد نکو نام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند

یکے از بزرگان در رسالهٔ خود آورده که ایوان نوشیروان و طاق کسری اگرچه رفعتی دارد و در اطراف عالم بلند آوازه است اما استعجاب نه در علو کنگره است و نه در حسن غرفه و پنجره چه خشتی چند بر هم نهادن و دری چند در هم کشادن چندان کارے نیست نظاره گاه عقل آنست که در زاویهٔ تنگ آن پیرزن تامل کنند که در گوشهٔ ایوان شاهی واقع شده بود و خبر آن چنانست که وقتیکه ایوان کسری تمام شد و عمارت کاخ و منظره اش سمت اتمام یافت نوشیروان جمعی از حکما و ندما را گفت نظر کنید که درین عمارت هیچ عیبی و خللی هست تا بتدارک آن امر کنم ایشان بعد از نظر در اطراف و جوانب آن بعرض رسانیدند که ای ملک این عمارتی ست که دست ارتفاع کمر بند جوزا می کشاید و شرفهٔ رفیعش پای شرف بر سر ایوان کیوان مے نهد قطعه

زندگی ۱۲ — بلندی ۱۲ — جای ۱۲ — جهروکا ۱۲ — عیبش — نام برج ۱۲ — کنگره ۱۲ — زحل ستاره ۱۲

چنین بنای همایون فلک ندید بچشم	چنین عمارت عالی جهان ندارد یاد
نخست بارگه اقبال باز کرد درش	دری ز خلد بروی جهانیان بگشاد

هیچ خللی در ارکان این ایوان و هیچ زللی [لغزش ۱۲] در اطراف آن نیست الا آنکه در گوشهٔ ایوان
خانهٔ بیت مختصر و کلبهٔ بس محقر دودی از روزن آن ویرانه برمی آید و دیوار آن را سیاه
و تیره میسازد اگر این صورت [ناچیز ۱۲] برطرف شود بغایت مناسب ست و چنین چشم زخمی [یعنی خلل ۱۲]
ازین ایوان دفع کردن لازم و واجب نوشیروان گفت که این خانه ملک پیرزنی ست
عمر گذرانیده و آفتاب زندگانیش بسرحد غروب رسیده من در وقتیکه اساس این ایوان
مے نهادم و معماران طرح آن میکشیدند این خانه مانع بود ازانکه سطح پیش
ایوان هموار باشد کسی پیش پیرزن فرستادم [یعنی بفقشتم ۱۲] که این کلبه را بهر بهائی که خواهی بفروش
تا زر بدهم یا منزلی خوشتر ازین برای تو مهیا سازم پیرزن پیغام فرستاد که ای
ملک من درین خانه متولد شده ام و بدین کلبه مستانس [انس پذیر ۱۲] گشته من عالم را درملک تو میتوانم
دید و تو این آشیانهٔ محقر و ویرانهٔ مختصر برین گدای بینوا نمیتوانی دید من ازین سخن متاثر شده
دیگر هیچ نگفتم تا وقتیکه ایوان تمام شد هر زمان دودی از روزنهٔ او بیرون می آمد و
دیوارها را تیره و دماغها را خیره میساخت پیغام دادم که این دود چرا میکنی گفت برای
خود چیزی می پزم هیچ نه گفتم تا شب درآمد خوانی آراسته با مرغی بریان برای او فرستادم
و گفتم که ای مادر هر شب خوانی بانواع اطعمه برای تو بفرستم تو درین کلبهٔ تنگ آتش مفروز که از
دود آن ایوان ما سیاه شود جواب فرستاد که در عالم چندین گرسنه و فاقه زده با چشم گریان
و دل بریان باشند و من مرغ بریان خورم کے روا بود از آفریدگار خود مے ترسم که

بعد از هفتاد سال که جوینه وکشکینه حلال خورده باشم الحال مرغ ولوزینه حرام خورم این کلبۂ مرا برقرار بگذار که زینت ایوان عدالت تست امرا چون ببینند که تو از کمال عدالت روا نمیداری که کلبۂ تاریک من از من بستانی دیگران نیز دست تصرف باملاک رعایا دراز نکنند و دیگر آنکه ایوان تو دیر سال نخواهد ماند وقصۂ خانۂ من مدتها بر صفحات اوراق روزگار مرقوم ومسطور خواهد بود من این سخن را از و پسندیدم وبهمسایگی او رضی شدم آورده اند که پیرزن گاوکے لاغر داشت هر صباح از خانه بیرون کردی وبصحرا بردی وشبانگاه از صحرا باز آوردی ودرین دو وقت آن گاو بر روی فرشهاے ملون که در پیش دیوان ترکیب وترتیب یافته بود میگذشت روزے یکے از ندما گفت اے پیرزن این حرکت مکن که ناموس ملک را مے شکنی واساس هیبت سلطنت را خراب میکنی عجوزه جواب داد که ناموس ملک بظلم می شکند نه بعدل وبناے سطوت پادشاهی بجهل خراب میشود نه بعقل انچه میکنم برای نیکنامی پادشاه میکنم وخوب فرجامی او می طلبم والحق راست گفته زیرا که ازین صورت هزار سال گذشته وحکایت کلبۂ پیرزن وایوان نوشیروان هنوز در دفترها مثبت ست وبر زبانها جاری

فرد

خراب مے نکند کارگاه کسرے را	جزاے حسن عمل بدکه روزگار هنوز

در کلمات منوچهر آمده که دنیا اعتماد را نشاید عاقل آنست که بر اقبال عاری دل نه نهد وبداند که هر کرا خدای پادشاهی داد حق آن نعمت بروفرض گشت وحق آن چنان ست که میان مصالح معاش ومعاد جمع کند تا در دنیا نیکنام باشد ودر عقبی خجسته فرجام ست

Interlinear glosses: نان جو ۱۲ — نان جو وغیره ۱۲ — تصغیر گاو ۱۲ — آبرو ۱۲ — پیرزن ۱۲ — یعنی لکھا هوا ۱۲ — پیش آمدا دولت کا ۱۲ — دنیا ۱۲ — آخرت ۱۲

Margin notes: عمده وجه حیرت وتعجب ... ۱۲ — ... ۱۲

بافتوت همنشین شو با مروت یار باش	ونگهی از تاج وتخت خویش برخوردار باش

آورده اند که کیقباد مملکت خود را بقوت رای ثاقب[روشن ۱۲] ضبط کرد و نفسهاے نیکو نهاد وازماثر[نیکیہاں ۱۲] او یکے آن بود که شاعران ومداحان رادوست داشتی وگفتی نام بدو چیز باقی میماند یکے بمدح ودیگرے بعمارت قطعه

گر نبودی نظم فردوسی چه دانستی کسے	بزم کیکاؤس ورزم رستم واسفندیار
گشت ازنظم نظامی نام بهرامی بلند	شد زشعر انوری اوصاف سنجر آشکار

آورده اند که سلطان محمود باغے ساخت چون روضۂ رضوان دلکشا ومانند فردوس برین بهجت افزا ازنزهت[دوری بڑمردگی سے ۱۲] وصفا چون بوستان بهشت تازه وخرم وازغایت طراوت ونزهت[دوری برائی سے ۱۲] رشک گلستان ارم نظم

بسے گل شگفته براطراف باغ	برافروخته هریکے چون چراغ
ریاحین دمیده براطراف جوے	صبا عطر بیز وهوا مشکبوے
درختش زطوبے دلاویزتر	گیاهش زسوسن زبان تیزتر

وپدر خود ناصرالدین سبکتگین را ضیافتے کرد که خوان سالار فلک بزمی بدان زیبائی ندیده بود وگوش زمان سماطی[دستار خوان ۱۲] بدان آرائش نشنیده طعامهاے لذیذ که ازموائد[خوانہا ۱۲] خلد برین نشان میداد حاضر کرد وشربتهاے خوشگوار که ازحلاوت ذوق شراب طهور حکایت میکرد بنظر آورد مثنوے

ابا[آش ۱۲]هاے نوشین عنبر سرشت	خبرداد ازخوردهاے بهشت
زمرغان[شیرین ۱۲] فربه توگوئے بساط	برآورد پر مرغ وار ازنشاط

ز لوزینه او ز حلوا ے تر	به تنگ آمده تنگهاے شکر

پس از فراغت طعام پسر از پدر پرسید که این باغ در نظر انور چه نوع مے نماید ناصر الدوله گفت جان پدر این باغ عظیم زیبا و روضهٔ بغایت دلکشا ست اما از ارکان دولت و ملازمان حضرت ما هر کس خواهد مثل این باغ تواند ساخت پادشاهان را بایدکه باغ چنان سازند که دیگری را مثل آن ساختن میسّر نشود و میوهای آن در هیچ بوستان بدست نیاید سلطان فرمود که آن قسم باغ کدام خواهد بود جواب داد که آن نهال تربیت و احسان در بوستان فضلا و حکما و شعرا نشاندن تا ثمرهٔ حاصل کنی که سردی زمستان و گرمی تابستان دران تصرف نتوان کرد نظامی عروضی گفته است **نظم**

عمارتهاے عالی ساخت محمود	که هریک همسر چرخ برین بود
نه بینی زان همه یک خشت بر پاے	ثنای عنصری ماندست بر جاے

و هم برین نمط قطعه مشهورست **قطعه**

نوشیروان عمارت باغی خیال داشت	و ز هر نوع بدل خود اندیشه بر گماشت
بوزرجمهر گفت که اے شاه کامران	باغے چنان نشان که نیابد گهی زیان
آب و زمین مملکت اکنون بدست تست	باغے بساز هر طرف جوئبار آن
بیخے نشان که دولت باقیت بر دهد	کین باغ عمر گاه بهارست و گه خزان

باب سی و هفتم در رعایت حقوق

اداے حقوق بر دست همت کافهٔ بریت عموماً و ارباب دولت و اصحاب قدرت

خصوصاً لازم ست چه این معنی بر طهارت ذات و لطافت صفات و علو نسب و سمو حسب دلیلی ظاهر و حجتی باهر ست و بعد از ادای حق نعمت الٰہی اداے حقوق شفقت والدین باید نمود که حق سبحانه تعالےٰ رضای خود را برضاے ایشان باز بسته چنانچه در حدیث قدسی هست که مَنْ رَضِیَ عَنْهُ وَالِدَاهُ فَاَنَا عَنْهُ رَاضٍ یعنی هر که پدر و مادر از و خوشنود باشد پس من هم از و خوشنود باشم و احسان کردن با ایشان بعبادت خود قرین ساخته هست که وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا و حکم کرد پروردگار تو که نه پرستید مگر او را و نیکوئی کنید با پدر و مادر و مقرر ست که خشنودی پدر هم در دنیا موجب دولت ست و هم در آخرت سبب نجات و سعادت مثنوے

چو هرمز ز پرویز خوشنود بود	بسے دولت و حشمتش رو نمود
چو شیرویه تعظیم خسرو نکرد	از و باد نکبت برآورد گرد

آورده اند که مالک دینار رحمه الله سالی بحج رفته بود چون مردم از عرفات باز گشتند شبانه مالک در خواب دید که دو فرشته از آسمان فرود آمدند یکے از ان دیگرے را پرسید که امسال حج که پذیرفته شد جواب داد که حج همه حاجیان بدرجهٔ قبول رسید الّا حج احمد بن محمد بلخی که این همه راه آمده و مشقت سفر اختیار کرده داو را از قبول حج محروم ساخته اند بیت

بیچاره کسے کو شود از کوی تو محروم	پس نیست و را جاے دگر در همه بوم

حاشیہ: پاکی۱۲، خوبی۱۲، ظاہر۱۲، بلندی۱۲، ماں باپ۱۲، خوشی۱۲، نکبت: رنج۱۲

لہ جس سے راضی ہوں اُسکے ماں باپ تو میں اُس سے خوش ہوں گا ۱۲ لہ اور حکم کیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو مگر اُسی کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۱۲

مالک بیدار شد و ازان اندیشه تا روز خواب نکرد علی الصباح برفت و قافلهٔ خراسان
را پیدا کرد و در میان قافله میگردید و احمد بلخی را می طلبید ناگاه بخیمهٔ بزرگ رسید دید که
دامن خیمه برانداخته اند و جوانی زیبا روی پلاسی پوشیده است و بند برپای و غل
برگردن نهاده چون چشمش بر مالک افتاد سلام کرد و گفت ای مالک آن جوانی که
در خواب دیدی که حج او قبول نکرده اند منم و این پلاس و غل و بند نشانهٔ محرومی
من ست مالک گوید متحیر شدم و گفتم الله اکبر ترا چنین ضمیر روشن و دل صافی ست
هیچ ندانستهٔ که این محرومی تو چرا ست گفت آری جهت آنکه پدر از من ناخشنود ست
گفتم پدر تو کجاست گفت درین قافله است گفتم کسی با من بفرست تا نزد پدرت
روم شاید که بشفاعت او را از تو خشنود گردانم کسی با من فرستاد تا نزدیک وے
رسیدم دیدم سائبانی زده فرشهای ملوکانه انداخته و پیری خوش محاوره برکرسی
نشسته و مردم بسیار در پیش وی صف کشیده فرا پیش رفتم و سلام کردم جواب
داد گفتم ای شیخ ترا هیچ پسری هست گفت آری ناخلفی که من ازوی راضی نیم
گفتم اے پیر میدانی که امروز نه وقت آنست که کسی آزار کسے در دل نگاه دارد
امروز روز بخشیدن مظالم ست بحل کردن خصمان نشاید که تو فرزند خود را بعذاب
مبتلا سازی و من مالک دینارم و دوش چنین بخواب دیده ام و نزد تو آمده خدا
و رسول را بشفاعت آورده ام تا از سر گناه وی درگذرے و او را بحل کنی پیر
چون این سخن بشنید برخاست و گفت اے شیخ نیت نداشتم که هرگز ازوے
خوشنود شوم اکنون تو مرد عزیز آمدی و شفیع بزرگ آوردی قبول کردم و از سر

گناه او در گذشتم و دلم با او خوش شد مالک گوید پیر را دعا و ثنا گفتم و روی بخیمه جوان آوردم تا او را بشارت دهم جوان را دیدم غل از گردن برداشته و بند از پای برگرفته و پلاس از بر بیرون کرده و جامهٔ پاکیزه پوشیده از خیمه بیرون آمد چون چشمش بر من افتاد و گفت ای مالک جزاک اللّٰه خیراً خدا ترا جزای خیر دهاد که میان من و پدر صلح فگندی و ببرکت خوشنودی پدر رج ما را نیز رقم قبول برکشیدند مثنوی

آنکه تنت پارهٔ از جان اوست	قطرهٔ از چشمهٔ حیوان اوست
خدمت او کن که بجاے رسی	برگ دهش تا بنواۓ رسی

و دعا و خشنودی مادر زیاده از پدر نتیجه مید هد و زود تر اثر میکند در حدیث آمده که الجنة تحت اقدام امهاتکم بهشت در زیر قدمهای مادران شماست یعنی هر که ایشان را خدمت کند و حق گزاری شفقتهاے ایشان بجاے آرد به بهشت رسد بیت

جنت که رضای مادران ست	اندر تهٔ پاے مادران ست

و دیگر حقوق ذوی القربی رعایت باید کرد و صله رحم بجاے باید آورد و آن از جمله واجبات اسلام ست و صله رحم عمر بیفزاید و روزی را فراخ گرداند و در احادیث قدسیه هست که من رحمانم و اشتقاق رحم از اسم من ست هر که آن را پیوند کند من او را برحمت خود واصل گردانم و هر که آن را ببرد از رحمت خودش منقطع سازم آورده اند که حق سبحانه وحی کرد بموسے علی نبینا و علیه السلام که با قرباے خود نکوئی کن موسیٰ علیه السلام گفت الٰہی چه کنم که موافق رضاے تو باشد خطاب رسید که احسان نماے با ایشان اگر غائب اند بسلام و دعا و اگر حاضر اند با فقیران

بنفقه و عطا و با توانگران بزیارت و ثنا بیت

برخویش کشاده کن ره وصلت خویش	تا از همه بیش باشی و از همه پیش

و دیگر حق اُستاد و معلم ست هر که حق اُستاد و معلم بداند و حرمت ایشان بجای آرد در دنیا و عقبے ابر خوردار گردد گفته اند حرمت اُستاد سیرت او دوست و اوتاد جمعی از اولیا باشند که قیام عالم ببرکت وجود ایشان باز بسته است نظم

فرامش مکن حق اُستاد علم	که بر همت اوست بنیاد علم
اگر دولت مهر اُستاد نیست	بدست اُمید تو جز باد نیست
مراستاد را هر که محکوم شد	بسے بر نیاید که مخدوم شد

دیگر حق آنها که قرب و جوار ثابت دارند یعنی منازل ایشان در حوالے قصر و باغ و درگاه و بارگاه واقع شده و در حدیث آمده که هر که بخدای و روز قیامت ایمان دارد گو همسایهٔ خود را گرامی دارد گرامی داشتن همسایه آنست که بدان مقدار که مقدور باشد نفع بدو رسانند و ضرر خود و ضرر دیگران از و باز دارند و اگر درویش و بینوا بود پیوسته از احوال وی استفسار نمایند آورده اند که درویشی در همسایگی توانگری خانه داشت روزی کودکی از خانهٔ توانگر بخانهٔ درویش آمد دید که آن درویش با عیال و اطفال خود طعام مے خورد آن کودک زمانے ایستاد و میل طعام داشت کسے او را مردمی نکرده او گریان گریان بازگشت و بخانهٔ خود باز آمد پدر و مادر از گریهٔ او متألم شدند و سبب پرسید گفت بخانهٔ همسایه رفتم و ایشان طعام میخوردند و مرا ندادند پدرش فرمود تا طعامهاے گوناگون حاضر کردند و چنانچه طریقهٔ کودکان بد خو

[Interlinear glosses: مجبت ۱۲ (above محکوم); همسایگی ۱۲ / مکانها (above شده / آمده); مروت ۱۲ (above سبب); اندوهگین ۱۲ (above پدرش)]

مے باشد میگریست و می گفت که مرا از ان طعام که در خانهٔ همسایه میخورند میباید داد پدر در ماند و بدر خانهٔ همسایه آمد و او را بیرون طلبید و گفت ای درویش چرا باید که از تو بجار رنجی رسد درویش گفت حاشا که از من رنجی بشمار رسد توانگر گفت رنجی ازین بدتر چه باشد که پسر من بخانهٔ تو آید و تو با کسان خود طعام خوری و او را نهی تا گریه کنان باز گردد و حالا هیچ چیز آرام نگیرد و طعام شما می طلبد درویش زمانے سر در پیش افگند و گفت اے خواجه در ضمن این سریست از من مپرس که پردهٔ من دریده میشود (میان۱۲) قطعه

اے که بر مرکب تازنده سواری هشدار	که خر خارکش سوخته در آب و گل ست
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه	کانچه بر روزن او میگذرد دود دل ست

خواجه مبالغه کرد که سر خود را باز گوی گفت بدانکه آن طعام که میخوردیم بر ما حلال بود و بر پسر شما حرام نخواستیم که طعام حرام بدو دهیم خواجه گفت سبحان الله طعامے هست در شرع که بر یکے حلال باشد و بر دیگری حرام درویش گفت که در قرآن نخوانده که فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ هر که درمانده به بیچارگی و تنگدستی مردار برو حلالست و بر آنکه درمانده نباشد حرام بدانکه سه روز بود که عیال و اطفال من طعام نخورده بودند (پس جو کوئی ناچار ہو جائے درماندگی میں ۱۲) و بهیچ نوع چارهٔ آن نمیتوانستم کرد امروز در فلان ویرانهٔ دراز گوشی مرده دیدم قدرے گوشت از وے ببریدم و آوردم و طعامے پختیم و میخوردیم که کودک شما در آمد صورت حال این بود که بسمع شما رسید بیت

ترا شب بعیش و طرب می رود	چه دانی که بر ما چه شب می رود

باب سی و هفتم

خواجه که این سخن بشنید بسیار بگریست و گفت واویلاه اگر حضرت خداوند تعالی روز قیامت با من عتاب کند که در همسایگی تو چنین صورتی بود و تو از حال همسایه بیخبر بودی چه جواب دهم پس دست درویش بگرفت و بخانهٔ خود آورد و از نقد و متاع که داشت یک نیمه بوی داد شبانه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را در واقعه دیدکه او را میگویند ای خواجه بدان شفقت که با همسایه کردی گناهانت آمرزیده شد و در مال تو برکت پدید آمد و فردا در بهشت همنشین من خواهی بود شعر

دستگیری گر کنی همسایهٔ درویش را	با پیمبر در جنان همسایه بینی خویش را

و چون دار السلطنة مر پادشاه را بمنزلهٔ خانه ایست پس هر بینوا و محتاجیکه در آن شهر باشد ایشان را حق جوار ثابت ست و سلطان را از حال ایشان باخبر بودن واجب و این خبر مشهورست که حضرت یوسف علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام (ہمارے نبی پر اور انپر درود و سلام ۱۲) در سالهاے قحط بوقت آنکه در مصر پادشاه بود هر روز ضعیف تر و نزار تر شدی سبب این حال از وی پرسیدند جواب نداد بعد از انکه بسیار الحاح کردند گفت مرضے دارم نهانی حکما گفتند شما مرض را تقریر فرمائید تا بمعالجه (یعنی کچھ کرانا ۱۲) مشغول شویم گفت هفت سال ست که بر مسند پادشاهی متمکن شده ام و زمام اختیار رعایاے مصر بدست تصرف من باز داده اند و درین مدت نفس من در آرزوی آنست که او را از نان جو سیر گردانم و نکرده ام گفتند این مشقت چرا میکنی گفت موافقت محتاجان و گرسنگان میکنم و می ترسم که یک کس شبی در ولایت مصر گرسنه باشد و من آن شب سیر باشم مرا بقیامت گرفتاری بود شیخ العالم در قحط بخارا فرموده اند

رباعی

ای کرده شکم سیر زانواع طعام	یاد آر از ان گرسنهٔ بی آرام
تو شب همه شب بخواب و او ناله کنان	خود گو که چنین روا بود در اسلام

گویند ملک صالح از ملوک شام شبها با یک غلام بیرون آمدی و در مساجد و مقابر و مزارات بگشتی و احوال هر کس تفحص نمودی شبی در زمستان می گشت بمسجدے رسید درویشی را دید که از برهنگی می لرزید و میگفت الٰهی پادشاهان دنیا نعمت ترا سرمایهٔ حظوظ نفس و هوا ساخته اند و از احوال ضعیفان و محتاجان غافل شده اگر ایشان فردای قیامت در بهشت خواهند بود بعزت و جلال تو که قدم در بهشت نخواهم نهاد ملک صالح این سخن را استماع فرموده بمسجد در آمد و جامهٔ با بدرهٔ درم پیش درویش نهاده بگریست و گفت شنیده ام که درویشان پادشاهان بهشت خواهند بود امروز که ما پادشاهیم با شما از در صلح در آئیم فردا شما پادشاه باشید در خصومت بر ما مکشائید و نظر حمایت از ما باز مگیرید مثنوی

خوشیها[12] قسم[12]

من امروز کردم در صلح باز	تو فردا بروئیم مکن در فراز
من آنکس نیم کز غرور حشم	زبیچارگان روی درهم کشم
تو هم با من از سر بنه خوی زشت	که تا سازگاری رود در بهشت

دیگر رعایت حقوق مهمانان لازم ست چه مهمان هدیه باشد از نزدیک خدای و در حدیث آمده که هر که بخدای ایمان دارد روز قیامت نیز گو مهمان را گرامی دار و اکرام مهمان آنست که او را عزیز دارند و با او نوع سلوک نمایند که سبب آبروے

موافقت[12] تحفه[12] بزرگی[12]

دی شود و هرچه تواند از تکلفات به نسبت وی بجای آرند قطعه

چون مشرف شوی بمهمانی	هرچه داری فدای مهمان کن
دره مردمی و دلداری	هرچه دلخواه او بود آن کن

حکما گفته اند در مهمان منگر که کیست در کرم خود نگر که مقتضی آن چیست و این حکایت مشهورست که طلحة الطلحات[1] را واقعه افتاد که تنها به قبیله بنی قیس نزول کرد سید[سردار ۱۲] قبیله مالک بن عوف بود او را نشناخت و بر بزرگی و شرف او اطلاع نیافت در مهمانداری و اکرام او تقصیر واقع شد طلحه آن جام زهر مذلت را تجرع[2] کرد و آن بار گران را بقوت کرم جبلی[3] و عز حسب و نسب تحمل نمود چون از آن قبیله رحلت کرد مالک را معلوم شد که مهمان چه کس بوده بغایت شرمنده شد و از روی اعتذار[4] بوی رقعه نوشت و از عقب فرستاد مضمونش آنکه شما را نشناختم و طریق خدمتگاری بر وجهی که لائق خدام باشد مهیا نساختم این زمان دل از این معامله ریش ست و سر از این خجالت در پیش فرد

چگونه سر ز خجالت بر آورم از پیش[یعنی ۱۲]	که خدمتی بسزا بر نیامد از دستم

توقع آن دارم که از تقصیری که واقع شده مرا معذور داری و چون شیوه کرم تو مقتضی قبول عذر خواهان ست این خطا از من در گذاری[معاف ۱۲] بیت

اگر در خدمتت تقصیر دارم	به فضل کاملت امید وارم

طلحه جواب نوشت که انچه بمن توقع کرده از قبول عذر دغدغه مکن که مروت من[یعنی الاندیشه ۱۲]

[1] طلحة الطلحات لقب طلحه بن عبد الله بن خلف خزاعی ۱۲ [2] گھونٹ گھونٹ پینا ۱۲ [3] پیدائشی ۱۲ [4] عذر کرنا ۱۲

اقتضاے آن میکند کہ ہزار چندین گناہ رابیک عذر خواہی درگذرانم بیت

چون پرتو عذر از افق روے نمود	ناپید شدہ چو سایہ ہر جرم کہ بود

اما آن سخن کہ تراننشناختم سخنے ناستقیم (ناہموار[12]) ست واز شیوۂ کرم دور جہت آنکہ در مہمانی رسوم اعزاز واکرام باشراف واعاظم (بزرگان[12]) مخصوص داشتن (پوشش[12]) قضیۂ مروت وشیمۂ (خصلت[12]) اہل فتوت (جوانمردی[12]) نیست شرط میزبانی آنست کہ چون آفتاب برہمہ کس یکسان (یعنی حکم[12]) تابدو مانند باران برہمہ جا بیک طریقہ بارد اگر مہمان مردے بزرگ ست حق بزرگی او بجاے آوردہ باشد واگر فرومایہ بود احسان واکرام خود ظاہر کردہ چہ تقصیر در خدمت بزرگان موجب ندامت وواسطۂ خجالت ست وتفضیل دربارۂ نامستحق سبب بدنامی وپشیمانی نیست ودرہمین معنی گفتہ اند قطعہ

میہمان را عزیز باید داشت	از رہِ مردے و جوانمردی
گر بزرگ ست ولائق خدمت	خود حق او بجاے آوردی
ور بود سفلہ کس نخواہد گفت	کہ چرا با وے این کرم کردی

جمعی بزرگان بودہ اند کہ دربارۂ خصم خود رعایت مہمانداری نمودہ اند چنانچہ در تواریخ مسطورست کہ در کرمان ملکی بود بغایت سخی ومہماندار پیوستہ در مہمان خانۂ او کشادہ بود وخوان احسان او برای خاص وعام نہادہ ہر کہ بشہر او آمدی بر سفرۂ کرم او نان خوردی وتا در آن شہر بودے وظیفۂ چاشت وراتبۂ شام از ضیافت خانۂ وی بردی وقتے عضدالدولہ لشکر کشیدہ قصد تسخیر ولایت کرد ملک طاقت مقاومت نداشت بحصار درآمد (تابع کرنا[12]) ہر روز لشکر عضدالدولہ بدر

حصار آمدندی و جنگ سخت کردندی و هر شب ملک کرمان آن مقدار طعام که لشکر عضد را کفایت بودی فرستادی عضد پیغام داد که روز حرب کردن و شب نان دادن چه معنی دارد جواب فرستاد که جنگ کردن اظهار مردیست و نان دادن وظیفهٔ مردمی ایشان اگرچه دشمن اند اما غریب[مسافر ۱۲] بشهر و ولایت من اند از مروت نباشد که ایشان در منزل من نان خود خورند عضد الدوله بگریست و گفت کسے را که چندین مروت باشد با وے حرب کردن از بے مروتی ست لشکر باز گردانید و تعرض وی بار ثانی نکرد فرد

مردمی کن بجای دشمن و دوست	گز مروت زیان نکرد کسے

و شرطی دیگر در مهمان داری آنست که اگر از مهمان جریمهٔ صادر شود یا قبل ازین خطائی واقع گشته باشد چون از خوان احسان او نواله[گناه ۱۲] تناول نماید از سر آن گناه درگذرد چنانچه منقول ست که سی صد اسیر از دشمنان معن بن زائده نزدیک او آوردند او خواست که بسیاست ایشان حکم فرماید کودکے[نام ۱۲] از میان اسیران برخاست و گفت اے امیر بخدا لے سوگند بر تو که مرا آب دهی و تشنه نکشی معن فرمود تا جام آب بدست آن کودک دادند دیگر گفت ای امیر قوم من نیز تشنه اند اگر من آب خورم و ایشان نخورند از مروت دور باشد و اگر آب نخورم تشنه مانم البته چون سیاست خواهی کرد همه را آب ده بفرمود تا همه را آب دادند و چون همه آب آشامیدند کودک برخاست و گفت اے امیر ما همه مهمان تو شدیم و اکرام ضیف[مهمان ۱۲] واجب ست و مهمان را کشتن رسم اهل کرم نیست معن از فصاحت وی متعجب شد

وہمہ اسیران را آزاد کرد و ہم بدین نوع حکایتے آوردہ اند کہ یکے از امرا[یعنی سرداروں سے] مبلغی مال
در ذمہ کسی داشت و آن کس در ادائے[مقدار ادائے ۱۲] آن مماطلت[یعنی] می نمود او را بہ محصل سپرد کہ
آن مال از وے بستاند محصل او را بخانہ خود بردہ تشدد[درنگی ۱۲] می نمود آن کس تضرع
ہرچہ تمامتر التماس کرد کہ مرا نزد امیر برکہ سخنے واجب العرض[سختی ۱۲] دارم بخدمت وے
تقریر کنم محصل را بر و رحم آمدہ او را بخانہ امیر آورد قضا را آنوقت خوان کشیدہ بودند
محصل بر سر خوان نشست و آن مرد را نیز با خود[اتفاقاً ۱۲] بر سر خوان نشانید چون
طعام خوردہ شد امیر را چشم بران کس افتاد محصل را گفت چون این مرد مہمان
ما شد و از خوان ما نان تناول نمود الحال او را رنجانیدن مروت نباشد من آن مال
را بوے بخشیدم بگذار تا برود قطعہ

اندر آئین میہمان داری	حرمت میہمان بباید داشت
برلب جوئبار مہمانی	جز نہال کرم نشاید کاشت

دیگر رعایت حق سائلان از لوازم ست اگر بتعریض خواہند یا بتصریح و حرمان
ایشان بقول حق سبحانہ کہ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ[۱] منہی[کنایۃ ۱۲] عنہ است و در حدیث
آمدہ کہ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَلَوْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ[۲] ہر سائل را حقیست و اگرچہ بر اسپے
سوار باشد و این مبالغہ برای آنست کہ تا حق سوال ضائع نشود و در کلمات
عیسوی سَلَامُ اللّٰہِ عَلٰی مُصْدِرِہَا[۳] آمدہ کہ ہر کہ سائلی را نا امید گرداند یک ہفتہ
فرشتگان رحمت در منزل وے نہ روند و سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ در

۱ لیکن سائل کو مت جھڑک ۱۲ ۲ سائل کیواسطے حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آئے ۱۲ ۳ سلام اللہ کا اُسکے صادر کرنیوالے پر ۱۲

زمان سلطنت خود میفرمود که نیکو دوستانند این سائلان که بدرهای خانه ما می آیند که هیچ دارید که بما دهید تا برای شما برداریم و بسرای آخرت بریم و آنجا ده برابر آن تسلیم شما شود قطعه

گرت شادی هر دو کون آرزوست	باحسان دل سائلان شاد کن
ور آزادیت باید از هر بلا	فقیرے ز بند غم آزاد کن

دیگر حق درخواست شفیعان رعایت باید کرد چه مقررست که شفاعت سوالیست بزبان تضرع والبته شفیع یکی از اشراف و اعیان خواهد پس احترام کلام این نوع مردم فرمودن و سخن ایشان که در بار عفو تجاوز از گناه مجرمان گویند شنودن عادت اهل سعادت باشد آورده اند که یکی از اکابر در باب مجرمی نزد معتضد خلیفه شفاعت کرد معتضد گفت این کس را گناه عظیم ست آن عزیز گفت من هم گناه عظیم را درخواست میکنم چه از سر گناهان خرد بے شفاعت میتوان گذشت خلیفه را خوش آمد و شفاعت او را قبول کرد و آن مجرم را ببخشید و فرمود که اگر کسے شفاعت کند برین نوع باید کرد بیت

آن را که چنین شفیع باشد	قدرش همه جا رفیع باشد

در نگارستان آورده که خداوندان قدرت را عفو کردن از خطاهای زیردستان نشان رفعت قدرست و علامت همت بلند و سخن شفیع بهانه ایست که سبب ظهور مرحمت ایشان گردد آورده اند که یکے را لنجیانتی موسوم کردند قصهٔ او را در محکمهٔ والی ولایت بعرض رسانیدند بحبس او اشارت فرمود و مدتی مدید ذکر آن

مجوس از صفحات ضمائر محو شد هیچکس از ویا دنکرد بزرگی دران روزگار بمزید حق گذاری و فرط وفاداری مخصوص بود و با مجوس محبتی داشت بوالی رقعه نوشت مضمون آنکه درگذشتن از زلات مجرمان و مزلات اقدام ایشان از وظیفهٔ مراحم اهل اختیار و عواطف ارباب اقتدار است و آن فقیر مجبوس در مانده ایست بمحنت گرفتار گشته و نزدیک بهلاکت رسیده و میدانم که کرم عمیم آن جناب در خلاص گرفتار آن بهانه جویست اگر دامن عصمت آن زندانی از لوث این جریمهٔ پاک ست بخلاص و نجات او اشارت عالی ارزانی باید داشت و اگر غبار گناهی بر جیب طهارت او نشسته است بآب عفو و کرم بباید شست و اگر غیر ازین دو معنی صورتے دیگر هست گناه او را بشفیعان باید بخشید. قطعه

لغزشها ۱۲ جمع مزلت گناه ۱۲ مهربانیان ۱۲ آلودگی ۱۲ گزنیان ۱۲

بجود شامل و انعام عام بر همه کس	تراست فضل چو خورشید فیض چون باران
منه در آتش اندیشه بیگناهان را	بآب عفو بشو نامهٔ گنهگاران
وگر جزین دو صفت هست حالتی دیگر	بود برای چنین کس شفاعت یاران

چون رقعه بوالی رسید و بر آن لطف مقالت و حسن شفاعت اطلاع یافت در جواب نوشت که بیت

کلام ۱۲

آن راکه ز روی لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی

بوساطت شفاعت آن عزیز مشفق و شفیق صادق که از ریاض کلماتش روائح مهر و وفا میدمد و از مقالاتش لوامع صدق و صفا می درخشید از سر جرم کرده و ناکردهٔ او درگذشتیم و عنان انتقام از صوب گناه او معطوف ساختم از مهلکه حبس آزاد کردیم

جمع ۱۲ شنیان ۱۲ بلا لینا ۱۲ طرف ۱۲ جای هلاک ۱۲

بیت

بفرمانت توان از جان گذشتن	زجرم کس چرا نتوان گذشتن

مقررست که شفاعت را در اجراے حدود شرعی مدخلی نیست بلکه شفاعت در آن باب از اهل ایمان و امانت و ارباب دین و دیانت نیاید و در قرآن مجید آمده که وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ باید که در حدود الٰهی شفقت و مهربانی شما را در نیاید و در سیاست طمغاج خانی مذکورست که جوانی را به تهمت دزدی گرفته نزد وے آوردند بغایت صاحب جمال آراسته بزیب خط و خال ابداع ربانی به صیقل صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ آئینه رویش را جلا داده و مصور صنع الٰهی صفحهٔ رویش را بقلم زیبا رقم لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ چهره کشائی کرده بیت

هرچه بر صفحهٔ اندیشه کشد کلک خیال	شکل مطبوع تو زیبا تر از ان ساخته اند

بادشاه فرمود تا بر سر چهار سوی شهر دست او ببرند ارکان دولت فغان در گرفتند و اعیان حضرت بیکبار عمامها از سر بر گرفتند که ای ملک از سر گناه این جوان در گذر و سیاست او را بشفاعت ملازمان دیرینه موقوف فرمای ملک فرمود که مرا درین مهم مدخلی نیست خدای تعالی فرمود که دست دزد ببرید گفتند ای ملک چنان دستی که او دارد بریدن حیف ست و ما را بران دست رحم می آید گفت شما را بر دست نازک دزد نباید گریست در دل پر خون صاحب کالا نظر باید کرد تا این غم بر دل

ل اور نہ لے تمکو اُن دونون پر مہربانی دین خدا مین ۱۲ ؎ نقشہ کھینچا تمہارا پھر اچھی صورتین بنائین تمہاری ۱۲
؎ ہر آئینہ پیدا کیا ہمنے انسان کو اچھی صورت مین ۱۲ ؎ سر داران ۱۲ ؎ دستار ہا ۱۲

شما سهل گردد دیگر رعایت حق کسی ست که اندک آشنائی داشته باشد یا
سوزنی خدمت ریزه کرده و اگرچه این وسیله بغایت اندک ست اما نظر کرم آن
را بزرگ مے سازد تا بدان بهانه فقیری را بنوازد آورده اند که شخصے خانه
شخصے بکرایه ستانده بود روزی چند آنجا بسر برده ناگاه از ان خانه بیرون رفت
و از ان شهر سفر کرده بولایت دیگر افتاد و آنجا به منصب وزارت رسید آن فقیر
که خانه بدو بکرایه داده بود بر خاست و روے بخدمت او نهاده چون بدان شهر
رسید از گرد راه روی ببارگاه وزیر آورد ناپرسیده خواست که به بارگاه در آید حاجبی
ایستاده بود گفت چه کسے و بچه جرأت بدین بارگاه درمے آئی گفت آشنائے
وزیرم مرا آشنائی برین گستاخی میدارد حاجب پرسید که چه آشنائی داری
با وے گفت وقتے خانه بکرایه بدو داده بودم حالا آمده ام تا نظری در کار من کند
و مرا از حضیض مذلت بذروهٔ عزت و حرمت برآرد حاجب بخندید و گفت اے
بیچاره تو مرد نادان بودهٔ این سهل وسیله ایست که خانه بکرایه داده بودم این
را حقی تصور کردهٔ و آمدهٔ که حق گزاری این را رعایتی یابی برو سر خویش گیر و مهے
دیگر در پیش آر قضا را وزیر از پس پرده این گفت و شنید استماع مے نمود حاجب را
طلبیده گفت با که سخن میگفتی گفت مردی آمده که من آشنائے وزیرم و وقتے
خانه بکرایه بدو داده ام او را ملامت میکردم که این سخن مگوی و بچنین سهل وسیله
قرب وزیر مجوے و توقع التفات و انعام مدار وزیر گفت غلط کردی برو و او را
بیار که آشنای قدیم من ست و حقوق خدمت دارد حاجب برفت و او را در آورد

Marginal glosses: خرد ۱۲ (above بزرگ), مرتبه ۱۲ (below منصب), دربان ۱۲ (above حاجبی; below حاجب), پستی ۱۲ (above حضیض), بلندی ۱۲ (above ذروه)

وزیر او را تعظیم بسیار کرد و دلنوازی بیشمار بجای آورد و احوال عیال و اطفال او پرسید و برای هر یک تحفه و تبرکی بزرگانه ترتیب داد و او را دوستکام و بامراد (ای بکام دوست ۱۲) تمام بمنزل و مقام باز گردانید مثنوی

تو رده از مهر و وفا سینه را	سهل مدان صحبت دیرینه را
روی مگردان ز رفیقان خویش	یاد کن از خدمت یاران پیش

آورده اند که روزی عبد الله طاهر بار عام داده بود و ارباب حاجات مرادات خود عرض میکردند و باحصول مراد مراجعت می نمودند شخصی درآمد که ای امیر مرا بر تو هم حق نعمت ست و هم حق خدمت توقع دارم که هر دو حق را رعایت کنی و مرا از درکه خمول (گمنامی و بیقدری ۱۲) بدرجه قبول رسانی عبد الله طاهر گفت حق نعمت کدام ست گفت فلان روز در بغداد با کوکبهٔ دولت بر در خانه من گذر میکردی من بدر خانهٔ خود آب زدم تا گرد بر جامهٔ تو نه نشیند (نشستگرد بر جامهٔ تو منزل ۱۲) نعمت آن آب ست که برای تو بر خاک ریخته ام و حق آن میخواهم بیت

کسی کو بر تو دارد حق آبی	فراموشش مکن در هیچ بابی

عبد الله پرسید که حق خدمت کدام ست گفت در آن محل که سوار میشدی من بدیدم و بازوی ترا گرفتم تا سوار شدی امیر گفت راست میگوئی هر دو حق تو ثابت ست پس او را تربیت (پرورش ۱۲) تمام داد نظم

بزرگانی که اهل اقتدارند	همه مسکین نواز و حق گزارند
ز جام جاه بیهوشی نه نیکوست	ز همراهان فراموشی نه نیکوست

اساس مکرمت بر حق شناسی ست	بصورت ناشناسی ناسپاسی ست

و دیگر رعایت حق کرم بر ذمهٔ اہل ہمم از قبیل فرائض ست یعنی کرم خود نہ کرم دیگرے
و این صورت چنان باشد کہ شخصے خواہد کہ با ایشان در اظہار حقی کہ ندارد حیلہ
پیش برد و از مہلکہ خلاص یابد ایشان آن را دانند و بر روے وے نیاورند و
رعایت حق کرم کردہ چنان فرانمایند کہ آن فریب را ندانستہ اند و آن غرور را
نشناختہ و این غایت کرم و نہایت مروت ست آوردہ اند کہ یکی را بتہمتے نزد نیاد
بصری آوردند و زیاد بقتل او اشارت فرمود جلاد تیغ برکشید و خواست کہ چشم او را
بند د بیچارہ دریای بلا را دید در شور آمدہ و نہنگ اجل دہن باز کردہ تضرع و زاری
آغاز کرد و مفید نیفتاد بتوبہ و استغفار اعتصام نمود سود نداشت گفت ای امیر میان
ما و شما حرمت جوار ست و قرب مزار ہمسائگی را در شرع مروت و مذہب فتوت
اعتبار تمام ست اگر در رعایت من تقصیرے رود عیب جویان زبان طعن دراز
کنند و خردہ گیران در اعتراض بکشایند کہ امیر حق ہمسائگی نگاہ نداشت و
ہمسایگان را پائمال جفا کرد امیر فکر فرماید کہ خون چون من ضعیفی ریختن و خود
را نشانہ تیر ملامت کردن از ہمچو توئی کہ در گلشن اخلاق تو خار آزار نرستہ و
بر دامن اوصاف تو غبار ستم نہ نشستہ است بدیع و بعید ست قطعہ

مرا سہل ست از جان دست شستن	چہ غم گر صد چو من نابودہ گردد
چہ خواہی گفت پیش نکتہ گیران	ترا گر آستین آلودہ گردد

زیاد در فکر دور و دراز افتاد و پیک اندیشہ را باطراف و جوانب فرستاد ہیچ

Marginal glosses: طلب آمرزش [12]; چنگ زدن [12]; ہمسائگی [12]; عیب [12]; نادر [12]; دور [12]; غرور (margin)

وجه پی بسر کوی آشنائی نبرد گفت بیان کن تا همسائگی در کدام محله بوده و حق جوار در کدام دیار ثابت شده گفت خانهٔ پدر من در بصره با خانه امیر هم آستان بوده و پدرم بیشتر وقت با ملازمان امیر همداستان بوده زیاد گفت پدر ترا چه نام بود گفت ای امیر از هول جان نام خود را فراموش کرده ام چه جای نام پدر ست زیاد بخندید و آن بیچاره را ببخشید فرد

لئیم نیم گنه با هزار عذر نه بخشد	بیک لطیفه کریمان هزار جرم به بخشند

دیگر رعایت حقوق رعایا بعدل و احسان ست و حقوق اولاد و امرا و وزرا و ملازمان و سپاهیان و خادمان در باب آخر سمت گزارش خواهد یافت انشاءالله تعالی

نقش ۱۲

باب سی و هشتم در صحبت اخیار

مصاحبت نیکان و مجالست دانایان کیمیاے سعادت ابدیست و راه نماے دولت سرمدی مثنوی

همنشینی ۱۲ — دائمی ۱۲

مهر پاکان درمیان جان نشان	دل مده الا بجمعے سرخوشان
نار خندان باغ را خندان کند	صحبت مردانت از مردان کند
سنگ گر خارا و گر مرمر بود	چون بصاحبدل رسد گوهر شود

ملوک فارس را قاعده آن بود که هرگز صحبت ایشان از حکما و فضلا خالی نبودی و هیچ حکم بے مشورت ایشان نکردندی و ازین جهت که بناے سلطنت بر عدالت و راستی نهاده بودند مملکت ایشان چهار هزار سال و کسری در کشید و سلطان سنجر

ماضی رحمۃ اللہ علیہ حکیم عمر خیام را با خود بر تخت نشاندی و خلفای عباسی با آنکہ خود دانشمند بودند ہمہ حل و عقد کار ایشان مبنی بر کلام اہل علم و ورع بودی و در خلافت نامۂ آلہی مذکورست کہ پادشاہ کسی را توان گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم او بر وفق حکمت بود پس لازم ست خداوند قدرت کاملہ را متصف شدن بحکمت بالغہ و این اتصاف برین وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و تصرف درین جہان بیاموزد و بر وجہ آموختہ بکار برد و برین تقدیر او را بمصاحبت و مخالطت علما و فضلا و حکما و عقلا میل باید نمود و از جاہلان و غافلان و بدخویان احتراز باید فرمود نظم

ہمنشینی کو لطیف و کامل ست	راحت روح ست و آرام دل ست
وانکہ نادانی و غفلت وصف اوست	صحبتش مانند زہر قاتل ست

یونانیان را رسم آن بودہ کہ حاکم ایشان کسے باشد کہ علم و حکمت او از ہمہ علما و فضلائے زمان بیشتر بودیکسے کہ منظور نظر و محکوم حکم مردی علیم و حکیم باشد تا از صحبت او انوار فضیلت بر صفحات حال او لائح گردد کہ صحبت را اثر عظیم ست در خبر آمدہ کہ ہمنشین نیک مثل عطارست کہ اگرچہ از عطر خود چیزے بتو ندہد بارے از رائحۂ او بہرہ مند گردی و مثل قرین بد مانند کورۂ آہنگرست کہ اگر باتش آن نسوزی اما از دود و بخار آن متاذی شوی مثنوی

درگذر از کورۂ آہنگران	کاتش و دودی رسد از ہر کران
رو بر عطار کہ پہلوے او	جامہ معطر شود از بوے او

و از جملهٔ اہل علم و حکمت که پادشاه را از ایشان ناگزیر ست یکی فقیهی بود عالم و عامل و متدین که احکام شرع را نیک ضبط کرده باشد و مسائل اصل و فرع را باتمام دانسته تا بوقت فرصت در مجلس ہمایون از حلال و حرام و حد و د احکام سخن در اندازد و فرائض و واجبات و آداب و سنن نماز و روزه و غسل و وضو را بعبارت روشن مودی سازد تا ببرکت مسائل فقه و فتوی بر روزگار دولت سلطان ترقی و انتظام امور سلطانی و صول پذیرد شعر

گر نیاید نکته ها از فقه و فتوے در میان	منهدم گردد اساس شرع و ملت در جهان

و دیگر ناصحی امین و مرشدی صاحب یقین که امور اخروی را بیاد وی دهد و نصیحت دینی را از وی باز نگیرد و بعبارات کافی و اشارات وافی او را از افعال شنیعه و اقوال قبیحه باز دارد و از اکتساب منهیات و ارتکاب محرمات منع کند و ناصح باید که در نصیحت و ارشاد طریق لطف رعایت نماید اما در صحبت و محفل بیند نهد بلکه در خلوت و فرصتی که داند که سخن جاگیرست کلمه از روی ملائمت بگوید چه درین زمان صلاح وقت در نرم گوئی و خوشخوئی و دلجوئی ست و خلفا و ملوک در قدیم الایام از علما و مشائخ سخنان تلخ می شنوده اند و از روی اخلاص قبول میفرمودند چنانچه در کتب مذکورست که هارون الرشید شقیق بلخی را قدس سره گفت مرا پندی ده شیخ گفت ای خلیفه خدائے را سرائیست که آنرا دوزخ خوانند و ترا دربان آن سرا کرده و سه چیز بتو ارزانی داشته تا بدان خلق را از دوزخ باز داری گفت آن چه چیز است گفت مال و شمشیر و تازیانه پس باید که بمال محتاجان را از فاقه خلاص کنی تا بواسطهٔ ضرورت متوجه سیئات و محرمات نشوند و ظالمان را بشمشیر قتل کنی تا مسلمانان از شر ایشان ایمن شوند و بتازیانه فاسقان را

ادب نمائی تا از فجور و فسق باز آیند اگر چنین کردی تو هم نجات یافتی و هم خلق را نجات دادی و اگر خلاف این کردی پیش از همه بدوزخ میروی و دیگران در پی تو هارون بگریست و دست شقیق را ببوسید قطعه

نصیحت کان زروی صدق گویند	بگوشش هرکه آید در پذیرد
چو جان دارد حدیث صاحب دل	روان اندر دل و جان جای گیرد

دیگر طبیبی حاذق مشفق که قانون علاج را دانسته و اغراض حکما را ذخیره خاطر داشته در شفای امراض و ازالهٔ اعراض حاوی کلیات فن باشد و در افاضهٔ انفاس عیسوی ید بیضای موسوی نماید بیت

تازه گردد جان بیمار از دمش	روح را راحت رسد از مقدمش

تا هموارهٔ ملاحظه مزاج مبارک نموده قاعدهٔ حفظ صحت مرعی دارد و اگر عیاذاً باللہ علامت انحراف در طبع اشرف مشاهده نماید فی الحال بتدارک آن مشغول گردد دیگر منجمی محقق مدقق که رموز صحائف زیج و تقویم را حل کرده باشد و مفتاح کنوز علم هیئت و تنجیم بدست آورده در باب اخبارات و ملاحظهٔ دقائق مشروطات و محذورات آن بدرجهٔ اعلی رسیده فرد

دوائر کرهٔ مهر و نقش زیج سپهر	محاسب قلمش دور میکند تصویر

تا در طالع مبارک سلطان نظر کند و تیسیرات او تا دو دلائل را تحقیق نموده از هر در هر یک بجدو و اشعه سعود و نحوس باخبر گردد و در وقت ظهور علامات دولت و شوکت سلطان را براه شکرگزاری و سپاسداری دلالت کند تا بواسطهٔ آن

صفت بحکم بالشکر تدوم النعم آن نعمت را دوام و قوامی پدید آید و در زمان مشاهده
(شکر سے ہمیشہ رہتی ہیں نعمتیں ۱۲)
امارات خطر و محنت او را بر دعوات و صدقات و ازدیاد خیرات ترغیب نماید تا
(نشانیاں ۱۲)
بوسیلۂ آن صورت بمضمون الصدقة ترد البلاء و تزید فی العمر آن بلیت مندفع و
(صدقہ پھیرتا ہے بلا کو اور زیادہ کرتا ہے عمر میں ۱۲)
آن محنت مرتفع گردد مثنوی

اے کہ خواہی کز بلا جان و اخری	جان خود را در تضرع آوری
پس باحسان بر کشائی دست خویش	تا حجاب غصہ بر خیزد ز پیش

دیگر شاعرے شیرین زبان زیبا بیان کہ در فصاحت گوے از میدان سخن گزاران ربوده باشد و در بلاغت قصب السبق از سخنوران زمان برده فرد

روز بازار فصاحت را اوج از نظم او	صحن گلزار بلاغت را ز شعرش رنگ و بو

تا جواہر صفات سلطان در رشتۂ نظم کشیده بر سر بازار اشتہار جلوه آرد و باشعار آبدار نام ممدوح را بر صفحۂ روزگار بیادگار گزارد قطعہ

شاعران را عزیز باید داشت	کہ از ایشان بقا پذیرد نام
شعر سلمان نگر کہ تازه از وست	نام سلطان اویس در ایام

دیگر ندیمی تازه روی بذلہ گوی کہ بہ نکتہ ہاے لطیف و رنگین محافل را بیاراید و بہ لطیفہاے شیرین ابواب انبساط بر روے حاضران مجلس بکشاید بیت
(لطیفہ ۱۲)

طبع را لذت از ظرائف او	روح را بہجت از لطائف او

دیگر بہترین جلیسے و خوشترین انیسے کتب اکابر و رسائل بزرگانست مصرع
وخیر جلیس فی الزمان کتاب ✤ نہ ضمیر خواننده را از و ملالیست و نہ خاطر
(اور بہتر ہمنشین زمانہ میں کتاب ہے ۱۲)

شنونده را کلالے کہ بی مرسوم وظیفۂ مصاحبت میکند و بے ناز و کرشمۂ مجالست سستی[۱۲]
مے نماید مثنوے

همنشینے به از کتاب مخواه	که مصاحب بود گه و بیگاه
بهجت افزای جان و راحت دل	هرچه دلخواه تست ازو حاصل
این چنین همدم لطیف که دید	که نه رنجید و هم نرنجانید

بزرگان گفته اند که جمیع خلائق بعقل محتاجند و عقل تجربه احتیاج دارد چه گفته اند که تجربه آئینۂ عقل ست که در وصور مصالح مشاهده میکنند و تجارب روزگارے ممتد و عمری دراز و فراغتی تمام باید و چون حکما دیدند که مدت بقاے عمر مستعار با دراک این معنی وفا نمیکند چاره انگیختند و از روی مهربانی تدبیرے ساختند که جبر این نقصان[دریافتن ۱۲] بکنند و بے مرور زمان تجربہاے کلی بدست آید پس اخبار ملوک و سلاطین و احوال امرا و وزرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند قصص و تواریخ گذشتگان را جهت حصص[حصے ۱۲] و حظوظ آیندگان در قید تعلق کشیدند تا اصحاب دولت و ارباب مکنت آنرا دستور العمل خود سازند و هریک بقدر استعداد و بمقدار همت خود از مطالعۂ آن حکایات استفاده و استفاضه نمایند تا بمضمون السَّعِیدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ[فیض لینا ۱۲] از تجربۂ دیگران فائده گرفته باشند و بموعظت دیگران پند پذیر گشته نظم

حکایات و احوال شاهنشهان	روایات و اخبار کار آگهان
دل و دیده را روشنائی دهد	بعلم و خرد آشنائی دهد

لہ نصیحت ۔۔۔ ۱۲

ز هر گونه بابے سخن گفته اند	بالماس تحقیق دُر سُفته اند
بدوران بسے تجربه کرده اند	بهر کار بس رنجها برده اند
همان به که برقول ایشان رویم	سخنهاے پیشینیگان بشنویم
درختے که کشتند در روزگار	بسے آورد میوهٔ نغز بار
بیا تا بدان باغهاے بریم	دمادم ازان میوها برخوریم

باب سی ونهم در دفع اشرار

چنانچه میل به صحبت اخیار و ابرار واجبست اجتناب و احتراز از مجالست اشرار و فجار هم لازم ست چه صحبت (نیکوکاران ۱۲) بحسب خاصیت موثر میباشد پس چنانچه از همنشینی نیکان فوائد کلی بحصول می پیوندد همچنان با اختلاط با بدان (فاجران ۱۲) نتائج نالائق ظهور مے یابد صحبت نیکان سبب مزید دولت ست و مخالطت بدان موجب ملال و ندامت نظم

با دولتیان نشین که خاری	در صحبت گل شود بهاری
با هر که نه مقبل ست منشین	کز سرکه نگشت کام شیرین

(صاحب اقبال ۱۲)

و اشرار دو قسم اند یکی واجب الدفع دیگے واجب المنع اما آنها که دفع ایشان سبب نفع مسلمانان ست و صلاح کلی در نابودن ایشان ست سه گروه اند اول دزدان و دفع کردن ایشان بر ذمت همت ولاة (والیان ۱۲) اسلام لازم ست وصیت سوم هوشنگ این بوده که اے فرزند باید که ارباب فسق را مالیده و فرزدو داری و شریر و مفسد را منکوب و مقهور و ضرر دزد و راهزن و فسیر فتان (فتنه گر ۱۲) جامه کن (چهر کاهنو ۱۲) از سر راه گذاران دور (نگونسار ۱۲)

سازی تا راهها ایمن گردد و تجار از اطراف و جوانب بولایت تو تردد توانند کرد و انواع امتعه و رخوت جهت خرید و فروخت پدید آید و این معنی سبب رفاهت خلق گردد

آمد و رفت ۱۲ | جمع رخت ۱۲ | جمع متاع ۱۲ | آسانی ۱۲

قطعه

تا نکوشی بمعدلت نشوی — هرگز از ملک و سلطنت شادان
راهها را ز دزد ایمن دار — گر تو خواهی ممالک آبادان

حکایت از امیر المومنین عمر رضی الله عنه در کتاب جواهر الامارة نقل کرده اند که ایشان گفتند وقتی در جاهلیت بتجارت جانب مداین میرفتم و چهل جامه از برد یمانی با من بود چون بحوالی مداین رسیدم دزدان سر راه گرفتند و مرا غارت کرده بردها را بردند و من بصد محنت خود را بمداین رسانیدم و بداد خواهی بدرگاه نوشیروان رفتم چون صورت تظلم من بسمع نوشیروان رسید و بر کماهی حالات من اطلاع یافت حاجبی را فرستاد تا دست من گرفته مرا بوثاقی فرود آورد و گفت اینجا باش تا دزد را طلب کنند و بردها را باز ستانند من در آن وثاق می بودم و هر روز از مطبخ خاص خوانچه طعام ملوکانه می آوردند و پیش من می نهادند و من هر روز بدرگاه کسری میرفتم و نظاره مراسم مملکت داری و رعیت پروری او میکردم تا بعد از چهل روز ناگاه بوثاق در آمدم جامه های برد را دیدم نهاده و دستی بریده آنجا افتاده و کاغذ چهل تنگه زر سرخ در روی نهاده و بران کاغذ نوشته که چهل روز بایستادی تا دزد ترا بدست آوردند و رخت تو بتو رسید این چهل تنگه مزد چهل روزه انتظار تست چون بولایت خود رسی

خوش رہے الله انسے ۱۲ | نام شہر ۱۲ | چادر ۱۲ | فریاد ۱۲ | مکان ۱۲

باید که از ما شکایت نکنی و از این حکایت معلوم میشود که ملوک رفیع المقدار را در باب دفع دزدان و راهزنان اهتمام بسیار بود پس والی عادل باید که راههای مسلمانان را از خوف دزدان و راهزنان بسطوت سیاست ایمن سازد و هر که در راهی باید او آزار متعرض مسلمانی گردد او را به نکال[دبدبه ١٢] [وبال ١٢] و عقوبت عبرت دیگران گرداند نظم

ببر دست دزد و سر راهزن	که ایمن شود راه بر مرد و زن
چو ره گشت ایمن شود کاروان	ز بهر تجارت بهر سو دوان
وزان سو بسی نفع یابند خلق	دمادم بهر سو شتابند خلق
شود شهر معمور و ده نیز هم	ز آئینهٔ دل رود زنگ غم

دوم رنود خونریز و اوباش فتنه انگیز که در بلاد و قری تجبره[بیباکی فتنه ١٢] روئی و تندخوئی دست تعرض بمال و فرزند مردم دراز کنند و کسی بجهت حفظ حال متعرض ایشان نشود و جز حاکم صاحب قدرت را بر ایشان دست نباشد پس قمع[قوت ١٢] و قلع[برکندن ١٢] ایشان ضرورست و در اخبار آمده که در شهر حلب رنود و اوباش بسیار شدند و مردم از ایشان تبنگ آمده نزد سلطان مصر دادخواهی کردند سلطان حاکمی مصلح نام فرستاد تا بدفع رنود و اوباش اشتغال نماید مصلح بیامد و بعضی از ان مفسدان را سیاست کرد آن جماعت منزجر[زجر پانیوالا ١٢] نشدند و از کاری که میکردند باز نه ایستادند حال بدان رسید و کار بدان انجامید که ملک در جامع مسجد نماز گزاردی در پیش محراب وی نوشتند که ای مصلح خود را مرنجان که ما از انجمله ایم که اگر یکی تن را بکشی ده دیگر سر بر آرند و ما کشتن خود را فخر خود میدانیم و از ان

هیچ عار نداریم نظم

ما عاشقیم کشته شدن اعتبار ماست	شمشیر عشق تیز ز سنگ مزار ماست
بی زخم تیغ عشق ز عالم نمیرویم	بیرون شدن ز معرکه بی زخم عار ماست

ممکن که تو از کشتن ما به تنگ آئی و ما از کشته شدن خود به تنگ نیائیم مصلح که این خط برخواند دانست که با ایشان از حیله و تدبیر درمے باید آمد فرمود تا در زیر خط ایشان نوشتند که ما مردانگی و فرزانگی شما را دانستیم و یکدلی و یکجهتی شما را بایکدیگر معلوم کردیم فرد

در جگرداری و سربازی شمارا مثل نیست	بر چنین مردان یکدل آفرین باد آفرین

حالا از هر چه رفت پشیمانیم و بمقام عذرخواهی درآمده در صدد تربیت و تقویت ایشانیم والسلام حضار مجلس ازین سخن متعجب شدند و او در خلا و ملا تعریف و توصیف اوباش و رندان مشغول شد و دست از حبس و قید و قتل ایشان کوتاه کرد و دیگر روز اعیان و اشراف شهر نزدیک وے آمده خواستند که درباب اوباش سخن گویند او بر ایشان سبقت گرفته فرمود که اے عزیزان ما از کشتن آن جوانان پشیمانیم و بغایت حیف ست مردم دلیر و چالاک را کشتن چه در هر قرن ازین طائفه اندکی پیدا میشوند و من امروز بدیشان محتاجم که اهل قلعه روم باغی شده اند و مرا در دفع ایشان مردان کاری میباید شما اگر هوادار منید جماعتے که پیشوا و سران این قوم اند نزد من آرید تا بنظر تربیت ملحوظ و از اثر تقویت محفوظ سازم نظم

ازین نامداران باهوش و ننگ	کسے را که بینم سزاوار جنگ

بگردون گردان رسانم سرش	دہم مرکب و جوشن و مغفرش

اکابر حلب گفتند کہ سردار و پیشکار ایشان پیریست با چہار پسر و حالا در پے
کسب و کاری رفتہ اند و از سطوت سیاست شما گوشہ گرفتہ از مصلح بفرمود تا ایشان
راطلبیدند و تعظیم بسیار و تلطف بیشمار نمودہ جامہ داری خود را بدان پیر داد و پسا ولی
بارگاہ بفرزندان او ارزانی داشت (چوبداری ۱۲) و ہمہ را خلعت دادہ بعنایت و عاطفت
مستمال گردانید بعد از چند روز کہ خاطر ایشان مطمئن و دل ایشان از جانب حاکم
ایمن شد مصلح بفرمود کہ مرا بجمعی مردان خونخوار عیار پیشہ احتیاج ست تا ایشان
را تربیت کنم شما این جماعت را می شناسید ہر کرا دانید کہ از دست وی کاری آید و
معرکہ حرب را میشاید بیارید تا خلعت دہم و ایشان را بدلخواہ ایشان تقویت کنم
پدر و فرزندان بغایت خوشدل و شادان بیرون آمدند و از اطراف و جوانب سی صد
یتیم جرار و رند خونخوار درہم کشیدہ نزد وے آوردند فرمود کہ ایشان را فرود آرید تا خلعتہا
مہیا شود و ہم در زمان فرمود تا خیاطان را طلبیدہ سی صد جامہ بتکلف برید ند و
بدوختن مشغول گشتند ملازمان درگاہ وے و اعیان شہر و ولایت و رعایا ہمہ
درین کار حیران کہ او را سلطان مصر بدفع ایشان فرستادہ او بخلاف امر سلطانی
دست ایشان را قوی میدارد بیت

بجاے زہر شکر مے چشانند	بجاے خار گلبن مے نشانند

اما چون شب درآمد سی صد مرد یگانہ فرزانہ مردانہ را مقرر کرد کہ سلاح پوشیدہ در جا
خانہ مترصد ایستادہ باشند کہ چون رنود بد انجا برای جامہ پوشیدن درآیند ہر یکے را بقتل

رسانند روز دیگر که آن جماعت آمدند و دست بوس کردند اشارت شده که بجامه خانه روند و خلعت پوشیده بیرون آیند وصف خدمت برکشیده کمر ملازمت بر میان هوا داری بر بندند و در آمدن بجامه خامه همان بود و بقتل رسیدن همان پیر را با چهار پسر نیز کشتند و سر ہاے آن قوم بے سر انجام را بر نیزه کرده گرد شهر بگردانیدند و عرصهٔ آن ولایت از شر و فساد ایشان پاک شد بیت

درخت بد از بیخ برکنده به	بد اندیش مردم سر افگنده به

سوم ستمگاران دل آزار که در تیرگی اَلظُّلمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ در مانده قصد مال و منال مسلمانان کنند از تهدید اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ نیندیشند و نه از عقوبت خدای تعالیٰ ترسند و نه از سیاست سلطان باک دارند دفع چنین کسان بر پادشاه واجب ست تا اثر شامت او بمملکت نرسد و نتیجهٔ وخامت عاقبت او دران ولایت ظهور نکند که خاتمت ظلم وخیم ست و جزاے ظالم عذاب الیم مثنوی

عالمی را دیده گریان کردن ست	کار ظالم ملک ویران کردن ست
کے ز شمشیر بلا یابی امان	اے نهاده تیر ظلم اندر کمان

اما قسم دوم که واجب المنع اند طائفه باشند بصفتهاے ناستوده معروف و بسیرتهای ناپسندیده موصوف و هر آئینه ملاقات و مقالات ایشان اهل دولت را زیان دارد یکے از آنها سخن چینان اند که باغبار دروغ و راست میان جمعی گرد فتنه برانگیزند و دوستان را با یکدیگر دشمن سازند و در حدیث آمده که

ظلم تاریکیاں ہیں روز قیامت کی ۱۲ آگاه ہو لعنت خدا کی ہے ظالموں پر ۱۲ برائی ۱۲

سخن چین در بهشت نرود و حق سبحانه تعالی در توریت با حضرت موسی علی نبینا و علیه السلام گفت که ای موسی روز قیامت مرد سخن چین را بینی که بر پیشانی او نوشته که اَیِسَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ اِو نا امید ست و بی بهره از رحمت خدا و خدا سخن چین را در قرآن مجید فاسق خوانده است آنجا که میفرماید اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ الخ و بزرگان گفته اند که چون کسی نزد تو خبر آرد که ترا فلان چنین گفت یا بجای تو چنین کرد بر تو شش چیز واجب باشد اول آنکه او را راست گوی ندانی که حق سبحانه تعالی او را فاسق گفته است و سخن فاسق راست نباشد دوم آنکه او را منع کنی از نمیمه که آن منکرست و نهی منکر واجب بود سوم آنکه او را دشمن داری از بهر آنکه خدای او را دشمن میدارد چنانچه در خبر آمده که دشمن ترین دشمنان نزد خدای تعالی آنها اند که سخن چینی نفاق میان دوستان افگنند چهارم برادر مومن گمان بد مبری که بعضی گمانها بوزر و وبال میکشد پنجم تجسس آن خبر نکنی که تجسس منهی عنه است ششم هرچه سخن چین گوید چنان نکنی و اصل آنست که سخن چین را نزد خود راه ندهی و مطلق سخن او را گوش نکنی نظم

سخن چین را مده در نزد خود جای	که دریکدم کند صد فتنه برپای
سخن چین را مکن نزدیک خود رام	که بد گوید ترا هم در سر انجام

آورده اند که یکی از خواجگان صفهان غلامی را میخرید فروشنده گفت غلام من عیبی دارد که سخن چین ست خواجه گفت سخن چین غلام چه خواهد بود او را بخرید

ل نا امید ہے رحمت خدا سے ل اگر آوے تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر ۱۲

چون روزی چند بر آمد این غلام کدبانو را گفت خواجه من ترا دوست نمی دارد و زنی دیگر خواست
کدبانو ازین سخن متغیر و متاثر شد غلام دید که سخن او کارگر آمد و تیر تدبیر فاسداو به نشانه رسید
گفت میخواهی که ترا دوست دارد گفت آری میخواهم غلام گفت من طلسمی میدانم و افسونی
جهت محبت یاد دارم چون خواجه بخسپد استره تیز بردار و از موهای که زیر محاسن اوست
قدری بدست آر و بمن ده تا افسون کنم و محبت ترا در دل وی افگنم زن برین عزیمت راسخ
شد و گفت البته امروز چنین خواهم کرد پس غلام نزدیک خواجه آمد و گفت ای خواجه
حق نان و نمک در میان ست و من خبرے شنیده ام ترا آگاه میسازم تا از خود غافل
نشوی خواجه گفت آن چه خبر ست غلام گفت زن تو دوستی دارد و قصد هلاک تو کرده
اگر خواهی که راستی سخن من بدانی چون بخانه روی خود را بخواب سازو بنگر که چه می بینی مرد
بخانه رفت و طعام چاشت تناول نموده تکیه بگرفت و خود را بخواب ساخته دیده ترصد
برگشاد زن پنداشت که خواجه در خواب ست استره بدست گرفته بیامد و محاسن خواجه
بالا گرفت تا موی چند ببراشد خواجه دیده باز کرد و آن حال مشاهده نموده پنداشت
که زن قصد کشتن او دارد برجست و دست زن محکم بگرفت و استره از دست وی بستد
و سرش باز کرده برید اولیای زن را خبر شد خواجه را بگرفتند و بقصاص وی بکشتند و
بشومی آن غلام سخن چین خان و مان آن عزیز خراب شد نظم

میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت هیزم کش ست
سیه چاه مرد اندرون بسته پاے	به از فتنه بردن ز جاے بجاے قطعه
سخن چین را توانم حیله کردن	که اول تا نگویم او چه چیند

ولیکن مفتری را پس نیایم	که او از خود سخن مے آفریند

دیگر غمازان اند که دیدار ایشان نادیدنی و گفتار ایشان ناشنیدنی ست بیت

ندیدم زغماز سرگشته تر	نگون طالع و بخت برگشته تر

در آثار آمده که غماز حلال زاده نباشد آورده اند که در بنی اسرائیل خشک سالی پدید آمد و آثار قحط ظاهر شد حضرت موسےٰ علی نبینا و علیہ السلام با اشراف بنی اسرائیل باستسقا (طلب آب ۱۲) برون رفتند و چہار شبانه روز دعا کردند اثر اجابت پدید نیامد موسےٰ علیہ السلام بنالید که الٰہی چہار شبانه روز ست که دعا میکنم و مستجاب نمیشود خطاب آمد که اگر چہل شبانه روز دعا خواہی کرد با جابت نخواہے رسید زیرا که در قوم تو غمازی ست که شومی (بختی) او نمیگذارد که دعا بمحل اجابت رسد موسیٰ علیہ السلام فرمود که خدایا با من بگوی که آن غماز کدام ست تا او را توبه دہم ندا رسید که من غماز را دشمنم چگونه غمازی کنم تو تمام قوم خود را بگوی تا از غمازی توبه کنند او نیز دران توبه کند موسیٰ علیہ السلام بفرمود تا ہمه قوم توبه کردند حق تعالےٰ باران داد و سلاطین سرافراز مطلقاً گوش بسخن غماز نکرده اند و این جماعت را دشمن داشته اند در حکایات آمده که پادشاہے یکی را تربیت میکرد گفت اگر میخواہی که روز بروز کار تو بالا گیرد و ساعت بساعت مرتبۂ تو بیفزاید و نزد من از ہمه ملازمان مقرب تر باشی باید که سه کار نکنی اوّل دروغ نگوئے که دروغ گو در چشم مردم خوار و بمقدار باشد دوم مرا در پیش من ستایش مکن که من خود را به از تو میدانم سوم سعایت (غمازی ۱۲) منماے و از غمازی پرحذر باشی و بدی

سپاه و رعیت پیش من مگوے که چون من بدی ایشان بشنوم با یشان بد شوم و خبر بدی من با سپاه و رعیت چون ظاهر گردد ترسان شوند التجا بدیگری کنند و پادشاه دیگر طلبند و خلل ازین جهت بملک من راه یابد نظم

بر آید ز غماز عالم بهم	خلل راه یابد بهٔ خیل و حشم
ز غماز گردد جهان سرنگون	که ناپاک جانست و تیره درون
چو غماز را وید ی اندر زمان	بهٔ تیغ سیاست ببرش زبان

آورده اند که نوشیروان روزی مجلس آراست یکی از ملازمان نوشیروان شخصی را پیش وی غمازی کرد نوشیروان گفت این سخن را تحقیق میکنم اگر راست ست ترا بسبب غمازی دشمن خواهم گرفت و اگر دروغ ست ترا بجهت آن عقوبت خواهم کرد و اگر توبه میکنی از تو خواهم درگذرانید گفت توبه کردم نوشیروان گفت من عفو کردم نظم

هر که غمازی کند نزدیک شاه	هم بنزد شاه گردد روسیاه
عالمے در آتش و دود اند ازو	نے خدائے خلق خشنود اند ازو

آورده اند که یکی از روے غمز و سعایت قصهٔ نوشت بمعتصم خلیفه که فلان کس از معارف وفات یافته و از و مالی خطیر مانده و یک پسر دارد طفل اگر فرمان شود تا کفاف طفل بگذارند و باقی برسم قرض بخزانه بسپارند تا چون بزرگ شود بدو تسلیم نمایند حالا خزانه را توفیری و رفقتی باشد معتصم بر پشت رقعهٔ او نوشت بعربی که ترجمه اش اینست که متوفی را خدا بیامرزد و بر مال و میراث برکت کناد و یتیم را

برنیات خیر پرورش دهاد و غماز بلعنت خدا گرفتار باد مثنوی

مشو غماز کس نزدیک شاهان	بترس آخر ز آه بیگناهان
که آه بیگناهان سخت گیرد	بسی کس را ز تخت و بخت گیرد

و دیگر گروه صاحب غرض اند که در هر چه کنند و گویند غرضی داشته باشند نه از روی اخلاص و هواداری سخنی بعرض رسانند هوشنگ ملک در وصایا فرموده که از متابعت و موافقت اصحاب اغراض و امن اعراض و احتراز در باید چید که صاحب غرضان از سر دعوی بمعنی لاف هواخواهی زنند و جواهر حسنات را در رشتهٔ سیئات کشند و فعل جمیل و کردار نیکو در کسوت قبیح و صورت زشت باز نمایند نظم

مده راه صاحب غرض پیش خویش	ز صاحب غرض میشو و سینه ریش
که او جمله تزویر و مکر و فن ست	برون دوستدار و درون دشمن ست

و چون معلوم شد که غرض گویان تزویری که تدبیر نام کرده اند بدی را به نکوئی بگذارند و خوبی را بزشتی در شمار آورند پس بی تحقیق سخن ایشان را حکم نباید فرمود و در تفحص کلام این قوم مبالغهٔ تمام باید نمود مثنوی

چو ارباب غرض لب برگشایند	نکوئی را بزشتی مینمایند
بکلی تا سخن روشن نگردد	کسی باید که پیرامن نگردد

اسکندر از ارسطو پرسید که ملازمت ملوک را کدام طائفه موافق اند و کدام فرقه نالائق حکیم فرمود که لائق خدمت ملوک کسی ست که امین باشد نه خائن زیرا که امانت سبب عزت ست و خیانت موجب مذلت و ابانت و قانع باشد نه

طامع که قناعت گنجی ست بیکران و طمع رنجیست بے پایان بیت

مرد قانع بزرگوار بود		طامع البتہ خوار و زار بود	

دیگر باید که نیکوگوے باشد نه عیب جوی که آدمی به نیکوگوئی بهمه حال محبوب و مقبول و بعیب جوئی نزد همه کس مردود و مخذول باشد و باید که کارکننده باشد نه لاف زننده که مرد مصاف[در جنگ ۱۲] محترم ست و صاحب لاف و گزاف متهم و باید که موافق باشد نه منافق که نتیجهٔ وفاق[جنگ ۱۲] مهر و وفا ست و ثمرهٔ نفاق جور و جفا بر طریق سنت باشد نه بر راه بدعت که تائید سنت[دوستی و موافقت ۱۲] آدمی را بروضهٔ جنان[در زنگی ۱۲] میبرد و داعی بدعت ورا بهاویهٔ ضلالت و شناعت[برائی ۱۲] مے افگند باید که ملوک هفت طائفه را در خدمت خود راه ندهند اول حسود را که زهر حسد هیچ تریاکی علاج نمے پذیرد و رنج[نام دوزخ ۱۲] حسود هیچ دارو دوائی نیابد و گفته اند شعر

حسد رنجیست سوزنده کز و آتش بجان افتد		چه جای جان که از حساد آتش در جهان افتد

و غائلهٔ حسد از جملهٔ مفاسد عادیه ست ازانجهت که نفس حسود بغایت خبیث ست و[بدی ۱۲] اوهام اصحاب نفوس خبیثه را در زوال نعمت[منسوب بعادت ۱۲] اثر تمام باشد ازین سبب حق سبحانه و تعالی فرمود که وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ یعنی پناه آرند بخدا ے از ضرر حاسد در حدیث[بدی سے حسد کرنے والے کی جب حسد کرے ۱۲] آمده که حسد حسنات بنده را میخورد یعنی ناچیز میگرداند چنانچه آتش هیزم را و فی نفس الامر حسد ذلیل ترین صفت و خوارترین خصلت ست و اصلاً از دنائت همت و خساست طبیعت در وجود آید که نتائج جهل اند و ازینجاست که اظهار این صفت[فرومائگی ۱۲] بر نقصان عقل[فرومائگی ۱۲] دلیل روشن ست نه بینی که حسود همیشه از راحت غیری در مشقت باشد بیت[کمی ۱۲]

باب سی و سیم

درین غصه جان میدهد مرد کے	که بهرچه دارد وجود آن سیکے

رنج کا گھر[12]

ازین نوع هر ساعتے هزار شربت زهر آلود غم و غصه تجرع میکند و هر جا کسے پاے نشاط بر زمین نهاد و دست حسرت بر سر میزند و مثلے مشهور ست که
گھونٹ گھونٹ کا پینا[12]

کفی للحسود حسده
کافی ہے حاسد کو حسد اسکا[12]

نظم

حسود را حسد او بس ست در عالم	که در بلا و غم و رنج دارد ش هردم
حسود بر دگران آتشی برافروزد	چو نیک و بنگری خود در آن میان سوزد

و در باب هلاک حسود بحسد او حکایتی آورده اند که در زمان اسکندر جانور سے پدید آمد بر هر که چشم وے افتادی فی الحال هلاک گردیدی اسکندر چندانکه از حکما چاره جوئی کرد هیچکس چاره آن ندانست و دفع این غائله هیچ نوع نتوانست آخر
بدی[12]
ارسطاطالیس بعد از تامل بسیار فرمود که من چاره انگیختم و تدبیری کردم که این بلا مندفع شود و این آفت از خلق منقطع گردد پس بفرمود تا آئینه ساختند بمقدار آنکه آدمی در پس آن مخفی تواند بود و گردونی ترتیب داده آئینه بر پیش گردون بست
گاڑی[12]
و خود در پس آئینه بر گردون نشست و گردون را روی بدان موضع کرد که آن جانور بود جانور چون بوی آدمی شنید بدان طرف متوجه شد و نظرش بر آئینه افتاد و صورت خود را دید و چون نزدیک گردون رسید بیفتاد و بمرد اسکندر را از آن حال آگاه کردند متعجب شد و از حکیم پرسید که درین کار چه حکمت بود گفت ای ملک جانور سے را بعد چندین سال در عالم از قدرت الٰهی بواسطهٔ بخارات متعفنه که در زیر زمین
بدبو[12]
محتبس بود حالا بروی زمین پیدا شده و در چشم او زهر قاتل ست که نظرش بر هر چه

فتد فی الحال هلاک شود من آئینه پیش وے بردم تا چون نظر وی بر آئینه افتد عکس آن بوی راجع شود و اثر آن در وی سرایت کند و بمیرد اسکندر حکیم را دعا گفت و این حکایت بعینه حال حسود ست که شر حسد او هم بدو باز گردد و بدو راجع شود چنانچه بعربی آورده اَلنَّارُ تَاکُلُ نَفْسَهَا اِنْ لَمْ تَجِدْ حَطَباً تَاکُلُهٗ یعنی آتش که هیزم نیابد خود را میخورد[سما جاتا ۱۲] تا هیچ نماند و دوم از آنها که سزاوار خدمت ملوک نیستند کسانی اند که بخیل و مسک باشند چه بخیل مردود خلق و مبغوض ایشان ست چنانچه سخا پوشندهٔ عیبها ست بخل پوشندهٔ هنرها ست و گفته اند نظم

مرد هرچند در هنر کوشد	بخل آن جمله را فرو پوشد
از لئیمان تیره دل بگریز	وز کریمان پاک جان آویز

در جامع الاحکام آورده اند که سلاطین مردم بخیل را ملازم خود نسازند که از ایشان[بخیلان ۱۲] نخالت رسد چنانچه منقول ست که عمرو بن لیث وکیلی داشت مردی بخیل بود و قتے میوه ها را سر ابر بر در عمرو گفت میوه هرکجا باید بخرید و خرج کنید روزے عمرو جشنے ساخته بود و محفلی آراسته دران محفل رسولان که از اطراف و جوانب رسیده بودند همه جمع آمدند و مجموع اسباب ضیافت مرتب و مهیّا بود جز میوه که بسیار اندکے بنظر آمد عمرو وکیل خود را گفت میوه بسیار بیار او اندکی بنظر آورد عمرو را این حرکت بد آمد گفت برد میوه بیار گفت میوه متعفن و بوسیده مانده ست اگر گوئی بیاورم عمرو بغایت منفعل شد و او را از وکالت عزل کرد بارها میگفت که آن ممسک مرا انفعالی داد که هرگز تدارک آن نمیتوانم کرد بیت

نزدیک اکابر هنر ور را		عیبی نبود ز بخل بدتر	

سوم از ان جماعت که لائق ملازمت نیستند مردم دون همت سفله باشند و چون
همت سلاطین عالی باید پس مردم دون و سفله در خدمت ایشان نشاید و سفله از
ممسک و بخیل بدتر باشد زیرا که بخیل آن باشد که کرم ندارد باکسے اما از مال
خود بهره دارد و ممسک آنست که خود نخورد و باکسے کرم نکند و سفله نه خود خورد و
نه بکسی کرم کند و نخواهد که کسے باکسے کرم کند آورده اند که بادشاهی بود بغایت
جوانمرد و بخشنده روزی بایکے از نزدیکان خود فرمود که مرا آرزوست که هزار هزار درم
بیکی به بخشم تو چه میگوئی گفت این مقدار مال بسیارست این مبلغ به صد کس بس است
گفت اگر نصف ازین عطا کنم چون باشد گفت هنوز بسیارست گفت ثلثی تو ان
بخشید گفت هنوز بسیارست گفت در ربع چه میگوئی گفت هنوز روے در کثرت
دارد القصه بر عشر قرار داد که صد هزار درم باشد گفت اگرچه بسیارست مگر بیک
کس میباید داد بادشاه فرمود که ای بیدولت من میخواستم که این مبلغ بتو ارزانی
کنم خود را محروم ساختی و مرا از سخاوت باز داشتی آن مرد بتضرع در آمد که اے
ملک من خطا کردم سلطان از کرم خود نگذرد سلطان فرمود تو سفلهٔ نه لائق عقوبت
نه قابل عطیت هم خود را زیان دادی و هم مرا زیان من آنست که اگر آنقدر مال
بتو بخشیدمی در سخاوت علم شدمی تا انقراض ادوار صیت کرم و مروت من باقی
ماندی و زیان تو اینست که از چندین مال محروم شدی اکنون صد هزار درم که
بخش خود بران قرار دادی بستان و دیگر در مجلس ما چنین سفلگی مکن نظم

(مشهور ۱۲ — گذرنا — آوازه ۱۲)

سفله نخواهد دگرے را بکام	خس نگذارد مگسے را بجام
سفله سیه رو بود و بد نهاد	خاک سیه بر سر هر سفله باد

چهارم ازان غیبت گرانند که ذکر هر کس در میان آید خواهند که از مساوی آن چیزی باز گویند که اگر آن بیان واقع ست غیبت باشد و اگر غیر واقع ست هم بهتان باشد و هم غیبت و در خبر آمده که عقوبت غیبت از زنا سخت تر ست حق سبحانه و تعالے در قرآن مجید فرموده باید که بعضے[عذاب ۱۲] از شما بعضے را غیبت نکنند آیا دوست دارد کسے که گوشت برادر مردهٔ خود را خورد و این غایت تهدید[ڈرانا ۱۲] ست و ازینجا معلوم میشود که غیبت گویان مانند مردار خوار باشند و هر که رائحه انسانیت دارد از مرده بپرهیزد و از مردار بگریزد بیت

از غیبت مردمان بپرهیز	وز مردم عیب جوے بگریز

آورده اند که یکے از پیغمبران غیر مرسل بود چیزها در خواب بدو می نمودند و ندامی شنید نذ شبے در خواب دید که چون بامداد برخیزی در فلان صحرا گذر کن نخستین چیزی که ترا پیش آید بخور و دوم چیزے که بینی نهان کن سوم چیزی که در پیش آید نگاهدار و چهارم را نا امید مگردان پنجم چیزے که در نظر در آید ازو بگریز چون بامداد شد برخاست و بدان صحرا که مامور بود روان شد اول چیزی که پیش آمد کوهے بلند بزرگ سیاه رنگ بود آن پیغمبر متحیر شد که این لقمه را چگونه توان خورد اما چون حکم خدا و ندست ازان چاره ندارم بطرف کوه روانه شد که کوه را بخورد و چون نزدیک رسید دید که کوهے بدان عظمت لقمه خردے شده بود آنرا

برداشت وبخورد شیرین تراز انگبین وخوشبوتر از مشک شکر خدای تعالی بجاے
آورد وازانجا پیش رفت طشتے دید زرین براه افگنده گفت مرا امر کرده اند که این
را پنهان دار پس زیر زمین حفره کند و پنهان کرد و خاک بسیار بر بالای او ریخت
وبگذاشت و برفت هنوز دو قدم نرفته بود که دید آن طشت بروے زمین ست
دیگر باره بیامد و حفره دور تر کند و پنهان ساخت هنوز فارغ نشده بود که دیگر
آن طشت بر روی زمین دید سوم بار در اخفای آن مبالغه زیاده نمود باز ظاهر
گردید پیغمبر با خود گفت مرا گفته بودند که پنهان کن من کار خود کردم وانچه فرموده
بودند بجاے آوردم ازانجا درگذشت مرغے دید که از بازی هراسان شده
بشتاب می پرد گفت یا نبی الله مرا نگاهدار که دشمن در قفاے من ست پیغمبر او را
در گریبان خود پنهان کرد فی الحال باز خشم آلود و گرسنه برسید گفت یا نبی الله امروز
همه روز در طلب این صید بودم صید من پناه بتو آورد و من بغایت گرسنه ام مرا
نا اُمید مکن از روزی من پیغمبر با خود گفت بمن گفته اند که این را نگاهدار دیگری را
نا اُمید مگذار اکنون چه کنم کارد برکشید و قدرے گوشت از ران خود برید و بسوی
باز انداخت باز گوشت را برداشت و مرغ را بگذاشت آن پیغمبر پیشتر شد
مرداری دید افتاده و گنده شده ازوی بگریخت اما چون شب درآمد پیغمبر مناجات
کرد الٰهی انچه فرمودی بجای آوردم حکمت اینها مرا معلوم گردان ندا رسید که آن
کوه عظیم که دیدی و یک لقمه شد و بخوردی آن خشم ست اول عظیم نماید و چون بخوردی
شیرین تر از همه شیرینهاست دوم آن طشت زرین که هر چند نهان میکردے

آشکار شد خیرست هر چند کسے خواهد که نیکی را مخفی بدارد البته ظاهر میشود و آن سوم را معنی آنست که هر که پناه بتو آرد در پناه گیری و هر کس ترا امین کند خیانت در امانت روا نداری معنی چهارم آنست که چون کسی از تو چیزی طلبد جهد کن تا حاجت او را روا گردانی پنجم آن مردار گنده که دیدی غیبت بود زینهار از غیبت بگریزے که غیبت کردار نیک را باطل گرداند نظم

مران غیبت هیچکس بر زبان	که طاعت ز غیبت فتد در زیان
بهر غیبتے طاعتے کم شود	ز غیبت گرے کار برهم شود

وصحبت ملوک باید که از لوث غیبت وگرد بهتان گوئی پاک باشد چنانچه گفتن غیبت حرام ست شنیدن آن نیز روا نیست که عذاب غیبت شنونده برابرست با عذاب غیبت کننده بیت

آلودگی ۱۲

گوش وزبان در ره غیبت منه	از بد کس گوش وزبان پاک به

وقبل ازین نکته در باب غیبت گفته بودم پنجم از کسانیکه سزاوار درگاه ملوک نباشند مردم ناحق شناس وغدار ناسپاس اند که حقوق ولی نعمت را نشناسند وشکر منعم را بکفران مبدل سازند وهمیشه این جماعت منکوب ومقهور باشند واز دلهاے آشنا وبیگانه دور مانده بخت ایشان بیدار باشد نه دولت ایشان پایدار قطعه

سرنگون ۱۲

کسے کو میکند نعمت فراموش	ازو کردن فراموشی صواب ست
ازان کو حق نمیداند بپرهیز	که روح از صحبت او در عذاب ست

نقل ست که معتضد خلیفه گفته که تیغ زبان که در شکر گذاری کند باشد او را ابزبان

تیغ تیز سزا باید داد نظم

حق نان و نمک تبه کردن	بشکند مرد را سر و گردن
با ولی نعمت از برون آید	گر سپهر ست سرنگون آید
حق شناسی بزرگوار کند	ناسپاسی زپاے در فگند

ششم دروغگو یانند که کذب پیش هیچ کس پسندیده نیست و مرد دروغگوے نزد سلاطین بے آبرو باشد در کتاب اخلاق رکنی آورده که در مجلس فضیل وزیر در میان دو ندیم او که یکے نصیر نام داشت و یکے ثاقب مباسطتے واقع شد قدم مزاح و مطائبه بر بساط انبساط نهادند کار از مخاطبه بملاعبه انجامید و مهم از ملاعبه بمصارعه رسید چنانچه بصدمهٔ دست نصیر عمامه از سر ثاقب جدا[پیدا کهنا ۱۲] گشت ثاقب بغایت متغیر[کشتی ۱۲] شده اثر غضب بر رخسارهٔ وی پدید آمد وزیر گفت از چه چیز خشم گرفتی میان ندماء ازینها بسیار واقع میشود ثاقب گفت چگونه در غضب نباشم که آبروے من در مجلس چون توئی ریخته شد فضیل گفت کار بر خود آسان گیر و این واقعه را بر دل خود سهل کن که آبروے تو در پیش من آن روز ریخته شد که گفتی استر[خچر ۱۲] من مرا در یک شب از مرو به نیشاپور رسانید و درین باب گفته اند نظم

میفروز هرگز چراغ دروغ	چراغ دروغ ست بس بیفروغ
تو از کذب تعظیم و حرمت مجوے	کزان آبرو میشود آبجوے

و هفتم مردمان بسیارگوی پریشان سخن نیز لائق خدمت نیستند زیرا که هر که بسیار

ملاعبہ سے مطلب مزاح یعنی ہنسی ٹھٹھا ۱۲

کلام کند او را قدرے نماند و در خبر آمده که در سخن بسیار غلط و سقط بسیار بود نبرجمهر
گفته است که چون مرد به بسیار گفتن حریص بود تیقن باید شد بجنون او یعنے بیقین
بدان که دیوانه است و در مثل آمده که المکثار مهذار بسیار گوی بیهوده گوی باشد
منقول ست که حواریان مر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیه الصلوٰة را میگفتند که ما را پندی
ده که بدان کار کنیم و به بهشت رسیم فرمود که هرگز سخن نگوئید گفتند این صورت میسر
نمیشود گفت هر که سخن گوئید جز خیر مگوئید و بسیار گفتن دل را تاریک میکند مثنوے

اے بلبلے از صرفهٔ زر میسکنی	صرفهٔ گفتار کن ار میسکنی
چند از پاس درم افتی برنج	پاس سخن دار که این ست گنج
گفتن بیفایده ترک حیاست	قول موجه صفت انبیاست
هرچه بهنگام نگوید کسے	خامشی از گفت نکوتر بسے
نی همه گفتار ز انسان خوش ست	هرچه پسندیده بود آن خوش ست

آورده اند که سه بادشاه در مجلس نوشیروان حاضر شدند قیصر روم خاقان چین
و رائے هند نوشیروان فرمود که بسے قرنها باید که تا چنین مجمعی دست دهد بیائید
تا هر یک سخنی بگوئیم که سخن پادشاهان پادشاه سخنان میباشد و دریغ بود که این
اجتماع بتفرّق انجامد و از ما اثری بر صفحهٔ روزگار یادگار نماند فرد

درین سرای کهن خوی کن بخوش سخنی	که بهتر از سخن خوب یادگاری نیست

ایشان اشارت بکسریٰ کردند که اول شما افتتاح کلام فرمائید نوشیروان از درج
فکر جوهر آبدار و گوهر شاهوار بر طبق بیان نهاده گفت هرگز بر سخن ناگفته پشیمان

نبوده ام و بر بعضے سخنان که گفته شده بسیار ندامت خورده ام قیصر روم در خزانهٔ
خیال نظر فرموده و این نقد تمام عیار نثار مجلس شهریار نمود که انچه نگفتم توانستم که
بگویم و انچه گفتم بر رد آن قادر نبودم یعنی هر تیر سخن که از شست[۱۲] بیان جدا نشده است
قدرت آن دارم که هر گاه که خواهم بهدف رسانم اما چون از تقریر بیرون شد باز
نتوانم گردانید خاقان چین نافهٔ سر مهر بیان بکشاد و برائحه این شمامه مشام حضار
مجلس سلطنت را معطر ساخت که چون سخن نگویم او زیر دست من ست و من بر و غالبم
و چون گفته شد من زیر دست اویم و او زبر دست من ست و برو چیره نتوانم شد
یعنی تا عروس سخن در پس پرده فکر ست مشاطهٔ مشیت را اختیار باقی ست اگر
خواهد بر سریر نطقش جلوه دهد و اگر خواهد در نقاب عدمش بدارد اما چون از پس
حجاب بیرون آمد و پرده از جمال برداشت دیگرش بخلوتخانهٔ خفا[۱۲] نتوان فرستاد
و رائے هند از ریاض گفتار خود این گل خوشبو این ریحان دلجو چیده بنزهت گاه
فصاحت آورد که هر کلمه که در گفت مے آید یا بر نهج صواب ست یا در معرض خطا ست
اگر صواب ست قائل در عهدهٔ آن سخن میماند تا از عهده بیرون تواند آید یا نی و اگر
خطا ست هیچ فائده ندارد پس در هر دو حال خامشی اولے ست قطعه

به پیرے رسیدم در اقصائے یونان	بدو گفتم اے آنکه با عقل و هوشی
ز مردم چه بهتر به حال گفته	خموشی خموشی خموشی خموشی

و حکمائے متاخرین گفته اند خموشی به از سخن بد ست و سخن نیک به از
خاموشی ست قطعه

نظر کردم بچشم عقل و دانش نگویم لب به بند و دیده بر دوز	ندیدم به ز خاموشی خصالے ولیکن هر مقامے را مقالے

باب چهلم در تربیت خدم و حشم

واین باب مشتمل بر دو قسم ست قسم اول در تربیت ملوک مر متعلقان و ملازمان را قسم دوم آدابیکه ملازمان سلاطین را رعایت باید فرمود اما قسم اول آنکه حکما گفته اند سلاطین را از ارکان دولت و اعیان حضرت و سائر ملازمان و متعلقان گزیر نیست ازبرائے آنکه هر کس که بعضی از ممالک عرصهٔ زمین در عرصهٔ تسخیر وے باشد و جمعی از آدمیان در قید تصرف او باشند مر او را ضرورت ست که نظر در جزئیات و کلیات مملکت خود بر قانون احتیاط بکند و از روی یقین بفور امور رعایا و زیردستان برسد و حال هر یک از اعیان و اوساط مملکت خود کما حقه بداند و در تحقیق این امور دو گوش و دو چشم کفایت نیست بلکه گوش بسیار و چشم بیشمار درکار ست پس باید که جمعی مردم دانا و هوشمند نیک سرشت و بی طمع بلند همت ملازم وے باشند تا او مالک گوشها و چشمهای همه باشد تا بگوش همه اخبار ممالک بشنود و بدیدهٔ مجموع در حقائق مهمات نظر کند و هر آئینه این جمع را که در استماع اخبار متنوع و مشاهده اطوار گوناگون بمثابهٔ سمع و بصر اند رعایت کلی باید کرد تا از کار خود باز نمانند و پیوسته بایصال اخبار و عرض کردن احوال مشغول باشند که هیچ چیز ملک را زیان کارتر ازین نیست که اخبار اطراف ولایت و صورت حال رعیت از سلطان منقطع گردد

ودر کتاب سراج الملوک آورده اند که نوشیروان از موبدان[1] پرسید که زوال ملک در چه چیز ست گفت در سه چیز اول در پوشیدن خبرها از بادشاه دوم تربیت مردم فرومایه سوم در ظلم عمال نوشیروان گفت بچه دلیل این سخن میگوئی جواب داد که چون خبر ولایت و رعیت از سلطان انقطاع یابد و از دست دشمن فارغ و غافل باشد هر کس هر چه خواهد کند و چون او بیخبر ست آثار فتنه از هر گوشه سر بر زند و مملکت در سر این فتنه رود دیگر مردم دون و ارذل چون تربیت یابند از دنائت همت جمع مال حریص باشند و هر کس طمع کنند و قدر اکابر و اشراف نشناسند و حرمت مردم بزرگ فرو گذارند و دلهای خلائق بسبب این اخلاق رنجیده شود لاجرم همتها برگمارند تا از مهربی خلاص روی نماید و ازینجا گفته اند زَوالُ الدَّولَةِ بِارْتِفاعِ السِّفْلَةِ[2] چون سفله را ترقی دست دهد دولت روی به تنزل نهد که گفته اند مثنوی

گر سفله بجاه دست یابد	بازار ملک شکست یابد
دونان نه سزای جاه باشند	بل درخور بند و چاه باشند

و دیگر چون عمال بر رعیت ستم کنند نیتهای ایشان با پادشاه بد شود و از زراعت و امارت ملول و متنفر گردند و مداخل سلطان کم گردد و علوفه بلشکر کم رسد و چون لشکری علوفه نیابد سر از خدمت تابد و اگر دشمن پدید آید یار و مددگار اندک بود بدین جهت ملک از دست برود و درین باب گفته اند نظم

[1] موبد بضم اول و کسر بای ابجد و فتح آن و فتح اول و بای ابجد حکیم و دانشمند و صاحب فیض آتش پرستان از برہان ۱۲ [2] جاتا رہنا دولت کا ہی کمینون کے مراتب بلند ہونے ہین یعنی اگر کمینہ دخیل امور سلطنت ہو جاتے ہین تو زوال سلطنت شروع ہو جاتا ہے ۱۲

دل مظلوم را کباب کند	ظلم عامل جهان خراب کند
دامن عافیت رود از دست	اندر آرد بکار ملک شکست

نوشیروان موبد را ثنا گفت و فرمود تا این کلمات را بآب زر نوشتند و دیگر گفته اند که قصر سلطنت را چهار قائمه[ستون ۱۲] هست که اگر یکی نباشد مهمات ملکی متمشّی[جاری ۱۲] نگردد اول امیری که اطراف مملکت را محافظت کند و شر دشمنان را از شاه و رعیت باز دارد دوم وزیری که مؤنات سلطان و ملازمان وی را انتظام دهد و مال از جایگاه بستاند و بجایگاه خرج کند سوم حاکمی که از قبل سلطان تفحص احوال خلق نماید و داد ضعیف از قوی بستاند و اهل فسق و فجور را مخذول[ذلیل ۱۲] و مقهور دارد چهارم صاحب خبری امین که پیوسته اخبار شهر و ولایت و حالات اعیان و رعیت بحضرت سلطان عرض نماید و فی الجمله جمعی که سلطان را از ایشان چاره نیست یا ارباب سیف اند چون امرا و ایلچیان و سپاهیان و مانند آن یا اصحاب قلم اند چون وزرا و مستوفیان و دبیران عمال و تربیت مجموع اینها از روی اجمال آنست که همه را بچشم شفقت و عین عاطفت[مهربانی ۱۲] بیند و انچه هر یک را ضرورت بود بدان محتاج باشند از ایشان باز ندارد و هر کدام که از عهدهٔ مهمی که مفوض بدو باشد سالم برون آید و کار خود بر وجهیکه باید و شاید بسازد او را نوازش فرماید و هر که در مهمی تهاون[سستی ۱۲] نماید و تغافل ورزد اول او را به نصیحت متنبه[آگاه ۱۲] گرداند و اگر منزجر[زجر پذیر ۱۲] نگردد به نصیحت گوشمال دهد و هرگز در پی اظهار معائب[عیوب ۱۲] و مقابح[قباحتین ۱۲] ملازمان نباشد و بشادی ایشان اظهار بهجت و مسرت نماید و بمصائب و آلام ایشان اندوه و ملال ظاهر گرداند و هر یک را

در تربیت و تقویت هر مرتبهٔ خاص نگاهدارد که کسی با او دران مرتبه شریک نباشد تا میان ملازمان حقد و حسد پیدا نگردد و اگر میهم بعضی ازایشان بنزاع و جدال انجامد بزودی دفع نماید تا مادهٔ کینه[۱۲] خصومت قوی نگردد که ازایشان فسادات کلی روی نماید و بزرگان فرموده اندکه انقطاع سررشتهٔ مملکت وابستهٔ بنزاع امرا و وزراست نظم

چو یکدل نباشند اعیان شاه	شود کار شاه و رعیت تباه
ز ارکان دولت نزیبد نزاع	که استیزه آرد علی الانقطاع
ستیزه بجایی رساند سخن	که ویران کند خاندان کهن

بهمن از حکیمی پرسید که اساس تربیت ملازمان بر چه چیز باید نهاد جواب داد که بر دو چیز یکی لطف و یکی قهر باید که همیشه از قهر و نظر لطف سلطان بر خدام ظاهر باشد بقهر بگیرد تا دلیر نشوند و بلطف درگذارد تا ناامید نگردند و در نگارستان آورده که طریق حکمت در تربیت آنست که بنرمی و آهستگی اگر کاری میسر شود دران وقت تشدد و عنف نباید نمود و اگر بخشونت و سختی[۱۲] حاجت افتد رفق و نرمی نباید فرمود که جراحت را تواند بود که به نیش افتد ازانکه بمرهم قطعه

همیشه ره لطف نتوان گرفت	در ابرو فگن چین بهنگام خویش
نه بینی که مرهم نیاید بکار	چو گردد جراحت سزاوار نیش

حکما فرموده اندکه هر گرا سلطان خواهد که تربیت کند تا باره با نقد حال وی را بر محک امتحان نزند و عیار کار وی را بتمامی نداند بدیدهٔ تربیت در وی نظر نکند که بسیار وقت نامستعدی[۱۲] را تربیت کرده اند و چون بر اخلاق و احوال وی اطلاع

اسے بے استعداد[۱۲]

حاصل شد بالضرورۃ درہمان وقت از نظر انداختہ اند و برداشتن و زدن بفگندن
سطوت سلطنت را مضرست و درین باب گفتہ اند قطعہ

ہر کرا میل تربیت داری	امتحان کردہ بایدش یک چند
اگرش ہست قابلیت آن	عَلَمِ دولتش برآر بلند
ورنہ قابل بود بلند مساز	تا بزودے نبایدش افگند

وچنانچہ برداشتہ را بزودی بفگندن مناسب نیست ہمچنان بزودی خوشنود شدن
از کسی کہ بر وخشم گرفتہ اند ہم محمول بر خفت ست چہ میان خشم و رضا باید کہ مدتے
بگذرد تا عزم و ثبات بادشاہ ظاہر گردد آوردہ اند کہ روزے یکے از خلفا
با ندیمی سخن میگفت در اثناے مکالمہ از وے کلمۂ شنید کہ مناسب نبود فرمود کہ
او را از مجلس بیرون کردند آن بیچارہ اُمید از زندگانی بریدہ در گوشۂ کاشانہ
نشست و بناکام شربت تلخ صبر و تحمل تجرع[۱] کردہ با خود میگفت بیت

دلا ز حال بد خود جزع مکن زنہار	صبور باش کہ نیکو شود بآخر کار

اما چون مدت مہاجرت دیر[۲] کشید و کار بجان و کارد باستخوان رسید قصۂ خود را
نوشتہ بیکے از محرمان خلافت داد تا بوقت فرصت بموقف عرض رسانید خلیفہ
بخندید و گفت او را چندان گناہی نیست کہ موجب حرمان باشد گفت چون
چنین ست چہ شود کہ آن بیچارہ را ہم در مجلس ہمایون راہ دہند خلیفہ فرمود لِکُلِّ اَجَلٍ
کِتَابٌ ہر کارے بوقتے باز بستہ است و ہر مہمی بزمانی موقوف ماندہ کہ تا

۱ گھونٹ گھونٹ پینا ۱۲ ۲ بیقراری ۱۲ اسکے ہر وقت کے واسطے لکھا ہے ۱۲

زمان آن مهم در نیاید و وقت آن کار در نرسد جهد و کوشش فائده ندهد بیت

تا در نرسد وعدهٔ هر کار که هست	سودی نکند یاری هر یار که هست

بعد از یک سال او را طلبید و خلعت داد گفته اند که چون سلطان کسے را بزرگ گرداند بهمان نظر اول در وی بنگرد زیرا که چون مال و منال و اختیار و اقتدار یافت او را بدرجهٔ اول باز نتوان برد و اگر خواهد که او را خرد گرداند بتدریج و تانی (آهستگی ۱۲) در پی آن کار باید رفت و الا خللها پدید آید بیت

بهر آتش میادر بیکبارگی	که جان را بکوشد به بیچارگی

نوشیروان از بزرجمهر پرسید لائق تربیت کیست فرمود کسی را تربیت باید کرد که ادبی دارد یا نسبے و هر که نسبی سافل دارد بحکم کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِهٖ[له] رجوع باصل خود میکند و در حکایات آورده اند که مردے بود ذکی نام از خاندان بزرگ با نسبی عالی و ادبی کامل کنیزکی رومی خرید نوشابه نام بسیار بدخوی و بغایت بهانه جوئی و ستیزه روی ذکی بملک یمین (دست راست و قوت ۱۲) در نوشابه تصرف کرد پسری از و متولد شد روزے حکیمے در صحبت ذکی نشسته بود فرزند ذکی حاضر شد ذکی او را کاری فرمود آن پسر فی الحال برخاست و روان شد چون گامی چند برفت باز گشت و در مجلس آمده نشست حاضران متعجب شده گفتند امتثال (فرمانبری) اول را چه سبب بود و اجتناب ثانی بچه جهت روی نمود آن حکیم بخندید و گفت ذکی خواست که فرمان برد و نوشابه نگذاشت اثر هر دو جوهر ظاهر شد چنانچه در سفیدی و سیاهی فرزند به پدر و مادر مشابه میباشد در رذالت (فرومایگی ۱۲) و نجابت نیز بر همان قیاس باید کرد و درین باب حکیم

[له] ترجمه هر شئ اپنے اصل کی طرف ۱۲

فردوسی فرموده نظم

درختیکه تلخ ست وی را سرشت	گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوی خلدش بهنگام آب	بزیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد	همان میوهٔ تلخ بار آورد

وگفته اند نفس خسیس را پروردن آبروے خود بردن ست چه حرام ست بر کسیکه از نطفه خبیث [کمینه] در وجود آمده باشد که از دنیا انتقال کند بدی ناکرده بجای کسے که [بد] باوی نیکو کرده باشد فرد

بد اصل را چگونه کسے تربیت کند	در جیب خود چگونه کسے مار پرورد

ونکتهٔ دیگر در تربیت ملازمان آنست که یک کس را دو عمل ندهد بلکه برای هر کسے منصبے مقرر کند تا همه ملازمان امیدوار باشند و دو کس را یک عمل نیز نفرماید که چون شرکت پدید آید عمل بر مراد ساخته و پرداخته نگردد قطعه

نه یک کس تواند که سازد دو کار	که آنرا پسندند ارباب هوش
دو کس نیز در یک عمل ضائع اند	که دیگی بشرکت نیاید بجوش

وچون از تربیت اجمال فراغتی روے نمود سه نکته از تفاصیل آن مرقوم میگردد ومقدم بر همه تربیت اولاد ست و در ذخیرة الملوک فرموده که فرزند امانت حق ست نزد والدین و در عرصهٔ محشر مطالبهٔ حقوق این امانت خواهد بود و چون این امانت آئینهٔ ایست که صور جمیع نفائس و کمالات را قابل ست و جوهر حقیقت او را بهر چه میل دهند مائل گردد پس بضرورت در تربیت او سعی باید فرمود تا بصفتهای

پسندیده متصف گردد واز خصلتهای نکوهیده منحرف شود اول آنکه اورا بنام نیک
تسمیه باید کرد که اگر نامی ناموافق باشد مدت عمر ازان در کراهیت خواهد بود دیگر دایه (مقرر کرنا ۱۲)
او بغایت نیک مزاج و خوش خوی و پاکیزه سرشت باید که در خبر آمده که شیر دادن
طباع (طبیعت ۱۲) را متغیر سازد و چون مدت رضاع (شیرخواری ۱۲) تمام شود مردم پاک دین نیکو خلق را بخدمت
او نامزد باید کرد تا طبیعت او باوصاف آن خادم مستانس (انس پذیر ۱۲) گردد و چون طبع صبیان
بلهو و لعب و اکل و شرب مائل هست در آنها آئین اعتدال و قانون توسط رعایت باید نمود
و معلم پرهیزگار دیندار تعیین باید فرمود تا او را تعلیم قرآن و احکام شرعی در آموزد و
علمی که او را در دین و دنیا نافع باشد ازو باز ندارد و بهترین تادیبی آنست که
او را از مخالطت جمعی که مفسد و کج طبع باشند نگاهدارد و با مردم خوش ذهن لطیف طبع
مصلح مصاحب (آمیزش ۱۲) سازند و دائم در پیش وی علما و عرفا و فضلا را مدح گویند تا محبت
ایشان در دل وی راسخ (استوار ۱۲) گردد و اشرار (بد ۱۲) و فجار (بدکار ۱۲) و بدمعاشان (بدچلن ۱۲) را مذمت کنند
تا کراهیتی از ایشان در طبع وی پدید آید و چون بسن تمیز رسد مردی بزرگی عالی همت
صاحب تجربه را که خدمت ملوک کرده باشد مقرر کنند تا آداب نشست و برخاست
و رفتن و آمدن بوی آموزد و دران کوشد که آثار ادب و حیا و علو همت و تخلق (خوگر ہونا ۱۲)
اخلاق ملوک از وی ظاهر گردد و چون وقت در آید سپاهیان جگردار (دلیر ۱۲) و استادان
کاردیده را امر کنند تا آئین سواری و سلاحداری و آنچه سلاطین را بکار آید بوی
تعلیم دهند و چون بزرگ تر گردد بخدمت مشایخ و صحبت علما دلالت (رہنمائی ۱۲) کنند تا از نظر
بزرگان دین مستفیض (فیضیاب ۱۲) گردد که همت (صحبت ۱۲) را اثرهای کلی میباشد نظم

هر که ز دولت اثری یافت ست	از دل صاحب نظری یافت ست
همت مردان چو در آید بکار	برگ گل تازه بر آید ز خار
هر نظری کز ره صدق و صفاست	چون بتحقیق نگری کیمیاست

دیگر امرای دولت ایشان که رکن اساس مملکت اند و تربیت ایشان بران وجه شاید که وهنی بقواعد تعظیم ایشان را نیابد و دست ایشان در تصدی مهمات کلیه ملکی و مالی قوی مطلق باشد و در جمیع اموری که بآن محتاج باشند ایشان را مدخل دهند تا هیچ مهم بی رای و تدبیر ایشان ساخته نگردد و سخنی که در باب مصالح ملک و مال بموقف عرض رسد بسمع قبول اصغا نمایند و در تقویت و تمشیت مهماتی که متعلق بدیشان ست از امور نواحی و ایلچی و لشکریان و ملازمان شرف التفات ارزانی دارند خصوصاً در مهم ایلچی که او زبان سلاطین باشد و حالت هر پادشاهی از اطوار ایلچی او معلوم میتوان کرد پس ایلچی مردی حکیم سخنگوی نیکوروی صاحب جود بزرگ همت باید تا آبروی فرستندهٔ خود نریزد و هر کس که رسولی فرستند مناسب آن کس باید فرستاد چنانچه حکیم فرموده بیت

رسول توانا توانا فرست	بدانا هم از جنس دانا فرست

آورده اند که چون مهلب خوارج را هزیمت کرد و غنیمت بسیار بدست آورد رسولی مالک نام بنزد حجاج فرستاد حجاج گفت مهلب را چون گذاشتی گفت در حالیکه دوستان او مسرور اند و دشمنان او مقهور گفت شفقت او بر سپاه بچه اندازه هست گفت شفقت پدرانه بر فرزندان گفت حال فرزندان او چون ست

گفت ہمہ خوش اند گفت کہ در رزم چون اند گفت جان را در پیش ایشان خطرے نیست گفت در بزم چگونہ اند گفت مال را در پیش ایشان قدری نیست گفت در عقل و فضل چگونہ اند گفت چون دائرہ کہ سر و پایش نتوان یافت و اول و آخرش نتوان یافت حجاج گفت این مرد سخن را بحد کمال رسانید و مہلب را در دل ما وقعتی و در چشم ما حشمتے حاصل شد و از آداب رسول و عقل او استدلال کردیم برادب و عقل فرستندۂ او قطعہ

یعنی بزرگی ۱۲

رسول ار فرستی حکیمے فرست	کہ کار ترا باشد از وی سبب
شنیدی کہ آن مرد دانا چہ گفت	فارسل حکیماً ولا توصہ

اما تربیت لشکریان از جملہ ضروریات ست و فائدۂ ایشان چہار چیز ست اول قوت و ہیبت پادشاہ دوم دفع دشمنان سوم امینی رعایا چہارم دفع دزدان وامینی راہہا و ایشان را چہار شرط بجا باید آورد اول آنکہ از فرمان سلطان بیرون نروند و جز بحکم او کار نکنند دوم آنکہ با پادشاہ یک دل و یک زبان باشند سوم آنکہ با یکدیگر نیز متفق باشند چہارم آنکہ در کارزار مردانگی و فرزانگی رعایت نمایند و سلطان را ہم با ایشان چہار کار باید کرد اول آنکہ سلاح و مرکب ایشان مہیا سازد دوم مرتبۂ ہر یک نگاہ دارد سوم مردان کاری را تربیت نیکو کند و در میان لشکر سرفراز سازد چہارم از لشکر دشمن غنیمت کہ بدست آید ایشانرا بہرہ مند گرداند و از پادشاہ قباد منقول ست کہ موبد را گفت کہ با لشکر چگونہ معیشت کنم فرمود کہ بہر چند وقت تفقد حال ایشان باید کرد چنانچہ خداوند

جویائی ۱۲

پاکیزہ و نفیس شمسہ ۱۲
یعنی حکیم بفرست و او را وصیت مکن ۱۲

باغ تفحص حال بستان میکند و هر گیاهی که بکار نیاید و قوت از دیگر گیاها باز می ستاند آنرا می برد و دور می سازد و هر چه از وی نفعی متصور ست نگاه میدارد و تربیت میکند و در میان لشکریان نیز جمعی باشند که از ایشان هیچکار نیاید ایشانرا علوفه دادن ضائع است اسامی آنها از دیوان ارزاق محو باید ساخت و تربیت مردم کاری باید پرداخت قباد پرسید که علوفه ایشان بچه وجه باید داد فرمود که بطریق اعتدال باشد چه اگر معیشت ایشان را تنگ گیری ملول و متفرق شوند و ممکن که رجوع بجای دیگر نمایند و اگر معیشت بر ایشان فراخ گردد مستغنی شوند و در ملازمت و خدمتگاری کاهلی ورزند و همین معنی را حکیم نظامی آورده نظم

سپه را باندازه ده پایگاه	مده بیشتر مال از خرج راه
شکم بنده را چون شکم گشت سیر	کند بد دلی گرچه باشد دلیر
نه سیری چنان ده که گردند مست	نه بگذارشان در خورش تنگدست
سپاهی که خوشدل نباشد ز شاه	ندارد حدود ولایت نگاه

دیگر وزرا که ایشان پیرایهٔ ملک و خزانهٔ مال‌اند و اگر مهم والی مملکت بی وزیری متمشی گشتی حضرت موسی علی نبینا و علیه السلام از خدا درخواستی که برای من وزیری از اهل بیت من معین سازد و آن برادرم هارونست و بدو پشت من قوی گردان پس معلوم میشود که وزرا سبب استحکام بنای سلطنت و انتظام امور مملکت اند و قتی که مستجمع خصال رضیه و اخلاق زکیه باشند بیت

از وزیری که او نکو سیرست	ملک از زیب و زینت دگرست

وتربیت ایشان آنست که بشرف التفات سلطان معزز و بعز عنایت خاقانی
مشرف باشند تا در چشم خاص و عام مکرم و معظم نمایند و قول ایشان را نفاذی
و حکم ایشان را اعتباری باشد و کسے در مهمات مالی بی استصواب ایشان مدخل
ننماید و تدبیر ایشان را در کارهای عمده تمام و اصل کلی باید دانست چه ممکن است
که بقلم کارها ساخته گردد که بشمشیر میسر نگردد بیت

قلم رخت جائے تواند کشید	که شمشیر نتواند آنجا رسید

روزے در میان وزیری و امیری در تقدیم و تاخیر منازعت افتاد امیر گفت من
خداوند تیغ آبدارم و تو صاحب قلم ملک را بشمشیر توان ستاند نه بقلم وزیر گفت کار
ملک بقلم راست شود نه بشمشیر این ماجرا بسمع سلطان رسید و هر دو را بخدمت
طلبید و وزیر را گفت همیشه اهل قلم خدمتگاران اهل سیف بوده اند تو چرا اهل قلم را
ترجیح بر اهل شمشیر میکنی وزیر گفت ای شهریار عالم شمشیر دشمنان را بکار آید نی دوستانرا
و قلم هم برای نفع دوستان بکار آید و هم برای دفع دشمنان دیگر اصحاب سیف را
هوس ملک دارے پدید آید و بر ولی نعمت خروج کنند و از اهل قلم هرگز این حرکت
صادر نشود و دیگر اصحاب سیف خزانهٔ سلطانی را خالی میسازند و اهل قلم پر می کنند و
محل دخل عزیزتر از محل خرج باشد قطعه

در خامهٔ وزیر بحرمت نگر که آن	در جویبار ملک نهالیست بهره ور
حقے بموقع ست اگر تربیت کنند	آن شاخ را که میوهٔ اوهست معتبر

اما تربیت مقربان و ایلچیان و محرمان حکومت آنست که هر یکے را بمهم خاص نامزد فرماید

وبهمے که منسوب بکسبی باشد دیگری را دخل ندهد و قدر خدمت هر کس بداند و فراخور آن در بارهٔ او عاطفت نماید و ایشانرا بدان مثابه دلیر نگرداند که هرچه خواهند توانند گفت و حجاب عونت و مهابت از پیش برندارد و همه را در مقام ادب و مرتبهٔ حیا متوقف سازد و اگر کسے از ایشان بی محل سخنے گوید آن سخن را اصغا[سننا ۱۲] نکنند و تا کسے نیک امین نباشد و چندین نیاز موده باشد معتمد نباید ساخت و سر خود را با وے درمیان نباید نهاد و چون ملازمان ملوک را بر یکدیگر رشکے و غبطهٔ[۱] میباشد سخن هیچکدام در بارهٔ یکدیگر استماع نباید فرمود و همه را بر دوستے و موافقت بایکدیگر ترغیب باید کرد و از منازعت و مخالفت تحذیر[ڈرانا ۱۲] باید نمود که مخالطت بایکدیگر ایشان درامور انتظام سلطانی دخلی تمام دارد چنانچه شمهٔ ازین سابقاً ذکر یافته قطعه

ملازمان سلاطین چو یک جهت باشند	مهم مملکت و مال برقرار بود
وگر نفاق نمایند و مکر و حیله کنند	اساس جمله مهمات بے مدار بود

اما چون غلامان و بندگان درم خریده مر خداوند خود را بمنزلهٔ دست پای و سائر اعضا یند چه کسے که بجهت غیری از و تکفل امری کند که باعانت دست دران حاجت افتد قائم مقام دست آن غیر بوده باشد و کسے که سعی کند در کاری که قدم در آن رنجه باید کرد مشقت قدم کفایت کرده باشد و کسے که بچشم نگاهدارد چیزے را که نظر دران صرف باید کرد زحمتے از بصر باز داشته باشد و باقی برین قیاس پس بز وجود این جماعت شکر گذاری باید کرد و انواع انواع رفق[نرمی ۱۲] و مدارا و لطف و مواسا[غمخواری ۱۲]

---

[۱] غبطه بالکسر نکوئی احوال و آرزو بردن بحال کسے بے آنکه زوال آن خواهد از وے ۱۲

دربارهٔ ایشان بکار باید برد چه ایشان را نیز کلال و ملال و فتور و ماندگی در خدمت پیدا میشود پس در کار فرمودن ایشان انصاف رعایت باید فرمود و چنان باید که بامور معیشت ایشان از خورش و پوشش خللے راه نیابد و اصل آنست که ایشانرا بنظر خاص مخصوص سازد که اقدام بر اعمالی که بایشان مفوض ست از روی خوشدلی ونشاط کنند نه از سر کاهلی و ملال در کتب حکمت آورده اند که خواجه نشاید که بهر گناهے خادم را براند زیرا که بنده وقتی شرط شفقت بجائی آرد و هوا داری کند که خود را از مفارقت مخدوم ایمن داند و اگر بنده را بهر سهوی و خطاے برانند خود را در خدمت عاریتی شناسد و همچو راه گذربان و غریبان معاش کند و نه در هیچ کار اندیشه بکار برد و نه در هیچ مهم شرط شفقت نگاهدارد و اصل در بندگان صفت حیا و زیرکے است و این از همه صفتها در کار تر ست و اگر از بنده اثر مکر و دزدی و حیله دریافته شود زود دفع باید کرد و چون یکے از بندگان بخیانتی فاحش و گناهی زشت ملوث گردد و بتادیب و تعذیب قابل اصلاح نباشد صلاح دران ست که او را بزودے نفی کند تا دیگر بندگان بمجاورت و مصاحبت او تباه نشوند و فساد از وبدیگران تعدی نکند قطعه

صحبت مفسدان و بد فعلان	مردم نیک را تباه کند
هر که با دیگ همنشین گردد	جامهٔ خویش را سیاه کند

و اگر از بندگان یکی از ارباب دولت که ملازم سلطان باشند شکایتے از خواجهٔ خود نزد سلطان آرد در چیزی که شرع را دران مدخلی نبود زود منع او لازم ست چنانچه

در سیاسات سلطان محمود غزنوی آورده اند که روز آدینه سلطان بنماز میرفت غلامی در غایت حسن و جمال سر راه سلطان گرفته بود چون بموکب شاهی رسید غلام زمین را بوسه داد سلطان از روی کرم عنان حشمت باز کشید و بزبان لطف و مرحمت پرسید که چه حاجت داری گفت شاها بنده را آنکس که از ترکستان می آورد در تمام راه میگفت ترا بخدمت سلطان میبرم تا سایهٔ عنایت بر روزگار تو اندازد و من بامید این بشارت و نوید این اشارت کربت غربت و غمخواری بندگی تحمل میکردم و پیوسته بمضمون این بیت

گرم هزار غم از روزگار پیش آید	چو روی شاه ببینم دلم بیاساید

خوشدل میبودم اکنون که بدین شهر آمدیم خواجه حسن مرا دید و هزار دینار بخرید و مدتی که مرا در خانه پنهان میدارد و این ساعت فرصت یافتم و خود را بسر راه شاه افگندم بخت یاری و سعادت مددگاری کرد تا بدولت ملازمت رسیدم و امیدے که در دل داشتم بموقف عرض رسانیدم باقی سلطان حاکم است سلطان فرمود تا غلام را ادبی بلیغ کردند و او را بکسے سپرد که این را پیش حسن ببر و بگو که هزار دینار بغلامی میتوان داد چرا صد دینار بدربانی نمیدهی تا بر خانه نشیند و نگذارد که غلام تو بی اجازت از خانه بیرون رود یکے از خواص پرسید که غلام را چه سبب ادبی فرمودی سلطان فرمود اگر نه آن بودے که هزار دینار حسن ضائع میشد بفرمودمے تا از میانش بدو نیم زنند چه اگر غلامان را فرصت دهند هر غلامیکه از خواجه برنجد همین شیوه پیش گیرد و شکایتے ناموجه بعرض رساند و مهم خواجگی و بندگی مختل و خلل پذیر ۱۲

مہمل بماند مثنوی

چو از خواجۂ خود برنجد غلام	بداد دِہد شرح با خاص و عام
بہ بہتان و غیبت کشاید زبان	کہ تا خواجہ را افگند در زیان
غلامے کز ینسان بود خوی او	مبیناد چشمِ کسے روے او

قسم دوم ازین باب

در آداب جمعے کہ بدولت سلاطین تقرب جستہ اند و سر افراز گشتہ از ارکان دولت و اعیان حضرت و خواص بارگاہ و نواب و حجاب و سائر گماشتگان و متعلقان باید دانست کہ ہر کہ در کار پادشاہ شروع کند و در مہمات سلطانی خوض نماید باید کہ سیرت او بر قانونی باشد کہ سبب نیکنامی سلطان و آبادانی مملکت بود و این معنے وقتی میسر شود کہ رعایت چہار طرف بر خود لازم داند اول رعایت جانب حق دوم رعایت جانب پادشاہ سوم رعایت جانب خود چہارم رعایت جانب رعیت اما در رعایت جانب حق پنج شرط است اول آنکہ شکر نعمت الٰہی و فضل نامتناہی کہ در بارہ او واقع شدہ بجاے آرد تا نعمت وے زیادہ گردد

جبر نعمت از کفت بیرون کند	شکر او بس نعمت افزون دہد
شکر نعمت نعمتت افزون کند	مفلسان را گنج قارون میدہد

دوم آنکہ مراسم طاعت فرو نگذارد بلکہ آنرا بر خدمت پادشاہ مقدم دارد تا در ہمہ چشمہا عزیز گردد و در ہمہ دلہا مقبول بود آوردہ اند کہ ابو منصور وزیر پادشاہ طغرل

مرد دانا و کافی بود و عادت داشتی که چون نماز بامداد گزاردی تا طلوع آفتاب
اوراد خواندی بعد از ان بخدمت سلطان رفتی وقتی مهمی ضروری پیش آمد سلطان او را
به تعجیل پیش خود طلبید کسان پی در پی آمدند و او از سر سجاده بر نمی خاست حاسدان
مجال غیبت یافتند و زبان وقیعت[غیبت ۱۲] کشاده او را نزد سلطان به بدی یاد کردند که بسی
غفلت میکند و از سخن سلطان اعتباری نمیگیرد ما نند این کلمات در میان آوردند بمرتبه
که آثار تغیر در مزاج بشره پادشاه ظاهر شد اما چون خواجه از اوراد فارغ گشت بخدمت
سلطان آمد سلطان از روی غضب بانگ بروے زد که چرا دیر آمدی گفت ای ملک
من بندهٔ خدا ام و چاکر تو تا از بندگی فارغ نشوم از عهدهٔ چاکری بر نمیتوانم آمد این
سخن سلطان را خوش آمد و او را محمدت بسیار گفت نظم

خداوند را بندگی کن که هست	مده رشتهٔ خدمت حق ز دست
بدرگاه او بر زمین نیاز	سر پادشاهان گردن فراز

سوم آنکه رضای خدای را بر رضای پادشاه تقدیم کند چون حق سبحانه تعالے
از بندهٔ خشنود بود خشم دیگران او را زیان ندارد و اگر عیاذاً بالله خدای تعالے
بروی خشم گیرد خشنودی همه خلق او را سودی نرساند[پناه بخدا ۱۲] فرد

خشم دیگر کسان ضرر نکند	چون خدا و ندا ز تو خشنود ست

مشهور ست که بزرگی در مجلس یکے از خلفا بود وقت نماز تنگ شد و خلیفه مهمے
اشتغال داشت و نماز بر خاطر او فراموش شده بود آن بزرگ برخاست که نماز گزارد
یکی گفت چه جسارت میکنی که خلیفه بنماز بر نخیزد گفت حکم خدای را موقوف بحکم دیگرے

نباید داشت گفت بنشین که خلیفه بر تو غضب خواهد کرد گفت چون رضاے خدا
حاصل شود از غضب مخلوق چه باک خلیفه که این سخن بشنود آن بزرگ را بسیار بنواخت
و آن متعرض را از نظر تربیت بینداخت شرط چهارم آنکه از خدای تعالی بیش تر ترسد
که از پادشاه در خبر آمده است که هر که از خدای بیش تر ترسد همه کس از وی بیش تر ترسند
پنجم آنکه بخدا امیدوار تر باشد که بپادشاه که هر چه میدهد او میدهد امید در کرم
کسے باید بست که هیچ امیدوار را از در رحمت او باز نگردد بیت

محال ست گر سر برین در نهی	که باز آیدت دست حاجت تهی

اما رعایت جانب پادشاه را بیست و پنج شرط ست اول تذلل و تضرع[زاری] و
اظهار عجز و خدمتگاری چه ملوک را همتهای عظیم و حالتهای بزرگ[خواری] ست که بدان
متفرد ند از غیر خویش و آن بدان سبب ست که مظهر سلطنت الٰہی واقع شده اند
و از ین جهت لقب ظل الله بر ایشان اطلاق میکنند پس بآن معنی که این صورت
در ایشان مختفی ست از همه خلق استخدام و تعبد خواهند و خود را سزاوار آن شناسند
و در هر چه کنند طریق استقلال و تفرد[طلب خدمت][پرستاری] رعایت نمایند و هر چند اساس سلطنت بیشتر
باشد ظهور این صفت زیادت بود و برین تقدیر استغنای[یکتائی] ایشان طالب آنست
که مردم محتاجی و مسکنت خود بر ایشان عرض کنند بیت

چه آورم بتو چون جمله هر چه هست تو داری	مگر شفاعت و عجز و نیاز مندی و زاری

دوم تحمل محنت و مشقت و ریاضت کشیدن و بر همکاره صبر کردن چه خدمت ملوک
مبنی بر زحمت[محنت] باشد و در کتب حکما مذکور[نوشته] ست که ملازمت[گردابات] سلطان حائل ست میان

عمردم و آسائش و طلب راحت ولذت در خدمت ملوک از قبیل محالات باید شناخت
سوم آنکه هر چه اندیشد و کند و گوید باید که دران مصلحت پادشاه را ملاحظه نماید هم از جهت دنیا
و هم از جانب آخرت و طرف آخرت را مقدم دارد چهارم بطریق ملایمت و تلطف ظلم را در نظر
او نکوهیده سازد و عدل را بتعریف و توصیف در دل او شیرین گرداند و بر وجهیکه مصلحت
داند او را از ظلم باز دارد که اگر بظلم پادشاه راضی شود او نیز دران مظلمه شریک باشد و در عرصه
حشر که ندای اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ برآید او را نیز با ظلمه در معرض خطاب و عتاب در آرند
در اخبار مذکور است که یحیی واسطی خطاطی بغایت زیبا نویس بود و اولاد خلفا نزد او خط می نوشتند
و تعلیم میگرفتند روزی نزد وزیری تعریف کردند که یحیی قلم را نیک می تراشد او را طلبید و فرمود
تا قلمی برای وی بتراشید یحیی قلمی با حتیاط تمام بتراشید و وزیر بدان قلم توقیعی نوشت خط او بهتر
از پیشتر نمود یحیی را خلعت و هزار دینار انعام فرمود یحیی خلعت پوشیده و زر بقبضه تصرف
در آورده از مجلس بیرون آمد چون بدر سرای رسید فی الحال باز گشت و گفت ایها الوزیر
یک صنعتی برین قلم فراموش کرده ام اگر اجازت باشد بجا آرم وزیر قلم بدست وی داد
یحیی قلم تراش بکشید و سر قلم بشگافید و زر و خلعت پیش وزیر بنهاد و وزیر فرمود ترا چه شد گفت
چون بدر سرا رسیدم این آیت بگوش دلم فرو خواندند که اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ
یعنی حشر کنید ظالمان را با شریکان و مددگاران ایشان ترسیدم که تو بدین قلم
از روی ستم چیزی بر کسی نویسی و من که قلم تراشیده ام دران شریک باشم و
بعتاب الٰهی گرفتار گردم بیت

یار ستمگار مشو ای عزیز	تا که از آن قوم نباشی تو نیز

پنجم آنکه پادشاه را بر خیر دارد و چنان کند که خیر او بهمه کس برسد چه بهترین انعام آنست که عام باشد چون شعاع آفتاب که بر همه جا می تابد چون رشحات سحاب که بر همه زمینها میرسد از بزرگی پرسیدند که خیر بر چه وجه باید کرد و بهترین خیرها کدام ست فرمود خیر بر عموم باید و بهترین آن بود که بر روی تازه باشد و منت با آن همراه نباشد آورده اند که معن بن زائده کرمی عام داشت و در وقت بخشش بغایت خندان و تازه روی بودی عزیزی را پرسیدند که آیا ابر بارنده سخی ترست یا معن بخشنده تر جواب داد که سخاوت معن از ابر بهتر و بیشتر ست گفتند بچه دلیل گفت بآن دلیل که هرچه ابر دهد گریان دهد و هرچه معن دهد خندان دهد قطعه

تازه روئی و انبساط و نشاط	در سخاوت عظیم معتبر ست
مرد بخشنده را بوقت سخا	تازه روئی سخاوت دگر ست

ششم تا بر کسی وثوقی تمام نداشته باشد و بارها صفات او را نیازموده باشد او را پیش پادشاه تعریف نکند و ستایش ننماید تا بوقت آزمایش شرمنده نشود آورده اند که زراقی نزدیک یکی از نواب سلطان سنجر آمد گیسوها گذاشته و قدری جامهٔ کعبه آورده گفت من مردی ام از اهل بیت رسالت و امسال بحج رفته بودم و جهت سلطان حج گزارده ام و بر سر روضهٔ حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیه و آله وسلم برای شاه و ارکان دولت او بحضور قافلهٔ حجاج دعا کرده ام اگر بمجد سلطان رسانی هر آینه از تو منت دار شوم و بدین بشارت که آورده ام مرا نیز نوازش فرماید آن نائب این صورت را تحقیق نکرده نزد سلطان آمد و آن حاجی

علوی را تعریف بسیار کرد چنانکه سلطان مشتاق شده باحضار او فرمان داد چون
آن عزیز را حاضر گردانید سلطان را دست بوس کرده برحاشیهٔ بساط نشست سلطان
پرسید که از کجائی گفت از شهر صفهان فرمود که کی حج کردی گفت امسال قضارا ایلچی
از نزد حاکم اصفهان در مجلس آمده بود چون نام اصفهان شنید و آنکس را دید گفت اے
شاه من این کس را می شناسم او سید نیست بلکه از لولیان[1] آن ولایت ست و بیشتر
از ایشان موی برسر دارند و من در همه این سال وی را در صفاهان میدیدم در روز
عید اضحی بدرخانهٔ من آمده بود بطلب گوشت قربانی سلطان چون این سخن بشنید بغایت
متاثر شده روی بآن نائب کرد نیک سیدنا مدار و حاجی بزرگوار بخدمت ما آورده
آن نائب خجل زده و انفعال یافته از مجلس بیرون رفت و بقیة العمر بخدمت سلطان
نیامد اگر در اول تحقیق حال او کردی و دران باب تفحص تمام بجا آوردی غبار خجلت
برچهرهٔ حال او ننشستی و از نظر چنان پادشاه محروم نگشتی قطعه

مگو وصف کسے نزدیک شاهان که گر نبود بران وصفے که گفتے	مگر وقتیکه او را نیک دانے بسے در انفعال آن بمانے

هفتم هرچه داند که پادشاه را بدان میلے ست از اسپ و نوکر و متعه و ضیاع و مستغلات[2]
و غیره آن جهت خود نگاه ندارد بلکه بطریق استدعا چنان کند که بنظر قبول سلطان رساند هشتم
آنکه چون پادشاه باوے سخن گوید بدل و جان و عقل و هوش و چشم و گوش و تمام
جوارح و اعضا متوجه سخن وے باشد و چنان نکند که یک کلمه از وفوت شود و هیچ

[1] لولی سرود گوے بیحیا بیشرم رنجنیا بهانڈ نقال ۱۲ [2] استغلال غله گرفتن و آوردن و خواستن ۱۲

فکر و عمل نپرداز دو نظر بر جانبی دیگر نبیند از دو سخن با کسی مشغول نشود هر چند سخن ضروری باشد چه سلاطین بغایت غیور باشند چون بینند که کسی توجه ایشان بجانبی دیگر بنظر یا بسخن میل کند از روی غیرت بروی خشم گیرند و اگرچه دران محل ظاهر نکنند اثر آن بمرور ظهور کند و خطرات بران مترتب شود نهم در مجلس ملوک با کسی سرگوشی نکند یعنی سر نگوید که هر که بحضور او دو تن سر گویند که او نداند و نشنود و نفرموده باشد او را خیالات بسیار رو دهد و انواع گمانها برد و اغلب ست که از ایشان کینه گیرد در صحبت سلاطین انمعنی را مبالغه بیشتر میباشد بکین که حساد و اهل فساد خاطر نشان بادشاه کرده باشند که فلان و فلان را با شما دل راست نیست و در هواخواهی ایشان خللی پدید آمده و در مقام قصد میباشد چون پادشاه بیند که در مجلس بایکدیگر سرگویند کلام صاحب غرضان مؤثر می افتد و هر دو تن در معرض غضب بلکه در ورطه هلاکت می افتند نظم

سخن پوشیده گفتن در محافل	نباشد شیوهٔ دانا و عاقل
که از طرز ادب بسیار دورست	نشان غفلت و مکر و غرورست

دهم باید که چون سلطان از کسی دیگر سوالی کند او سبقت نکند و جواب ندهد تا آنکس که ازو پرسد جواب گوید زیرا که جواب دادن کسی از ان سوال که بدیگر متوجه است حمل بر سبکساری و بی وقاری او میکنند یکی از حکیمی پرسید که اگر من در مجلس پادشاهی باشم و او از غیر من سوال کند روا باشد که من جواب دهم گفت سه تو جواب مگو که آن نشانه استخفاف است هم بسائل یعنی ندانستی که از که سوال باید کرد و هم مسئول یعنی استحقاق این سوال ندارد و درین باب محذوری دیگر هست که اگر

سلطان گوید که از تو نمی پرسم این همه چه جواب توانی گفت و از انفعال این صورت چگونه بیرون توانی آمد اگر فرضاً از جماعتی پرسد که تو از ایشان باشی بجواب سبقت مکن که دیگران خصم تو شوند و بر سخن تو عیب گیرند بلکه تاخیر کن تا دیگران گویند و عیب و هنر هر سخن بدانی پس انچه تو دانی اگر بهتر باشد عرض کن والا خاموش نشین

مثنوی

مکن خفت اندر جواب سخن	مگر در خطا و صواب سخن
اگر نقد تو سخش آید بیار	کزان نقد افزوده گردد عیار
وگرنه در اظهار عیبت مکوش	مر آنرا به ستر خموشی بپوش

عیب خود ۱۲

یازدهم باید که تا سلطان چیزی نپرسد ابتدای سخن نکند و چون پرسد جواب بقدر کفایت گوید و خاموشی کند مگر وقتی که پادشاه میل داشته باشد با آنکه سخن بیشتر و درازتر گوید دوازدهم آنکه اگر سلطان او را بر چیزی وقوف ندهد مطلقاً تفحص آن نکند و در پی دانستن آن نرود چه او را قابلیت و محرمیت آن بودی با وگفتندی پس مبالغه در وقوف بران متضمن غضب سلطان ست قطعه

آگاهی ۱۲

با تو سری گر نمیگویند از نامحرمیت	هر که نامحرم بود با سر سلطانش چه کار
چون کسی را در درون خانه رفتن راه نیست	با تملقها نمودن پیش دربانش چه کار

سیزدهم باید که در تحفه و هدیه و عطیه که نامزد وی شود استغنا ننماید از پادشاه اگرچه محقر باشد زیرا که اندک سلطان بسیارست و استغنا نشانهٔ خوار داشتن عنایت پادشاهی بود و هیچ عاقل این نکند که فیضی از سایه الٰهی متوجه او گردد و از خود در د کند بیت

بے پروائی ۱۲

هرچه از پیش شه آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود

چهاردهم از طریق امانت قدم بیرون ننهد که امانت صفتیست که مردم خوار را عزیز گرداند و خیانت خصلتیست که مردم عزیز را خوار سازد مامون خلیفه فرموده که من مردم امین را دوست میدارم هرچند سفله باشد و با کسی که خائن باشد دشمنی دارم اگرچه بزرگ زاده و عالی نسب باشد زیرا که امانت علامت ایمانست و در حدیث آمده که ایمان ندارد هرکه امانت ندارد و حق سبحانه و تعالی خائن را از محبت خود بی بهره ساخته اِنَّ اللهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ پانزدهم بدانچه از پادشاه بوی رسد قانع و راضی باشد و زیاده طلبی نکند و حرص ننماید که البته حرمان لازم حرص ست نظم

حرص و حرمان قرین یکدگرست	حرص از جمله خلقها بترست
مردم از وصف حرص خوار شوند	در قناعت بزرگوار شوند

شانزدهم در حضور و غیبت سلطان بر ذکر محامد و نشر (پھیلانا ۱۲) مکارم او مداومت نماید و اگر از کسی کلمه بشنود که مشتمل بر ترک ادبی باشد به نسبت پادشاه او را بران ملامت و نصیحت کند و اگر منزجر (زجر پذیر ۱۲) نشود سخت گوید و جفا کند و اگر بدین نیز متیقظ (بیدار و ہوشیار ۱۲) نگردد ترک مجالست (ہمنشینی ۱۲) و مخالطت (آمیزش ۱۲) و مصاحبت وی گیرد و با او هیچ وجه سخن نگوید هفدهم کاریکه بدو مفوض ست بران مداومت نماید و از مهمی که متکفل آنست غافل نشود و جهد کند که پیوسته حاضر باشد تا هرگاه که سلطان او را طلبد فی الحال بخدمت رسد و از مواظبت (ہمیشگی ۱۲) بر حضور و از ملازمت دائمی که مودی (رسانندہ ۱۲) بملالت باشد احتراز کند هیژدهم اعتماد بر محبت و رضای سلطان نکند و به بسیاری خدمت خود نیز واثق نبود چه غرور جاه خدمت را

فراموش میگرداند و دیگر بهیچ وجه بسلطان اظهار نکند که مرا نزدیک تو حقی ست یا سابقۂ
خدمتی دارم بلکه بتجدید ملازمت و تاکید دعاگوئی و لواحق فرمان برداری سوابق
حقوق را نزدیک وے تازہ دارد بروجہے که آخر آن اول را احیا کند چه سلاطین
حقے را که آخرش از اول منقطع بود فراموش کنند و از خدمت کسے منت دار نباشند
چه ایشان خود را سزاوار خدمت می شناسند نوز دهم محل عرض حاجات نگهدارد
که عرض کردن حاجت بر ملوک حکم نماز دارد چون نماز در وقت ادا کرده شود مقبول افتد
عرض حاجت نیز چون در محل افتد روا شود و ازینجا گفته اند بیت

حرامش بود نعمت پادشاه	که هنگام فرصت ندارد نگاه

و باید که چندان حاجت عرض نکند که اثر ملال بر جبین پادشاه پیدا شود بستم او را
اگر سلطان عزیز دارد باید که بر جمعی که نزدیک او مقرب اند یا خدمت قدیمی دارند تقدیم
بخوید و خود را از ایشان در پیش نیفگند که ازین صورت بر سفاهت و خفت و کم خردے
وے استدلال توان کرد چه شاید که پادشاه را با آن کس که بر وے تقدیم می جوید انسے و
الفتے باشد یا خدمتے بشرط کرده باشد که سلطان حق آنرا ضائع نگرداند چون آن کس
بدفع طالب تقدم بر خیزد پادشاه جانب وے گیرد و او را مغلوب سازد و او در
انفعال و خجلت باند قطعه

برآنکس که او خاص سلطان بود	تقدم مجو گرچه باشی عزیز
اگرچه ترا عزتے شد پدید	ازاعزاز او هم براندیش نیز

بست و یکم باید که از ستم سلطان نرنجد و غلطت و درشتی ایشان را بدلجوئی و دلخوشی

قبول کند چه گفته اند عزت پادشاهی وسطوت فرماندهی زبان را گشاده گردانتا باغراض مردمان بے سببے ویرا دشنام دہد پس برین تقدیر با ایشان مواسا باید کرد واگر از روے نازی که لازم سلطنت ست کسے را دشنام دهند باید که بدعا پردازد[غمخواری ۱۲] مصرعه دشنام سرد عاست اینها * واگر درشتی کنند آنرا ملائمت حساب نماید مصرع تاویل وفا کردم هرچند جفا دیدم * بست[۲۲] و دوم آنکه اگر در معرض سخط[خشم ۱۲] و غضب و عتاب سلطان افتد البته با هیچ آفریده شکایت نکند و عداوت و حقد[کینه ۱۲] در دل خود راه ندهد و وجه گناه را با خود گردانَد فرد

هرچند جفا کنند شکایت نکنیم	گوئیم که جرم از طرف ماست هنوز

وبعد ازان اجتهاد کند و تلطف[گزارش ۱۲] نماید تا سببے که بدان ازاله خشم توان کرد مهیا سازد بست[۲۳] و سوم اگر سلطان بر یکے خشم گیرد یا نزد وی متهم شود باید که ازان کس تجنب نماید و با تهمت زده اختلاط نکند و با ایشان در یک مجلس مجالست ننماید و ایشان را ثنا نگوید و تمهید عذر خواهی نکند تا وقتیکه غضب سلطانی به نسبت ایشان ساکن گردد و امید عاطفت و مرحمت و مهربانی پدید آید آنگاه بر وجهی لطیف اعتذار[عذر ۱۲] باید نمود تا رضای ایشان حاصل آید بست[۲۴] و چهارم آنکه در پی رضای سلطان رود و چنان سازد که خوشنودی او حاصل کند و آن بچهار چیز میسر ست یکے آنکه هرچه پادشاه گوید تصدیق کند مگر چیزی که مخالف شرع و دین بود دوم رائے و تدبیر اورا استاید[ستایش کند ۱۲] سوم محاسن اورا ظاهر گرداند چهارم مساوی و قبائح اورا بپوشد بست[۲۵] و پنجم کتمان[چهپانا ۱۲] اسرار ست و این عمدهٔ همه شرطها و اصل همه ادبها باشد پس باید که در پوشیدن رازهای سلطان

مبالغه بجائی آورد و طریق احتیاط درین باب آنست که اقوال ظاهر پادشاه را که همه ملازمان بران مطلع اند بقدر توانائی پوشیده دارد تا بر صفت کتمان ملکه پدید آید آنگاه سر پوشیدن برو آسان شود و چون سلطان بر حال این کس اطلاع یابد اگر سری فاش گردد تهمت بروی نیفتد چه سر مکتوم بی آنکه کسی فاش کند از احوال ظاهر بفراست معلوم میتوان کرد و از بعضی استدلالات نیز مفهوم میشود و در اثنای این حال کسانیکه دران سر محل اعتماد بوده اند همه متهم میشوند و گمانهای بد بدیشان می برند پس چون کسی بدین صفت مشهور شد که محرم اسرارست و هیچ سری ازو ترشح نمیکند ازین گمانها دور میباشد اگر عیاذاً بالله ما سکه کسی ضعیف بود و تحمل کتمان سر نمیتواند کرد سر او در معرض تلف ست بیت

چنین گفت آن حکیم مصلحت کوش	که گر سر بایدت سر را فروپوش

آورده اند که پادشاهی بزرگوار از حکیمی عالیمقدار وصیتی طلبید حکیم فرمود که ای ملک همه وصیت ها درین دو کلمهٔ شریف مندرج ست که اَلتَّعظِیمُ لِاَمرِ اللهِ وَالشَّفقَةُ عَلَی خَلقِ اللهِ یعنی فرمان خدای را بزرگ دارد و شفقت با خلق خدا فرو نگذارد رباعی

ای تازه جوان بشنو ازین پیر کهن	یک نکته که هست بیگمان اصل سخن
با حق بادب باش عبادت میورز	با خلق برفق باش و نیکی میکن

پادشاه گفت در سیاست سخنی بگوی گفت در کشتن مردم سعی مکن که خرابی بدن انسان آسان کاری نیست مگر در کشتن سه کس که همه دانایان ترا معذور خواهند داشت یکی جاسوسی که خرابی ملک تو جوید دوم عملی که مال تو دزدد سوم

ظاهر[۱۲]

[حاشیه:] له رو سنگرد و دولی[illegible] ۱۲ سه بزرگی حکم خدای و مهربانی خلق خدا ۱۲

خائنے کہ سرّ تو آشکار کند و در حکایات آمدہ کہ نوشیروان را گفتند فلان کس سرّ تو آشکار میکند فرمود کہ اورا در خاک پنہان کنید تا آن راز پنہان ماند قطعہ

ہر کہ سازد سرّ پنہان آشکار	زیر خاک تیرہ پنہان بہتر ست
سر نگہداری سرت ماند بجاے	زانکہ حفظ سر نگہبان سر ست

آوردہ اند کہ پادشاہی با یکے از ملازمان خود گفت کہ سرّی با تو میگویم باید کہ با کسے نگوئی گفت نگویم گفت من از برادر خود اندیشہ ناکم و بیش ازانکہ از و قصدے ظاہر گردد در صدد دفع او میباشم باید کہ پیوستہ تو مرا محافظت کنی و از برادر من ہر چہ دریابی خبر بمن رسانی آن کس قبول کرد و فرصتے طلبیدہ آن حال با برادر او بگفت و آن برادر ازوی منت دار شد و گفت حقی بر من ثابت کردی کہ مرا خبردار ساختے او نیز خود را محافظت میکرد قضا را برادرش وفات کرد و سلطنت بوی رسید فی الحال کہ بر تخت نشست نوکر برادر را طلبید و حکم کرد کہ سرش بردارند گفت اے ملک گناہ من چیست گفت آنکہ سرّ برادرم آشکار کردی و با وجود آن ہمہ انعام کہ در حق تو فرمودہ و ترا محرم اسرار خود ساختہ تو سرّ او را نگاہ نتوانستی داشت مرا بر تو ہیچ اعتمادی نماند پس او را بقتل رسانید بسبب آنکہ راز نپوشید در ورطۂ ہلاک افتاد فرد

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام می و گفت راز پوشیدن

اما در رعایت جانب خود ہفت شرط مرعی باید داشت اوّل از جای کہ چیزی نباید ستاند نستاند و بجای کہ نباید داد چیزی ندہد تا نہ در دنیا بدنام و بے مقدار باشد و نہ در آخرت رسوا و شرمسار دوم تا تواند دفع بدی کند از ہمہ کس و نیکی رساند بہمہ سوم

بلند ہمت باشد کہ اعتبار ہر کس بقدر ہمت اوست ع باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو + وہر کہ بصفت علو ہمت آراستہ ہست ہر آینہ نفس نفیس خود را بطمع مال و منال دنیا کہ بغایت خسیس ست خوار نگرداند و باندک فائدہ جاہی و یا مالی عرض شریف خود را برباد ندہد کہ مال و جاہ نماند و او در مقام خست و خواری بماند چہارم آنکہ نہ بر خود سخت گیرد و نہ بر خلق امام حجۃ الاسلام فرمود کہ عجب بدبختی باشد کہ برائے رضائے مخلوق خود را بخشم خالق گرفتار گرداند و بجہت فراغت سلطان چندین مظلمہ بر گردن خود گیرد و نفس عزیز خود را ہیمۂ آتش دوزخ سازد و بخود نپردازد قطعہ

از برائے رضائے خلق مکن	خویش را مستحق خشم خدا
حیف کز بہر راحت دگران	تو در افتادۂ برنج و عنا

پنجم قدر اختیار بداند و قیمت اقتدار بشناسد و چنان سازد کہ پیش از صدمات زلزال فوات قبل از ہجوم جنود ہادم اللذات بیت

زان بیشتر کہ مرگ بناگہ فرارسد	خورشید عمر بر سر کوہ فنا رسد

ذکر جمیل و اثر خوب از دیاد گار بماند ششم باختیار و جاہ خود مغرور نگردد و تکیہ بر عزت و احترام نکند کہ دہر غدار و سپہر ناسازگار بجفا جوئی و تند خوئی معروف ست اندک زمانی را عہدنامۂ دولت کطی السجل للکتب در نوردیدہ میشود و رقم ناامیدی بر صفحۂ بختیاری و کامکاری کشیدہ میگردد نظم

مشو مغرور مال و جاہ و دینار	کہ دنیا یاد دارد چون تو بسیار
دما دم بگذری و وا گذارے	بدشمن ہر چہ داری و اسپاری

لہ ڈھانے والی لذتوں کی یعنی موت ۱۲ لہ مانند لپیٹنے سجل کے واسطے نوشتوں کے ۱۲

هفتم بدان مقدار که ممکن ست با مردم نکوئی کند که فائده تقرب ملوک و اختیار بر درگاه سلاطین آنست که فوائد احسان بعام و خاص رساند و خُرد و بزرگ را از مائدهٔ جاه خود نوالهٔ فیض چشاند و یقین باید دانست که هر که نیکی میکند با خود میکند یکی از اکابر دین فرموده که من در همه عمر با کسے نیکی نکرده ام ملازمی پرسید که علی الدوام فیض و احسان و انعام شما عام ست و بیشتر اهل این شهر مشمول نعم و محظوظ کرم شما اند معنی این سخن که میفرمایند که من با هیچکس نیکی نه کرده ام روشن سازید فرمود که راست گفتم حق سبحانه در کلام معجز نظام خود برین وجه فرموده اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ اگر نیکوئی کنید نیکوئی کرده باشید بانفسهای خود پس چون خاصیت احسان راجع بانفس منست پس نیکوئی با خود کرده باشم و در جانب بدی نیز همچنین ست وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا و اگر بدی کنید هم بانفسهای خود کنید چه عقوبت بدی بشما باز میگردد نظم

نکوئی کن چو اکنون میدهد دست که نیکوئی نکوئی آورد پیش	بدی بگذار اگر چه قدرتت هست وگر بد میکنی بد آیدت پیش

اما رعایت طرف رعیت بباید دانست که غرض اصلی از جاه و دولت نه استرضای بادشاه و متعلقان اوست بلکه مقصود اصلی رعایت عباد و امارت بلاد ست پس جانب رعایا مرعی داشتن اهم مهمات باشد و آن رعایت بدو شرط تواند بود اول آنکه در محافظت حال ایشان غایت اهتمام بجای آورد و بامداد و اسعاد چنان سازد که از کار خود باز نمانند و از جای خود جدا نشوند دوم شر ظلمه را از ایشان مندفع سازد که بزرگان گفته اند که رعیت بر مثال گوسفند ست و اهل اختیار بر مثال شبان و

پادشاه مالک گوسفند همچنان که مالک اغنام را بشبان سپرده از دود و دام زیانکار[چارپایه غیر درنده ۱۲]
نگاهدارد و در چراگاه خوش ایشان را فربه کند و نتائج و ثمرهٔ آن حاصل آورد همچنین[گوسفندان ۱۲] [چارپایه درنده ۱۲]
ارکان دولت باید که رعایا را از چیزهای ضرر کننده و گرگان ستمگار نگاه دارند و
انچه صلاح دین و دنیای ایشان دران باشد بر آن دارند و از منافع و مکاسب
ایشان خبری بپادشاه رسانند نه آنکه از حال ایشان غافل شوند تا ظلمه هرچه
خواهند با ایشان کنند نظم

تو ئی راعی این دم غنیمت شمار	غنم را ز گرگ ستم باز دار
نیاید بنزدیک دانا پسند	شبان خفته و گرگ در گوسفند

و چون کلمهٔ چند از آداب اجمالی ارکان دولت گفته شد دو سه نکته از آداب امرا و
وزرا و اهل قلم و ندما مذکور میشود اما امرا را باید که دوازده قاعده نگاهدارند اول
فرمان برداری حق تعالی بدان قدر که خواهد که خلق خدمت وی کنند او هم نخواهد که
خدمت خدای کم ازان کند پس زشت باشد که استحقاق مخدومی خود با خلق خدا بیش
ازان خواهد که استحقاق مخدومی حق با خود بیت

گر جانب حق نگاهداری	حق نیز ترا نگاهدارد

دوم حفظ حقوق نعمت نگاه باید داد که حق ولی نعمت فرو نگذارد و طریق خلاف پیش
نگیرد که کفران نعمت نتیجه هاے بد دارد و از جمله آنکه هیچکس را از ملوک بر ایشان
اعتماد نماند و در همه کس بے اعتبار باشند و هیچ ناسپاس کافر نعمت بمراد نه رسیده و
بعاقبت بنکبت و خذلان گرفتار شده نظم
[بد بختی ۱۲]

حق نعمت نگاه باید داشت	حرمت پادشاه باید داشت
هر که روتابد از ولی نعمت	بخت از وروی تابد و دولت

وگفته اند علامت مردی آنست که از ولی نعمت مکروہے و مضرتی رسد آنرا در مقابله فائده و منفعتی که از وگرفته محو و ناچیز گرداند تا شکر نعمت بجا آورده باشد فرد

نخواهم از سر کویت بصد چندین جفا رفتن	نشاید شیر مردان را بهر زخمے ز جا رفتن

آورده اند که خواجه غلامی داشت کافی و خردمند روزی آن مرد با آن غلام بباغی رفت و در اثنای تماشاے باغ به پالیزی رسید و خیاری باز کرده بدست غلام داد غلام پوست باز کرده برغبت تمام تناول مینمود چنانچه خواجه هوس کرد مقدارے [ککڑی ۱۲] ازان طلبید تا بخورد همین که بچشید بغایت تلخ بود گفت ای غلام خیاری بدین تلخی چگونه بنشاط میخوری گفت ای خواجه این خیار تو من دادی واز دست تو بسیار چرب و شیرین خورده ام شرم داشتم که بیک لقمه تلخ روی ترش کنم فرد

از دست تو شربت شیرین بچشیدم	یک شربت تلخ ار بچشم باک نباشد

خواجه را خوش آمد و گفت چون شکر نعمت من ادا کردی ترا در بندگی بگذارم آزادش کرد و انعام بسیار فرمود سوم از آداب امرا آنست که جهد نمایند که از جاه تحصیل مال کنند نه از شاه یعنی چون قدرت دارند بخود سعی نمایند و مال بدست آرند و بمال پادشاه طمع نکنند که مال محبوب هر کس است و هر کسی که طمع در محبوب کسی کند در معرض عداوت افتد و حکما گفته اند از سلاطین اسباب منافع باید طلبید نه نفس منافع مثلاً عملی طلب کند که موجب حصول اموال باشد تا هم از سوال فارغ باشد و هم

بمنفعت رسد چه نفع بملوک باید جُست نه از ملوک چهارم باید که غرض وی از همه اسباب مالی وجاهی زینت بادشاه وآراستگی بارگاه باشد نه تجمل نفس خود چه این نوع بادب نزدیکترست وبحق شناسی لایق تر بلکه استیفاے آن اسباب درین صورت متصور پنجم حذر کند از تشبه نمودن به پادشاه در چیزے که او بدان متفرد باشد از منازل وملابس ومآکل ومراکب یا چیزے که لایق ملوک بود وبس چه این معنی محمول بر ترک ادب باشد وممکن که آن چیز در معرض ذهاب بود واو بسبب آن در ورطۂ هلاک افتد ششم باید که بر هر کارکه از سلطان صادر شود که نه مخالف شرع بود او را مدح گوید وآن کار را بخوبی ستایش کند بیت

اگر شه روز را گوید شب ست این	بباید گفت اینک ماه و پروین

وهمه عقلا را معلوم ست که هیچ کار نبود در دنیا که آنرا دو وجه نباشد یکے جمیل ویکے قبیح پس وجه جمیل هر کاری طلب کند وآنرا حواله بپادشاه نماید واگر آنکار مصلحت نباشد بعد ازان به تدبیر حکیمانه خاطر نشان کند هفتم اگر سلطان رای زند که مخالف نفس او باشد یا سخنی گوید که مکروه طبع او بود با او موافقت باید کرد وتذلل باید نمود وبتحقیق باید دانست که او سلطان ست وآنکس چاکر پس چاکر باید که متابعت مراد سلطان کند نه آنکه از وی مساعدت ومطاوعت خود طلبد هشتم باید که بجاه وتقرب خود مغرور نگردد وباعزاز واکرام بادشاه قدم از حد خود فراتر نه نهد ودر آداب ابن المقنع مذکورست که اگر سلطان ترا برادر گرداند تو او را خداوندان واگر نام فرزندے بر تو نهد تو خود را خادم شناس هر چند او در تعظیم تو افزاید تو در خدمتگاری وتواضع افزاے بیت

شاه اگر لطف بعبد در اند	بنده باید که قدر خود داند

و بباید دانست که اگر از امیری که در غایت اختیار و نهایت اقتدار باشد صورتی در وجود آید که شبیه باشد بفرمان گذاری سلطان و سیاست وی البته مکروه طبع اشرف پادشاه خواهد بود اگرچه ظاهر نکند در خاطر نگاه خواهد داشت بیت

مکن در ملکِ سلطان هرچه خواهی	که شرکت بر نتابد پادشاهی

آورده اند که برادر سلطان محمود غازی غلامی را از بندگان درم خریده که از وی گناهی عظیم در وجود آمده بود بفرمود تا فرو کشیدند در پیش وی و چوب زدند غلام به تظلم پیش سلطان آمد سلطان در حال امر کرد تا طبل و نقاره و کوس و علم و اسباب نوبت سلطنت تمامی بدرخانه برادرش بردند برادرش چون آن حال مشاهده نمود از غایت خوف و اضطراب بی توقف بدرگاه سلطان آمد و سر نیاز بر زمین خضوع نهاد و گفت از بنده چه گناه صادر شده و کدام جریمه واقع گشته که موجب آن باشد که اسباب سلطنت بدرخانهٔ بنده فرستند سلطان فرمود که اگر سلطنت حق من ست تو با فرو کشیدن و چوب زدن غلام چه کار داری بایستی که آن حالت بعرض من میرسانی تا تفحص کردمی و نگذاشتمی که از مالک بر مملوک حیفی رود و نه از مملوک بر مالک و حق سبحانه تعالے که بندگان بمن سپرده جواب آن مرا باید گفت نه ترا بعد ازان بشفاعت بسیار گناه برادر عفو فرمود مثنوے

سیاست نشاید زکار آگهان	که آن خاص باشد به شاهنشهان
دلیری مکن بر درِ شهریار	مهمات شاهان بدیشان گذار

نهم چون امور سپاهیان مفوض بامر ست باید که امیر سلطان را بران دارد که پیوسته لشکر او آراسته باشد و برای حرب مهیا و آماده گشته چه عالم محل حوادث ست و کس نداند که حادثه در چه وقت زائد و فتنه از کدام طرف آید اگر سلطان بجمع مال مشغول گردد و رجال جمع نه کند بوقت ضرورت فرو ماند چه جمع رجال بمال میسر گردد و اطراف ممالک برجال مسخر گردد لَا مُلْکَ[1] اِلَّا بِالرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ اِلَّا بِالْمَالِ بیت

به لشکر شود ملک عالم مسخر		به مال ست ترتیب لشکر میسر

آورده اند که یکی از سلاطین با امیری از امرای خود مشاورت کرد که من در قصهٔ مال و لشکر متحیرم اگر مال جمع کنم لشکر متفرق شود و اگر لشکر ترتیب کنم مال در دست نماند امیر گفت مال جمع کن سلطان گفت لشکر پریشان شوند گفت اگر رجال بروند وقتیکه بدیشان محتاج شوی مال بر ایشان عرض کن تا باز آیند گفت برین صورت هیچ دلیلی داری گفت آری درین خانه خالی هیچ مگس نیست بفرمای تا ظرفی از عسل بیارند چون عسل حاضر شد مگس بسیار جمع آمدند گفت اینک نمود از انچه بگفتم ظاهر شد سلطان را خوش آمد و او را تحسین کرد و این سخن با امیری دیگر درمیان آورد گفت لشکر ترتیب کن و ایشان را از خود مران زیرا که شاید در وقتیکه خواهی جمع شوند یا نشوند گفت برین معنی دلیلی داری گفت دارم و امشب بعرض رسانم چون شب درآمد بفرمود تا ظرفی از عسل آوردند یک مگس پیدا نشد گفت دلها که از کسی متنفر باشند و در تاریکی نفرت افتادند هر چند مال بر ایشان عرضه دهند پیرامون آن کس نگردند و من درین باب حکایتی یاد دارم ملک فرمود که باز گوی امیر گفت سلطانی در مصر بوده که در جمع مال

[1] نہیں ہے ملک مردوں سے اور نہیں ہیں مرد بغیر مال کے ۱۲

میکوشید وبغور حال لشکریان نمیرسید هر مالی که بدست می آورد در صندوقها می نهاد و بجد محافظت میکرد قضا را امیر شام لشکری جمع مینمود تا بداعیهٔ حرب او متوجه مصر شود این خبر بمصر رسید یکی از ارکان دولت سلطان مصر باوی گفت که امیر شام لشکر جمع میکند تا بحرب تو آید مال میدهد و لشکر میسازد مردان تو کو و لشکر تو کجاست پادشاه اشارت بصندوقها کرد و گفت مردان در همیانها اند و لشکر من در صندوقها هرگاه خواهم بیرون آیند در اثنای این حال امیر شام تاختی کرد و بر وغالب آمد و صندوقها در تصرف آورد و گفت اگر او بدین مال مردان کاری و مبارزان کارزار ے جمع کردی این تفرقه بدو نرسیدی بیت

مال دهی مرد بدست آیدت	ور ندهی زود شکست آیدت

دهم برای صلاح ملک پیوسته باید که منهیان[خبر لانے والے ۱۲] و جاسوسان برگمارند تا از جوانب واطراف خبرها بوی آرند و از هر گوشهٔ که فتنه سر برزند در تدارک آن کوشش نماید آورده اند که صاحب ابن عباد ملازم فخر الدوله دیلمی بود و اکثر اوقات در شیراز نشستندی اتفاق افتاد که سه روز پیش ملک نرفت صباح چهارم بملازمت رسید فخر الدوله پرسید که سبب تخلف سه روزه چه بود صاحب گفت پریروز منهی[هرکاره ۱۲] ما از طرف مملکت ختا آمد و تقریر کرد که خان ختا بوقت آنکه بفراش خانه خود میرفت با یکی از ارکان دولت خود بمشاورت سخنے گفت که سه روزست که در اندیشه ام که چه گفته باشد و تفحص لشکر میکردم و در دفع تعرض او چاره ها میساختم تا امروز صباح قاصدی دیگر رسید که او تهیهٔ لشکری میکرد و بیکے از اطراف مملکت خود

میفرستاد خاطر جمع کردم و بملازمت آمدم امرا و وزرا را نظر تفحص احوال سلاطین تا این غایت بوده باوجودیکه ختا کجا و شیراز کجا و قبل ازین درباب منهیان و ارباب اخبار و اعلام دو سه کلمه گفته شده بود قطعه

چو ضبط ملک مفوض بتست جهد نمای	که از جوانب و اطراف باخبر باشی
بتیغ قهر سر فتنه جوی برداری	بدفع تیر بلا خلق را سپر باشی

یازدهم باید که وسیلهٔ آن شود که فقیران را بسلطان رسانند و واسطهٔ آن گردد که مظلومان و داد خواهان را پیش پادشاهان درآرد تا درد دل خود پیش طبیب دار الشفاے عدالت تقریر کرده شربت شفاے مراد نوش کنند و هر امیرے که رعایا از خوف او بخدمت سلطان نتوانند رسید بر مثال آنست که جوے آب صافی باشد و نهنگی دران آب جای گرفته و لب تشنگان بدان آب محتاج باشند و از هیبت او گرد آن نتوانند گشت قطعه

چو داری اختیاری آنچنان کن	که درویشان ز تو آسوده گردند
مباش آن نوع که از دست جفایت	بزیر پاے غم فرسوده گردند

دوازدهم با زیردستان چنان زندگانی کند که خواهد که زیردستان با دیهچنان معاش کنند و در حدیث صحیح آمده ست من لا یَرحم لا یُرحم هر که رحم نکند بر و رحمت نکنند و کسیکه بر خلق نبخشاید بر و نه بخشایند و در خبر آمده بخشائید بر کسے که از شما فروترست تا رحم کند بر شما کسی که از شما برترست نظم

غم زیر دستان بخور زینهار	بترس از زبردستی روزگار

سلوک آنچنان کن بخلق جهان	که خواهی که با تو کنند آنچنان

اما آداب وزرا زیاده از همه ارکان دولت رحیم باید زیرا که هیچ کارے بر درگاه سلاطین از وزارت صعب ترنیست چه بروے حسد بسیار میبرند و حسودان او بیشتر ملازمان پادشاه اند خصوصاً جمعے که در مناصب و مداخل با او مساهم و مشارک باشند لاجرم پیوسته چشم طمع در منصب او می بندند و دامهاے مکر و حیله باز کشیده مترصد آنند که او را در دامی افگنند که روی خلاصی نه بیند و برین تقدیر او را هیچ تدبیرے به از راستی و کم طمعی نیست باید که هیچ دقیقه در باب آداب و شرط وزارت فرونگذارد تا انگشت بر حرف او ننهد و بزرگان گفته اند که چون کسے مهم خود را بپاکے گزارد عیب جویان را در و مجال دخل نماند فرد

کرا رسد که کند عیب دامن پاکت	که همچو قطره که بر برگ گل چکد پاکے

بزرجمهر را پرسیدند که لائق وزارت کیست گفت آنکه او را چهار وسه و دو یکی باشد گفتند به تفصیل بیان کن گفت یکے از چهار هشیاری که سر انجام کارها نداند دوم بیداری که خود را پیش از وقت در مهالک نیندازد سوم دلیری در ساختن کارهاے بزرگ چهارم جوانمردی اما آن سه یکی آنست که چون از خدمتگاران خدمت نیکو بیند زود در مکافات آن او را دلنوازی نماید دوم جمعی که از فرمان او سر کشند گوشمالش دهد سوم حوادث روزگار را آماده باشد و آن دو یکے آنست که جانب پادشاه را رعایت کند و دیگر از جانب رعیت غافل نگردد و یکے آنست که در هیچ کار از حق سبحانه فراموش نکند و در حدیث آمده که چون خداے تعالے با امیری یعنے بکسے که

صاحب امر و خداوند فرمان باشد نیکوئی خواہد او را وزیری راستکار و راست گفتار بدہد تا اگر نکتۂ از قواعد معدلت فراموش کند آن وزیر یادش بدہد و اگر یادش بود وزیر او را مددگاری نماید و اگر حق تعالی بدان امیر غیر این خواہد او را وزیری ناخوش کردار بدہد که اگر دقائق عدل فراموش کند به یادش ندہد و اگر بر یادش بود او را بر ان اعانت و امداد نکند پس وزیری که بصفت راستی و پاکی موصوف ست مددگار سلطان باشد در تمہید ارکان عدل مثنوی

چراغ افروز ملکند آن وزیران	که رحم آرند بر حال فقیران
وزیر ار جاه خود در ظلم داند	از و کی نام سلطان زنده ماند

و از شروط کلی وزارت و آداب آن نوز نکته آورده میشود اول رعایت جانب حق و این صورت بر ہمه چیزہا مقدم ست زیرا که چون کسی جانب حق نگاہدارد در ہر آئینه ملاحظۂ احوال خود خواہد نمود و از ناشایست [نالائق ۱۲] احتراز و اجتناب خواہد فرمود دوم مساوات نگاہدارد میان شاہ و سپاہ و رعیت و میل ہیچ جانب نکند تا حیفی [ظلم ۱۲] واقع نشود و این مشکل ترین کاری و نازکترین عملی ست در وزارت سوم در کاریکه شروع میفرماید در عاقبت آن نیکو نظر کند و از خاتمت آن مہم براندیشد تا آخر پشیمانی نکشد و پشت دست حسرت بدندان حیرت نگزد مثنوی

کاریکه گرفتۂ تو در پیش	از عاقبتش نکو براندیش
گر مصلحت ست آنچنان کن	ور نیست صلاح ترک آن کن

چہارم قاعده نیکو نهد که در حدیث آمده ہر که سنتی حسنه و راہ نیکو نهدم

او راست مزد آن و مزد هر که عمل کند بدان و هر که سنتی بد و بدعتی ناپسندیده بنهد برو باشد وزر آن و گناه هر که عمل نماید بدان رباعی

اے آنکه بکار شاه بودی مشغول	خواهی که همیشه باشدت عز و قبول
بر صفحه روزگار رسمے بگذار	کان پیش خدا و خلق باشد مقبول

پنجم کفایت خود ظاهر گرداند در امور ملکیه که کفایت وزرا در تمهید مصالح دولتها بیش از انست که تقریر پذیر باشد آورده اند که عضد الدوله از ابو علی خضری که وزیر یکے از آل بویه بود بر نجید نزدیک او رسولی فرستاد با شمشیر برهنه گفت این را پیش او نه رسول همچنان کرد و هیچ نگفت وزیر قلم پیش وی انداخت و گفت جواب توانیست و روی بکار عضد الدوله آورد و نامها نوشت و ارکان دولت را بروے بیرون آورد تا او را بگیرند و بند کردند و تمام مملکت او را با ممالک شاه خود منضمام داد بیت

همه کار شاهان حکمت پژوه	ز رائے وزیران پذیرد شکوه

ششم اگر سلطان رائی اندیشد که مصلحت مالی و ملکی دران نبود باید که بدان راضے نشود لیکن در مجمع آن را پسند کند و بر سر جمع نکوهش آن ننماید و داند که رائے ملوک مانند سیلی باشد که از سر کوه در آید و کسیکه بیک دفعه خواهد که آن را از طرفی بطرفے گرداند در ورطهٔ هلاک افتد اما اگر با دل مساعدت نماید و بمدارا و احتیاط یک جانب او را بخاک و خاشاک بلند گرداند بجانب دیگر که خواهد تواند برد همبرین سیاق در صرف رای پادشاه از انچه متضمن فسادی بود طریق تلطف و تدبیر بجاے باید آورد نه بروجه امر و نهی بلکه از روی تضرع چه مصلحتی که بر خلاف رائے او باشد بدو باید نمود

واو را بر وخامت عاقبت آن کار تنبیه باید داد و بتدریج در اوقات خلوات بایراد امثال و حکایات خاطر نشان او باید ساخت و بلطف و حیل آن رای را از خاطر بیرون باید برد **نظم**

توانی بنرمی و کار آگهی	که تغییر رای سلاطین دهی
وگر از درشتی برآری نفس	نیاید از ان رای خود باز پس
پس آن به که اول مدارا کنی	بفرصت ره چاره پیدا کنی

هفتم به منصب و مرتبه و تقرب ملوک و کمال اختیار مغرور نگردد که مزاج سلاطین حکم آب و آتش دارد و اعتماد را نشاید و یقین داند که هر عملی را عزلی در عقب ست و هر دولتی را نکبتی مستلزم بزرگی را گفتند چرا سرای برای خود نسازی گفت درین شهر دو سرا است یکی سرای دیوان وقتیکه در عمل باشم دوم تنگ زندان آن دم که معزول باشم **فرد**

چه باشد نازش و کاهش باقبال و ادباری	که تا برهم زنی دیده نه این بینی نه آن بینی

هشتم تا تواند احسان کند پیش از انکه فرصت آن فوت شود **نظم**

زان پیش که دست ساقی دهر	در شربت دولت افگند زهر
از سر بنه این کلاه و دستار	جهدی بکن و دلی بدست آر
کین سر همه ساله با کله نیست	وین روی همیشه همچو مه نیست

نهم در روا کردن حاجات محرومان و امیدواران سعی بلیغ نماید که کفارت ملازمت شاهان قضای حاجت محتاجان ست از حضرت امیر المومنین حسن رضی الله عنه

منقول ست که فرمود اگر حاجت مومنے بر آرم دوست تر دارم از انکه ہفتا د سال باعتکاف نشینم و از دانیال پیغمبر علیہ السلام روایت کردہ اند که گفت چندین سال دست در رکاب پادشاہی میزدم تا سوار شود و غرض من آن بود که حاجت مردم برآوردہ گردانم بسیار از اولیا و حکما نظر برہمین معنی داشتہ اند و خدمت سلطان اختیار فرمودہ و از شیخ کبیر قدس سرہ منقول ست که در یک روز ہفتاد نوبت پیش عضد الدولہ رفتہ جہت کار مسلمانان و ساختہ نشد و باخر روز عضد الدولہ گفت اے شیخ عجب مردی بودہ اینہمہ آمدی و کار تو ساختہ نگشت مع ہذا باز می آئی و ہنوز ممتنع نشدی شیخ گفت اے ملک کار من ساختہ شد که نیت[بہین ۱۲] من رضاے خدا بود و میدانم که خدا ازین آمد و شد من خشنود ست اما کار تو ساختہ نشد که در مہم مسلمانان اہتمام نکردی و محتاجان را نا امید ساختی و ندانستی که تا اہل دولت کار کسے نسازند کار ایشان ساختہ نگردد فرد

کار درویش مستمند بر آر	که ترا نیز کارہا باشد

عضد الدولہ متنبہ شد و بسیار بگریست و کارہای شیخ را تمام بساخت بیت

در ساختن کار کسان سعی نماے	کار تو شود ساختہ از لطف خداے

دہم سلطان را بر خیر دارد و چنان کند که خیر او بہمہ کس برسد گویند وزیر اتابک از مال پادشاہ خیر بسیار کردی اتابک مستوفی را فرمود که دیگر اقطاع[جاگیر ۱۲] بکسے ندہی که دستت ببرم روزی دیگر درویشی از وزیر چیزی خواست مستوفی را گفت که فلان اشیا باقطاع او بنویس مستوفی تامل میکرد وزیر گفت چہ تامل میکنی ازان

جاگیر ۱۲

مے ترسی کہ دستت بر دار زین نمی ترسی کہ ترا بر آویزم خبر با تابک رسید وزیر را طلبید
گفت مستوفی را چرا می آویختی گفت من میخواستم کہ طناب سراپردہ دولت ترا بمیخ
دوام استحکام دہم او نمیگذاشت نہ سزاوار بر آویختن باشد اتابک بگریست و مرتبہ
وزیر را بلند گردانید و خلعت داد و در تواریخ مذکورست کہ سلطان ملک شاہ را
گفتند کہ خواجہ نظام الملک ہر سال از خزانہ صد ہزار دینار بعلما و صلحا و فقرا و زاویہ
داران و گوشہ نشینان را مید ہد و شمارا ازان نفع نیست و بدان مبلغ لشکر جرار
درہم میتوان بست سلطان این سخن را بخواجہ باز گفت فرمود کہ بدان زر لشکر
زور را ترتیب میتوان کرد کہ ایشان دشمنان را بشمشیرے کہ طول یک ذرع ست
و تیری کہ رفتن او سہ صد گز باشد از تو دفع کنند من از برائے تو بہمان زر لشکرے
ترتیب میکنم کہ از اول شب تا صباح بر درگاہ حضرت الٰہ بقدم صدق ایستادہ اند
از برای تو زبان بدعا و دست بحاجت کشادہ و شمشیر ہمت با بر میرسانند و تیر آہ
از ہفت آسمان میگذرانند و لشکر تو و ما ہمہ در پناہ ایشانیم فرد

کہ پادشاہ جہان در پناہ درویش ست	دگر مگوی کہ درویش در پناہ کسی ست

ملک شاہ بگریست و گفت شاباش برائے من بیشتر ازین لشکر ترتیب فرمائے
یازدہم قدر روز عمل بداند و ازان فائدہ گیرد و در کارسازی و دوست نوازی کوشد و
آزار و ایذا بکس نرساند و گرنہ وقتیکہ آن عمل از دست رود جز حسرت و ندامت
در دست نماند بیت

چون بدانستے توانستے نبود	چون توانستی ندانستی چہ سود

آورده اند که بزرگی از عمل معزول شد و جزع میکرد گفتند روا باشد که چون تو عزیزی در عزل جزع کند گفت من نه از معزولی جزع[ناشکیبی ۱۲] میکنم چه یقین میدانم که عمل بی عزل نمیباشد این فزع و اضطراب برای آنست که اگر باکسی نکوئی کرده ام میگریم که کاشکے نیکی زیاده کردمی و اگر از من به نسبت کسے بدی صادر شده مے اندیشم که کاشکے بدی نکردمی **فرد**

اے کاش نیکی از همه کس بیش کردمی	چون عاقبت جزای بد و نیک میدهند

دوازدهم[۱۲] از رجوع خلق و تردد[آمد و رفت ۱۲] مردم به تنگ نیاید و بوقت ملاقات با ایشان گره بر پیشانی نزند و یقین داند که مردم ملازم اختیار ند هر جاکه این صفت ظهور کند از ملازمت خلقان چاره نیست آورده اند که فضیل بن سهیل در زمان وزارت خود یکے را گفت که از آمد و شد مردم تنگ آمده ام و از بسیارے گفت و شنود با داد خواهان ملول گشته گفت ای وزیر بالش اعزاز از پس پشت برگیر و مسند وزارت در هم پیچ و در عهده من کن که هیچکس ترا نخواند و در هیچ مهم کسے بتو رجوع ننماید **قطعه**

پیش آنکس که اختیارش هست	خلق بے اختیار مے آیند
دگر آن اختیار رفت از دست	بدر او چه کار مے آیند

سیزدهم[۱۳] دوستان خالص پیدا کند که از نعمتها احباب یکدل و یکجهت نیکوتر باشند و گفته اند دوست مخلص به از گنج زر خالص چهاردهم[۱۴] از اعمال خائن و ظالم غافل نشود و پیوسته به تفحص و تجسس احوال ایشان اشتغال نماید و ظالمان آزارنده را بر مظلومان رعایا مسلط نگرداند و چون ستم و خیانت یکی از ایشان ظاهر شود او را

بعقوبتی که سزاوار آن باشد عبرت دیگران گردانند و در سیاست ظلمه مطلقاً مسابله نکند پانزدهم[۱۵] از عمال رشوت نگیرد که تا کسے رشوت از دیگری نستاند نتواند که بدیگرے رشوت بدهد و چون وزیر برشوت فریفته شد اجازت ست برشوت گرفتن آنکس و رشوت دادن وستدن حرام ست و دیگر رشوت گیرنده زبون از رشوت دهنده میباشد و زبونی مناسب وزیر نیست شانزدهم[۱۶] اگر بر کید حاسدی و مکر مفسدی یا غمز و سعایت معاندی وقوف یابد چنان ظاهر کند که او را ابدل هیچ باک نیست و نزد سلطان خشمی و کینه از ایشان ظاهر نکند که موکد سخن ایشان گردد و اگر در مقام سوال و جواب و مناظره و جدال افتد جواب از روی حلم و وقار گوید خفت و سبکساری نکند که غلبه همیشه در جانب حلم میباشد هفدهم[۱۷] خود را بسلطان چنان نماید که باندک کلمه و کمتر اشارتے که شاه فرماید تمامی اموال و همگی جهات خود را بذل خواهد کرد که چون چنین کند مال او از طمع پادشاه ایمن شود چه آنرا از خود داند و همان در تصرف خود شناسد هیژدهم[۱۸] کسے را که عمل میدهد باید که از روی تامل و فکر بسیار باشد و تا بارها نیازموده باشد بروے اعتماد نکند تا در آخر کار منفعل و شرمسار نگردد نظم

بعقلش بباید نخست آزمود	بقدر هنر پایگاهش فزود
بایام تا بر نیاید بسے	نشاید رسیدن بغور کسے

نوزدهم[۱۹] بکاری که رفتن در و آسان باشد و بیرون آمدن دشوار شروع ننماید که بزرگان گفته اند بیت

تو به مهمی که در آئے نخست	رخنۂ بیرون شدنش کن درست

اما ارباب قلم یکی دبیران اند که تعلق بسلطان دارند و دیوان انشا تعلق بدیشان
میدارد و ایشان را میباید که امین باشند و معتمد کافی و خوش طبع و تند فهم و از اصطلاحات (کچهری منشی گری ۱۲)
باخبر از حکیم ارسطو پرسیدند که حاجب پادشاه بهتر یا کاتب او حکیم فرمود که حاجب
جزو اوست و کاتب کل او . اگر دبیر لطیف طبع افتد کفایتهای نیکو تواند کرد آورده اند
که پادشاه ایران عادتی داشت که در حربها فوجی از خیار لشکر را جامهٔ سیاه پوشانیدی
چون جنگ سخت شدی بفرمودی تا سیاهداران پیش رفتندی و آن جنگ را بسر (برگزیدگان ۱۲)
بردندی وقتے اتفاق افتاد که با پادشاه توران که پنجاه هزار مرد داشت مصاف
کشیده چون هر دو لشکر در مقابله یکدیگر بایستادند شاه ایران با بعضے خواص از اهل
مصاف خود بر بلندی ایستاده بود چون اشتداد خصم و کثرت لشکر او بدید خواست
که آن روز حرب نکند و بدست خود بر کاغذے نوشت که سیاه داران را بگوئید تا باز
پس ایستند دبیر مرد عاقل بود دانست که اگر لشکر باز گردد خصم قوی شود و امکان
دارد که ظفر یابند فی الحال قلم برداشت و نقطه در زیر سیاهداران زد تا سپاهداران شد
چو خط ایشان بسپاه داران که امراے لشکر بودند رسید تصور کردند که سپاه و مددے
رسیده باعتماد تمام لشکر را پیش کردند و خود از عقب ایستاده حمله نمودند لشکر دشمن
ازان جرأت و صولت عجب داشته منهزم شدند و بعد سیاهداران حاجت برآمد
(دبیر ۱۲) (فرار ۱۲)
دبیر صورت حال بعرض رسانید شاه او را بستود و نوازش فرمود و گفت
دبیر چنین باید که بیک نقطه پنجاه هزار مرد را هزیمت دهد و دیگر در باب دبیران
حکایتے هست که پادشاهی بپادشاهی نوشته بود که پیش ازانکه تو خود را بر من زنی

من خود را بر تو خواهم زد ارکان فرو ماندند که در جواب این سخن چه نویسند دبیر سلطان مرد خوش ذهن بود گفت من جواب بنویسم که همه شما را پسند افتد پس بنوشت که من و تو شیشه و سنگیم خواه سنگ بر شیشه زن و خواه شیشه بر سنگ همه اعیان حضرت این جواب را پسندیدند فرد

سخن کان از سر دانش نویسد	نبزد عاقلان مقبول باشد

دیگر عملداران و ایشان متعلق بوزرا میباشند و عامل باید که نیک نفس و خوش خوی باشد و از حرص و طمع برکران بود نوشیروان فرمود که عامل باید که دست بسته باشد و هم دست کشاده یعنی به نیکی دست بکشاید و از خیانت دست بند د و دیگر باید که رسم بد ننهد و قانون ناموجه وضع نکند که هم پادشاه را بدنامی آرد و هم خود را بنفرین خلق گرفتار کند آورده اند که وزیرے عاملے را بجاے فرستاده بود عامل نوشت که اگر فلان کار کنم زر بسیار حاصل میشود وزیر در جواب نوشت که بازار عوانان پیش ما بسیار کاسد ست و زبانهاے ایشان گنگ و دستهاے ایشان بغایت کوتاه پنج روزی که تو در کاری چنان مکن که سبب بدنامی ما و واسطه لعنت و خواری خود شوی و دیگر باید که تصور نکند که اگر پادشاه یا وزیر یا امیر از و رضی اند جانب رعیت سهل ست زیرا که کسے را که چندین هزار خلق خصم باشد چگونه سلامت تواند بود بلی اگر رعایا خوشنود باشد طرف پادشاه سهل ست آورده اند که یکے از خلفا شخصے را بعمل فرستاد و او برفت و چندین رسمهاے نیک برانداخت و قاعده های بد نهاد و مال بسیار حاصل کرد چون پیش خلیفه آمد

خلیفه از وبرنجید و مصادره ها فرمود و مدتی در زندان انداخت بعد از ان فرمود تا بر سر
عمل رود و ده پانزده سال گذشته مال بیارد تاوان[12] آن عملدار متحیر شد و با شیخی دران باب
مشاورت کرد شیخ فرمود قبول کن باکی نیست اما امسال رسمهاے نیک بنه و
بدعتها برانداز و رضای رعیت حاصل کن و وظائف درویشان وادرارات و
اقطاعات بتمام بده و باز آئی در عهدهٔ من که هیچ آفت بتو نرسد برفت و بهمین طریق
که شیخ فرموده بود عمل کرد چون باز آمد ده دینار سال گذشته را هشت دینار بیاورد
با وجود این رافت و عاطفت از خلیفه به نسبت وی واقع شد آن عامل سبب این
دو صورت از شیخ سوال کرد که در سال گذشته کفایت بسیار کردم و مال وافر
آوردم عقوبت کشیدم و امسال مال کم آوردم و تربیت دیدم شیخ فرمود که دران
نوبت چندین هزار مردم خصم تو بودند آن نتیجه داد و درین کرت این همه مردم شفیع
تو اند چنین ثمره میدهد فرد

بدی مکن که درین کشت زار زود زوال	بداس دهر همان بدروی که می کارے

اما چون ندما بدولت مجالست سلطان مشرف شده اند ایشان را در رعایت
قواعد ادب و حرمت باید کوشید و شرط ایشان آنست که انچه نزدیک بادشاه
مقبول و مکروه باشد بدانند و ایثار آن کنند که مقبول سلطان ست و اگرچه مکروه
نفس ایشان باشد و ندیم سلطان باید که با خود مقرر کند که در بندگی خداے و
خدمت مخلوق هیچ چیز سودمند تر از ترک حظ نفس خود نیست و چون این معنی
نزد او محقق گردد و در هر معامله و محاوره که میان او و سلطان افتد خویش را دران

بهره بیند ترک بهره خود گیرد و از آن تجنب نموده حظ خود پادشاه را مسلم دارد تا ثمره خیر دهد و آن فائده هم عائد بدو شود و اگر باول استیفای حظ خود مشغول گردد کار او خالی از خللی نباشد و چون او را انبساط و گستاخی میباشد باید که بهیچ وجه در هیچ کارے حرفی با سلطان حواله نکند اگرچه حق بجانب وی بود و اگر چیزی قبیح از وی دریابد بهیچ جا باز نگوید و اگر بنا در سهوی کند و باز گوید بدان اعتراف نکند اگرچه آن خبر با سلطان رسیده باشد که از اقرار تا انکار تفاوت بسیارست و اگر میان وی و پادشاه حالی افتد که قبح آن عائد بیکے از هر دو تواند بود جهد کند در آنکه آن قبح منسوب با خود گرداند برائت ساحت سلطان را از آن ظاهر کند و چون سلطان بری الساحة شود باید که حیلها انگیزد و تدبیرها اندیشد که آن قبح از و نیز بگردد و باید که در خدمت ملوک چشم و دست و دل و زبان بفرمان او باشد تا سلامت ماند رباعی

پیوسته دو گوش سوی شه باید داشت		فرمان ورا چشم بره باید داشت	
از نیکوئی زبان روان باید کرد		وز بد دل و دیده را نگه باید داشت	

اصمعی میگوید که روزے نزد خلیفه هارون رشید رفتم او را دیدم بر تخت نشسته و دختر پنج ساله تخمیناً نزدیک وے قرار گرفته مرا گفت دانی این دختر کیست گفتم معلوم ندارم گفت دختر پسر منست برو و بوسه بر فرق او نه من متحیر مے ماندم و گفتم اگر خلاف امر کنم عقوبت کند و اگر جرأت نمایم شاید غیرت او را بران دارد که مرا برنجاند پس آستین بر سر آن دختر نهادم و بر دا شتم و سر آستین خود را بوسه دادم خلیفه را آن ادب خوش آمد گفت اگر بخلاف این میکردی از نعمت حیات محروم می ماندی

پس مرا ده هزار دینار انعام کرد من شکرانهٔ آن را که ازان ورطه خلاصی یافته بودم همه را صدقه دادم و در آداب ندما آورده اند که یکے از ملوک غلامی داشت بغایت صاحب جمال فرد

رخے چنان که ز خورشید و ماه نتوان کرد	خطے چنانکه ز مشک سیاه نتوان کرد

روزے ندیم خود را گفت این جوان زیبا صورتے و دلکش ہیأتی دارد گفت آری صبیح و ملیح نمکین ست و بسیار لطیف و ظریف سلطان گفت تو او را دوست داری گفت نے پرسید کہ چرا گفت کسے را کہ پادشاہ دوست می دارد من کہ باشم کہ او را دوست دارم سلطان را ادب او خوش آمد و سخن او را پسندید و درجہ او را بلند گردانید قطعه

هر کرا مایهٔ ادب باشد	گر بجائے رسد عجب نبود
چون ادب بهست از حسب چه نسبت	حسبے بهتر از ادب نبود

چون این رساله بسر حد اطناب رسید آداب اقتضاے آن میکند که زیاده ازین قدم بر بساط انبساط نهاده نشود و بدعاے دوام دولت روز افزون سمت اختتام یابد فرد

سخن نه برنهج اختصار رفت آن به	که طی کنم و گر این نامه را که وقت دعاست

فرد

خدایا تا فلک را سر بلند نیست	بزرگان را ز حکمت ارجمند نیست

اشعهٔ رایات آسمان فرسای لمعات الویه سپهر آسای این شاهزاده عالی رای عالم آرای مثنوی

فروزان رویش از فر آلہی	درخشان کوکبے از برج شاہی
ابو المحسن شہنشاہ جوان بخت	کہ برخوردار باد از تاج و از تخت

تا انقراض ادوار لائح و لامع باد و کوکبۂ عظمت و دبدبۂ حشمت و ابہت او از سپہر فتح و نصرت شارق و طالع مصرعہ این دعا از من و از خلق جہان آمین باد + باتمام رسید و باختتام انجامید این رسالہ مشتمل بر اسرار حکمت و منطوی بر حقائق اطوار اہل دولت و ہم از نام کتاب کہ مضاف باسم سامی و نام نامی آن حضرت ست تاریخ اتمامش مفہوم و معلوم میگردد قطعہ

باخامہ گفتم ای کہ ز سر ساختی قدم	وز مقدم تو چشم سخن یافت روشنی
اخلاق محسنی بتمامی نوشتہ شد	تاریخ ہم نویس ز اخلاق محسنی

خاتمۃ الطبع

درین زمان بہ فضل ایزد منان کتاب ندرت خطاب مسمی بہ اخلاق محسنی من تصنیف عالم مدقق فاضل محقق المعی عہد لوذعی زمان جناب ملا حسین الواعظ الکاشفی کہ بظاہرش موجز و مختصر ست و در حقیقت محیطی را بکوزہ آوردہ و در عبارت صاف و سلیس خالی از غرابت و تکلف جمع فرمودہ بمرتبۂ ہشتم در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بماہ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء مطابق ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۰ھ باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع موصوف حلیہ طبع در برکشید

بقلم سورج بلی کاپی نویس ساکن محلہ نوبستہ لکھنؤ بعمر ۶۹ سال